زالت شموس دولتہ طالعۃ و آبرحت اقمار علو رتبتہ ساطعۃ ؑ نظم

پس از حمد خلّاق ارض و سما
کنم لب تر از نعتِ خیرالورا

دہن بر کشایم بمدحِ علی
وصیِ بلا فصل بعد نبی

ثنائے ائمہ کنم آشکار
کہ ہستند شانِ حجتِ کردگار

اما بعد کہان ہین عاشقان شاہد سخن۔ و معشوقانِ عاشق تن۔ کہ یہ مژدۂ تازہ شنیدنی ہی بلکہ اِک بہارستانِ نضارت آگین دیدنی ہی یہ دیوان ہی کہ تکلم پرستان کا نقشا ہی۔ کثرتِ مضامین ہین کہ پریون کا جمگھٹا ہی ہر ورق اُسکا غیرتِ ورقِ گل۔ اور ہر سطر مرغول رشکِ طرۂ سنبل مصاریع اشعار خطوطِ فاصل جدا دل سے مجنون وار دریدہ گریبان۔ اور لیلائے معانی سیہ محمل لفظین بصد کرشمہ و ناز نہان شوخی بیان فرزانہ کو دیوانہ بناتی ہی۔ عروسِ فکر نکھری ہوئی اپنا جوبن دکھاتی ہی نزاکت استعارات و کنایات بسانِ شاہدِ طناز سراپا عشوہ و ناز۔ مشاطۂ نظارہ کا

بلاگردانی کو پنجۂ مژگان دراز۔ الفاظِ دلنشین نے لائق صاد نقش بٹھایا۔ کہ الف
قامتون نے مثل یاے تحتانی فرطِ انفعال سے ہرگز سر نہ اُٹھایا۔ شاہد مبالغہ کا
چرخ اطلس پہ دماغ۔ رنگینی و تازگی تشبیہ غیرتِ ریاحین باغ۔ ہر لفظ مین نزاکت و لطافت
مین رشکِ یاسمن و نسترن ہین صفحات مُطرّا غیرتِ سبزانِ چمن۔ گُل سرسبد
تازگی مین ہر استعارہ۔ دکان گلفروش دامن نظارہ ہر نقطہ مانند نافۂ غزال چین۔
بل غیرتِ خال عنبرین مہوشانِ زہرہ جبین آبِ فصاحت سے انہار مصابیح مالا مال
اور باغ‌تہِ الفاظ معنی آفرین ہم پیالۂ مے پرتگال۔ زمین شعر آسمان کو رشک دینے
مین غیرت ہر بیت دل آویز و ہر مصرع مصرع انتخاب۔ رنگ آمیزی مین لاجواب
اس نگارستان مین سیکڑون خوبیان۔ اور ہزارون باریکیان ہین۔ کہانتک شمار دا
ہو دیکھنے سے دل ناظر شیدا ہو۔ انیس جلوت۔ جلیس خلوت۔ معشوق باوفا۔ یار
بے ریا۔ دافع درد جدائی۔ مونسِ شب تنہائی۔ کون دیوان بہجت عنوان تجلی جسکا ہے

نام تاریخی مرغوب جہان ہی فی الحقیقت مرغوبِ جہان و جہانیان ہی اب بیان
بلبلِ خامہ نئی روش سے گلزار بیان مین نغمہ سنج ہی۔ خوشی دل سے نزدیک و دور
سنج ہی۔ سبحان اللہ جب ایسا گلشن سر بہار ہو۔ تو ہر سمت سے تحسین و احسنت
کی کیونکر نہ پکار ہو۔ راقم بھی حسب ایماے سامی بلبلِ شاخسار بلاغت طوطی
شکرستانِ فصاحت۔ شاعرِ نازک خیال۔ نثار شیرین مقال۔ اعنی نواب قاسم علیخان
صاحب سلمہ کہ دوستِ قدیم اور مخلصِ صمیم جناب سید تجمل حسین خانصاحب ڈپٹی کلکٹر
مصنف دیوان ہذا کے جو مسمی بہ مرغوب جہان ہی یہ چند الفاظ مرکب تاریخی جو اکثر
سنین معروف و غیر معروفِ زمانہ ہین بنا بر یادگار مع دیگر قطعات تاریخ بفحواے ہیت

سخن یادگار مہانِ جہان	بگیتی سخن زندہ دارِ شہان

گلدستہ بناتا ہی۔ بطرز جدید و روشِ نو سناتا ہی کہ دیوان ہذا کو سال ہجری مین کہ تیرہ
سات ۱۳۰۷ھ ہین۔ گلستانِ سخن گوے۔ یا نظم نورانی۔ یا منظوم نگار۔ یا گلشن خوشنما
۱۳۰۷ھ ۱۳۰۷ھ ۱۳۰۷ھ ۱۳۰۷ھ

کہنا زیبا ہے۔ اور سال عیسوی کہ اٹھارہ سو نواسی ۱۸۸۹ع ہین۔ باغ فتوت۔ یا باغ محمور
یا۔ گلزار مستلزات۔ کہنا روا ہے۔ اور عام فصلی کہ بارہ سو ستانوے ۱۲۹۷ سنہ ہین۔ باغ ظرف
یا نگارستان دستان۔ کہنا مناسب ہے۔ اور سن بکرمی کہ انیس سو چھیالیس سمت ۱۹۴۶
سن حال ہین اور انیس سو سینتالیس سن استقبال ہوتے ہین تقریر منظوم۔ یا چمن محفوظ
یا۔ خوشۂ منظوم۔ یا۔ منظوم افضل۔ کہنا انسب ہے۔ اور سن مہدوی کہ ایکہزار پچاس
ہین ۱۰۵۰ سنہ۔ گلزار صاحب بصیرت۔ یا۔ بوستان ہوشیاری۔ یا۔ باغ گویائی۔ یا گلشن خیال
ان نامون کے ساتھ منسوب کرنا مزیب ہے۔ اور سال پارسی یزدجردی کہ بارہ سو
اکاون ہین ۱۲۵۱ سنہ۔ گلزار ذوالعقول۔ یا۔ بوستان اخلاق۔ کہنا مزین ہے۔ اور سن
سالکا بکرماجیتی کہ اٹھارہ سو تیرہ ہین ۱۸۱۳ سنہ۔ اگر۔ باغ خاطر کہین۔ تو کیا برا ہے
اور سال سالکے نوروزی کہ اٹھارہ سو دس ہین ۱۸۱۰۔ گلشن عظمت۔ کہنا نہایت
خوشنما ہے۔ اور سال بنگلہ کہ بارہ سو چھیانوے ہین ۱۲۹۶ سنہ۔ نسخہ شاعری۔ کہو۔ اور

جو نہین تو نام اُسکا بہت مناسب مرغوب جہان ہے۔ بس چپ ہی رہو
۱۳۰۲ھ

قطعۂ تاریخ | قطعۂ تاریخ دیوان ہٰذا بزبان عربی | بلسانِ عربی

اَلا اِنَّ ہٰذا کلامٌ حُلوٌ
آگاہ ہو تحقیق کہ یہ کلام ایسا شیرین
لطیفٌ بما اَملاہُ مِن رشادِ
پاکیزہ ہے بسبب اُس چیز کے کہ بھرا ہوا ہے سامان نیکی

متی عند طبعٍ وجدتُ السنین
ہرگاہ نزدیک بیٹھنے کے پایا مین نے سنون کو
بابدال عامٍ الی امتدادِ
بسبب بدلنے سنہ کے طرف بڑھنے کے

لذا قیل تاریخہٗ فی المحرّم
اسواسطے کہی گئی تاریخ اسکی محرم مین
بقولٍ ملیحٍ بلفظ سدادِ
ساتھ گفتار نمکین کے ساتھ گفتار راستیون کے

دیگر قطعۂ تاریخ دیوان ہٰذا بصنعت صوری و معنوی بزبان فارسی

چون مرتب گشت دیوان فصاحت انضمام
در بلاغت من شنیدستم کہ ہست او بیخو زند

طبع غواص ثریا غوطہ زد در بحر فکر
اندران حالت سروش غیب گفت ای ہوشمند

گو ہمین تاریخ طبعش صوری و ہم معنوی
سال ہجری یکہزار و سہ صد و ہفت آمدند
سنہ ۱۳۰۷ھ

ایضاً قطعۂ تاریخ در تناسب

چو فکر سن عیسوی داشتیم
یکایک بخاطر رسید آن زمان

ہمین مصرعۂ تر بہ کلکم رسید | حسین دفترِ عشق و حسن بتان
۱۸۹۰ع

دیگر تعمیہ کہ مصرع آخر آن عربی ست

خجل کرد این چہ خوش مطبوع دیوانست | سپیدی و سیاہی شمس و فی را
ز روئے جودت ست این سال فصلی | جزاک اللہ فے الدارین خیرا
۱۲۹۰

نوع دیگر متناسب

تجمل حسین چو نوشتہ است دیوان | سراسر مروت سراپا مودت
سنِ بکرمی ہم رقم زد ثریا | فصاحت کماہی نداق محبت
سمبت ۱۹۴۶ بکرمی

ایضاً رباعی در صنعت مہملہ و ہم متناسب

سحر در طلسم دارد ہر مصرع مسلم | در دہر سرّ او را گردد کدام محرم
ہر کس مطالعہ کرد او را مدام در دل | سو رو سرور کردہ لامع کلام محکم
۱۳۰۶ھ

دیگر در صنعت زبر و بینہ زبان آرد و سے معلی

چھپا جو میر تجمل حسین کا دیوان
کیا مطالعہ جسنے بہت ہوا وہ خوش
یہ بین اور زر بر بین لکھا ثریا نے
عجب طرح کا ہوا اک کلام وہ دلکش

سنہ مہدوی ۱۳۰۹ھ

ایضاً بہ صنعت مذکور در سمت بکرمی

چھپا جو دیوان تو اسے ثریا
ہر ایک دل مین بہت ہوا خوش
ہین زر برو بین مین بکرمی سن
کہا ہوئی ہے یہ نظم دلکش

سنہ ۱۹۴۹ بکرمی

دیگر بہ سال مہدوی در صنعت تناسب

کیا خوش اسلوب ہے دیوان مسرت عنوان
شائقین و شعرا کیون نہ برین اُسکو خرید
قدر دانی سے کمین دیکھ کے ارباب سخن
گر فصاحت مین ہے یکتا تو بلاغت مین وحید
مہدوی سال کی تاریخ ثریا نے لکھی
واہ کس شان و تجمل کا ہے دیوان جدید

سنہ مہدوی

ایضاً در صنعت تناسب

بہار بیخزان ہے گلشن ایجاد مین گویا
چمن ہر صفحہ ہے دیوان عجب بستان خرم ہے

عزیز اسکو ہر اک کھتا ہی دل کی طرح پہلو مین
لکھی تاریخ طبع اسکی بھی کلکِ ثریا نے

انیسِ خلوتِ عشاق ہی غمخوار و ہمدم ہی
کلامِ نزہت آئین تجمل جانِ عالم ہی
سنہ ۱۳۰۱ھ

کبت تاریخ در زبانِ سنسکرت

اَتھہ سُندر کابِتْ پُھولکت ہین سکہ برحما نند بڑھیو جو ہمارِی
ایسی عمدہ شاعری دیکھنے ہی خوشی ازحد بڑھی مجھکو

تاکِہ سَمان بَناوَن کینہتِ سَکل گُرِین کُھ کُھہ ہجھارِی
اُسکے موافق نظم کرنے کو سب شاعر بالکل ہارگئے

تَریاکہت سَب کوٹ جتن سے کیو اَکچھر ایک سکیو نچارِی
ثریا کہتا ہی کہ سب نے کروڑون تدبیرین کین لیکن ایک حرف بھی نہ بناسکے

اِہ بول تہارِی نپٹ پیارِی چال چلن مان سب سے نیارِی
کیونکہ یہ باتین تمھاری نہایت پیاری اور چال چلن مین سب سے جدا ہین
سمت ۱۹۴۱

یک مصرع تاریخ دیوان ہذا در صنعت مربع

نقشہ ہاے نادر شطرنج

عمدہ تحفہ الطف احسن محکم دلکش دیوان گفتہ

یہ وہ صنعت ہی کہ ایک مصرع چونسٹھ مرتبہ پڑھا جاے اور نقشہ مین
لکھنے سے مہرہ ہاے شطرنج کی چال پر آئے جو لفظ جس خانہ مین ہی
اُسی مہرہ کی چال سے مصرع اور ہم تاریخ برابر بیٹھے چنانچہ رخ اپنی

چال سے اور فرزین اور بادشاہ وغیرہ اپنی اپنی چال سے مصرع اور تاریخ پوری کرتے ہین اِلّا پیل دونون ملکر ایک مصرع پورا کرینگے اور چال مہرہ ہاے مربع کی اِس شعر سے سمجھے

اسپ فرزین اسپ رخ باز اسپ فرزین اسپ گیر	پیل داری در مربع ہر طرف دور پذیر
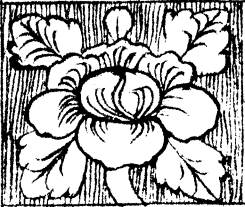
شعر تاریخ در زبان بنگلہ
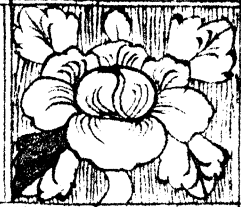
بحر متدارک

سَمَتْ کھو شَجا بُولَاۓ مُوبَن نِی چینتا گُو رُو نا شُرِیَا
سال تاریخ ڈھونڈھا کما دل نے نہ کرو فکر اے شُریا
بُولْ بِی سَاگُلْ شَنَا زُبُونَاس اِی ہُوشُنُو بُوکْ دُوَیَانْ کَا
کہو سب غضب کا یہ ہر گل باغ راحت

۱۲۹۶ بنگلہ

اِس شعر کے معنی حسب محاورہ تحریر ہوئے

Mohamed Aga II

A. D of persian

This book is

Mohamed Aga

of persian

Madras

Bangalore

یہ کتاب محمدلا کی ہے اگر کسی چراوے گا
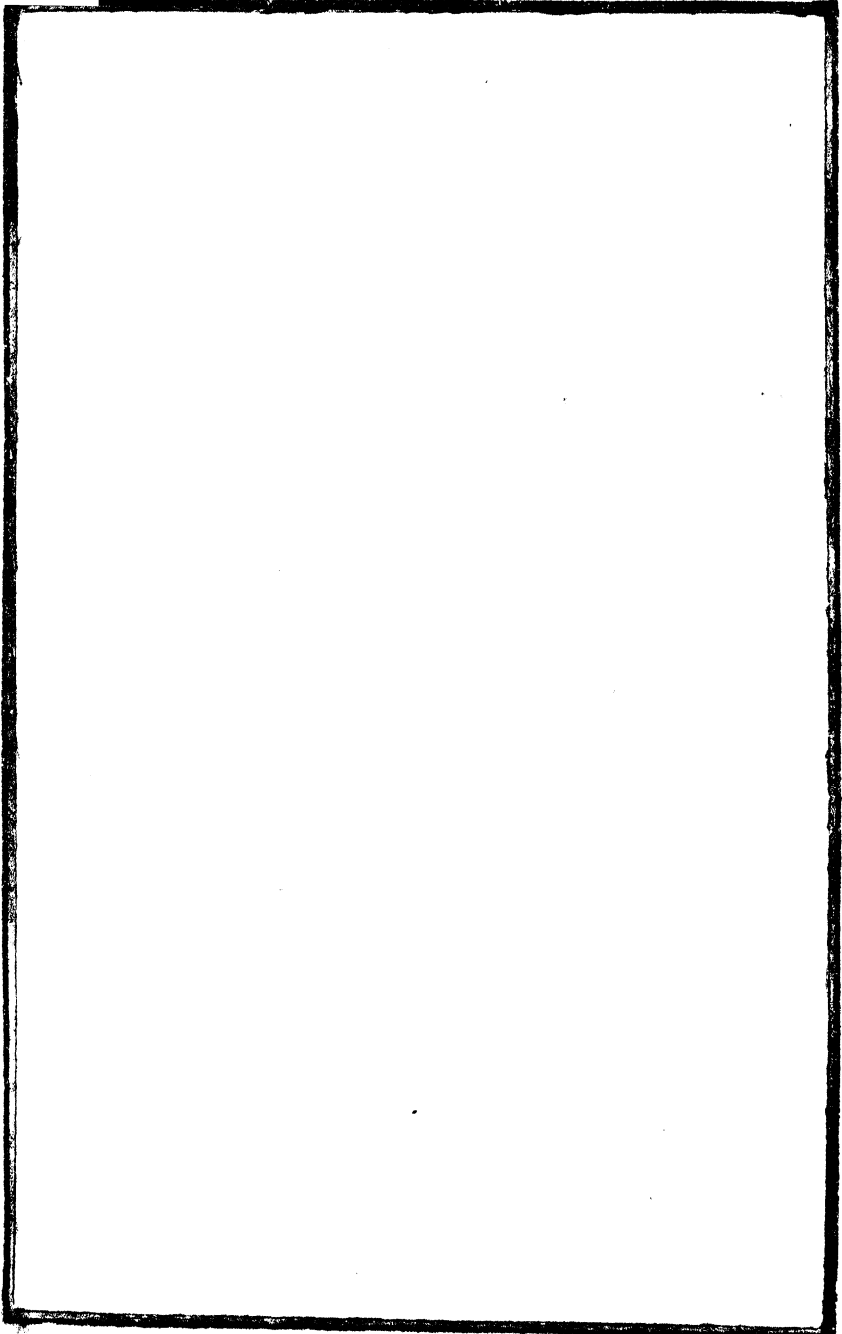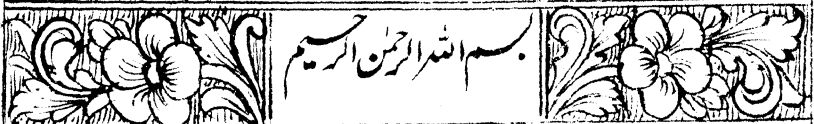
تو اس کو خیامت کے دن پکڑون گا محمد آغا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سر دیوان یہ مطلع ہے جو مطلع مہر انور کا
یقیناً ہے رقم وصف اسمین رخسار پیمبر کا

دلیلِ زورِ دستِ مرتضیٰ ہے حال خیبر کا
نہ بھولیگا کبھی روح القدس کو صدمہ شہپر کا

زمین سے لامکان تک نورِ رخ پھیلا جو حیدر کا
فلک پر پھر گیا منہ شرم سے خورشید انور کا

اذان مین بھی پسِ نامِ خدا موجود ہے دیکھو
محمد مصطفےٰ کا نام اقدس اور حیدر کا

زمین و آسمان سب حکم سے اُسکے ہوے پیدا
وہی خالق ہے برّ و بحر و ماہ و مہر انور کا

علی سے تا بہ مہدی رہنماے خلق بارہ ہین
وصی ہر ایک ان مین سے بلاشک ہے پیمبر کا

کسی کی کیا ہے طاقت کر سکے جو نعت احمدؐ کی
خدا خود جانتا ہے مرتبہ اپنے پیمبر کا

۲
غلام مرتضی ہے کیا ڈرے عصیان کی کثرت سے
بھروسا ہے تجمل کو شفیع روز محشر کا
۱۹

ہون مین دل سے غلام حیدرؑ کا
ورد ہر دم ہے نام حیدر کا
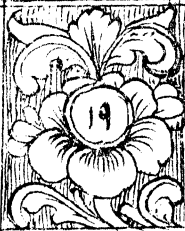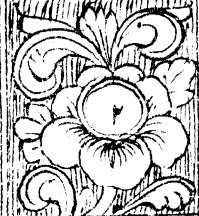
عقدۂ مشکلات حل کرنا
ہے ازل سے یہ کام حیدر کا

طور بھی اک ہے جلوہ گاہ علی
عرش بھی اک مقام حیدر کا

قدسیون کے لیے عبادت ہے
تذکرہ صبح و شام حیدر کا

دو جہان مین ہے کس کا یہ پایہ
عرش اعظم ہے بام حیدر کا

بندگی کبریا کی صبح و مسا
کام ہے یہ دوام حیدر کا

پیشوا اُسکو جانتے ہین ہم
جو ہے پیر و امام حیدر کا

شک نہین ہے کلام حق لاریب
کلمہ اور کلام حیدر کا

کعبہ مین جب بتون نے پائی شکست
کس جگہ تھا مقام حیدر کا

یہ جو قائم ہین آسمان و زمین
ہے یہ سب انتظام حیدر کا

آتے تھے دیکھنے فلک سے ملک
جنگ مین اہتمام حیدر کا

صورتِ مہر و ماہ روشن ہے
خلق پہ خُلقِ عام حیدر کا

ایک سے دو کیا تھا اژدر کو
اِس سے حیدر ہے نام حیدر کا

کیون خزف ہون نہ وان کے در نجف
کہ نجف ہے مقام حیدر کا

خانۂ عافیت نہ کیون ہو لحد
نقش ہے دل پہ نام حیدر کا

سب پہ روشن ہے رجعتِ خورشید
آسمان ہے غلام حیدر کا

طے کرونگا پُلِ صراط کو مین
لونگا جس وقت نام حیدر کا

شبِ معراج پردہ سے باہر
ہاتھ تھا لا کلام حیدر کا

کیون تجمل کو خوف محشر ہو
مدح خوان ہے مدام حیدر کا

تجمل کی ہر دعا یارب
جلد دکھلا مقام حیدرؑ کا

جو لوحِ عرشِ اعظم کو نبیؐ نے یکقلم دیکھا
علیؑ کا نام اپنے نام کے نیچے رقم دیکھا

بہت ڈھونڈھا کسی جا پر نہ تجھکو اے صنم دیکھا
تجسس میں ترے ہر گوشۂ دیر و حرم دیکھا

نبی معراج سے آئے تو یہ اصحاب سے بولے
علیؑ کا نامِ نامی عرش پر ہمنے رقم دیکھا

محمدؐ کو ہوئی معراج میں جب قربتِ یزداں
خدا کی آستین سے دستِ حیدرؑ کو بہم دیکھا

زمینِ روضۂ حیدرؑ کو کیسا ہے شرف حاصل
فلک کو ہمنے جب دیکھا پئے تسلیم خم دیکھا

رہی مدت تلک دنیا میں لیکن واے ناکامی
تمہارا چہرۂ انور نہ ہمنے ایک دم دیکھا

ہمارا یوسفِ ثانی سرِ بازار جب نکلا
حسینوں میں حیا سے ہمنے ہر گردن کو خم دیکھا

فرشتے بنکے اژدر آئے مرقد میں مگر بھاگے
ہماری لوحِ دل پر نامِ حیدرؑ جب رقم دیکھا

تجمل کیا لکھے شانِ سواری اپنے دلبر کی

۴ کبھی چشمِ فلک نے بھی نہ یہ جاہ و حشم دیکھا ۱۲

دوزخ کو حکم ہو جو جنابِ امیر کا
نجائے سرد ہوکے گرہ زمہریر کا

ارشاد ہو ابھی جو جنابِ امیر کا
مسند ہو بادشاہ کی تکیہ فقیر کا

پائے اگر اشارہ جنابِ امیر کا
نجائے شعلہ نار کا جامہ حریر کا

ہو مس غبارِ پا جو جنابِ امیر کا
تاجِ شہی بنے ابھی بستر فقیر کا

جود و کرم نماز مین دیکھو امیر کا
دیکر انگوٹھی بھر دیا کاسہ فقیر کا

کیونکر نہ افتخار نصیری کرین نعین
بندہ بنایا حق نے جنابِ امیر کا

خیبر مین جبرئیل سے کیا رُکتی ذوالفقار
دستِ خدا اٹھا ہاتھ جنابِ امیر کا

شاہون کو آسکے در پہ گدائی کی ہو ہوس
کیا مرتبہ ہے آپ کے در کے فقیر کا

لولاک کی شان ہین ہے اک کی لافتا
کیا دوجہان مین رتبہ ہے شاہ و وزیر کا

جبرئیل لائے آیہ اکملت عرش سے
مشہور ماجرا ہے یہ خمِ غدیر کا

جب لوح پہ قلم نے لکھا نام مرتضے
سر خم ہوا ادب سے ملک اور دبیر کا

کشتی نوح جس گھڑی طوفان مین تھی پھنسی
حافظ ہوا تھا نام مرے دستگیر کا

یونس کو بھی بچا لیا ماہی کی پیٹ مین
ادنی یہ معجزہ تھا ہی کے وزیر کا

۵ حیدر تری سخا سے تحمل کو ہی عجب
پورا ہوا سوال نہ کیون اس فقیر کا ۱۲

تب تک یہ شعلۂ ہجران بھڑکتا جائگا
مجمر سینہ مین انگارا دہکتا جائگا

سیر گلشن کو چلا ہی آج میرا گلبدن
دیکھ لینا یہ ہر اک کوچہ مہکتا جائگا

کہتی تھی لیلی مرا مجنون چلا ہی سوے دشت
راہبر کوئی نہین رستا بھٹکتا جائگا

عشق اُس موے مژہ کا دیکھنا مرنے پہ بھی
سینۂ خستہ مین کانٹا سا کھٹکتا جائگا

دشت غربت مین نہین کچھ خوف دم سے دم ہی
پانون کی زنجیر سے پتا کھڑکتا جائگا

جا چکی فصل خزان اب آئی ہی فصل بہار
روز افزون سبزۂ گلشن لہکتا جائگا

دستِ ساقی سے مئے گلرنگ کیون پیتا نہین
منہ ترا محشر تلک زاہد مہکتا جائیگا

ناز سے کہتے ہین وہ چھیڑو نہ مجکو بیطرح
ورنہ ڈر سے گھر تلک یہ دل دھڑکتا جائیگا

تیغ بھی رہ دیگی وقت قتل مین وہ بیگناہ
دیدہ جوہر سے میرا خون ٹپکتا جائیگا

چھائی ہی کالی گھٹا اور جی بہکنے تک سمجھتا ہی یار
دمبدم ای رعد تو کب تک کڑکتا جائیگا

لائقِ انعام ہوگا یار کا لاکر جواب
دم مین پہونچیگا اگر قاصد لپکتا جائیگا

اے تجمل داغِ غم جس دل مین شب پیر کا
حشر تک وہ مہر کی صورت چمکتا جائیگا

۱۵ ۶

مسیحا ہی مسیحائی تری گفتار سے پیدا
صدائے قم باذنی ہی تری رفتار سے پیدا

نہین کے بعد ہان کہتا ہی میرے گھر کے آنے پر
صنم انکار ہوتا ہی ترے اقرار سے پیدا

خیابانِ جنان مین گو بڑی رضوان نے کوشش کی
مگر اک گل ہوا بڑھکر نہ اُس رخسار سے پیدا

دکھا کر رشتے کو تسبیح یہ زاہد سے کہتی ہی
کہ رشتہ کر لیا ہی ہمنے بھی زنار سے پیدا

جسے کہتے ہین سب عنبر وہ ہی ادنی غلام اپنا
صدا ہی یہ تمہاری زلف کے ہر تار سے پیدا

خلیل اللہ کو نمرود نے چاہا جلا ڈالے
گلستان بنگئی آتش ہوئی گل نار سے پیدا

امید لطف تھی جب تک غیرون کی رسائی تھی
عذاب جان عاشق ہوگیا اغیار سے پیدا

جہان مین نیک و بد کا کس طرح سے ساتھ دیکھو
گلستان مین نہین ہوتے جدا گل خار سے پیدا

تمہارے دو بنے گیسو نہین جوڑا ہی کالے کا
ہین دو عقرب تمہارے ابروے خمدار سے پیدا

دہن مین آبلے کیون نہ ہون اسکو زبان سمجھون
صدا ہی ہائے ہو کی پاؤن کے ہر خار سے پیدا

تعلق دیکھیے مجنون موا ہی کب مگر اب تک
صدائے ہائے لیلی ہی سر کہسار سے پیدا

عدم کو حسن پہونچا اور پہونچنے کی رسید آئی
ہی یہ امر اے صنم تیرے خط رخسار سے پیدا

شب وصلت ہی آیا ہی مرے گھر وہ قمر طلعت
نہ کیونکر نور ہو ہر اک در و دیوار سے پیدا

تری زلف صنم کب جلوہ گر ہین رخ پہ وہ ابرو
یہ دو عقرب ہوے ہین یکہ لو اس ماہ سے پیدا

بتاؤ اے تجمل کچھ نہین تدبیر بن پڑتی

کرشمے روز ہوتے ہین نئے دلدار سے پیدا

گذر ہوا ہی تو اکبار دیکھتے جانا
مسیح ہم بھی ہین بیمار دیکھتے جانا

بہت نحیف جنون ہی مراتنِ لاغر
چُبھے نہ پانون مین یہ خار دیکھتے جانا

تمھاری مانگ کے رستے مین دل یہ کہتے ہین
نہین ہی زلفین مین یہ ار دیکھتے جانا
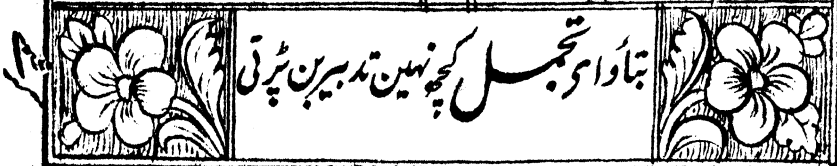
جو سوے گورِ غریبان گذر تمھارا ہو
مزار ہو گئے مسمار دیکھتے جانا

سُنا جو بکتا ہی یوسف کہا زلیخا نے
مری نگاہ سے بازار دیکھتے جانا

اندھیری شب مین چلے ہو جو سوے میخانہ
عسس کو ہو نہ خبر یار دیکھتے جانا

چلے تھے جب سوے ہستی کہا تھا قسمت نے
جو پیش آئیگا ناچار دیکھتے جانا

نہ شانے سے دلِ عاشق کو ہو کہین ایذا
تم اپنی زلف کا ہر تار دیکھتے جانا

تلاشِ یار مین مجنون کی طرح حضرتِ دل
تمام وادی و کہسار دیکھتے جانا

کہو یہ کبک سے گر ہی خرامِ ناز کا شوق
ہمارے یار کی رفتار دیکھتے جانا

بنا ہی شیخ برہمن کہو یہ لوگون سے
گلے مین پہنے ہو زنار دیکھتے جانا

شراب پی کے درِ میکدہ پہ متوالو
پڑے ہین شیخ بھی سرشار دیکھتے جانا

کہو طیور سے صیاد دام کے بدلے
لیے ہی ہاتھ مین تلوار دیکھتے جانا

نکل رہا ہی جو خط رخ پہ لیکے آئینہ
زوالِ حسن کے آثار دیکھتے جانا

گذر چمن مین جو گلرو ہو عندلیبون کے
گلون سے باغ مین تکرار دیکھتے جانا

جو سوے گورِ غریبان گذر تمھارا ہو
نگاہِ ناز سے اے یار دیکھتے جانا

ق

بروزِ حشر کہیگا خدا فرشتون سے
حسین کے بھی عزادار دیکھتے جانا

کہین نہ دھو کے سے ملجائین عاصیون مین وہ
بچشم غور خبردار دیکھتے جانا

۸

چلے ہو چھپ کے تجمل جو کوے دلبر مین
قدم قدم پہ ہین اغیار دیکھتے جانا

۱۲

بھری ہی بی سے ساقی نے سجا ہی آج میخانہ
صراحی بھی طلائی ہی زمرد کا ہی پیمانہ

بڑا جھرمٹ ہی مستونکا ہر اک ساقی سے کہتا ہی
ہمارے واسطے جلد اک چھلکتا جام بھر لانا
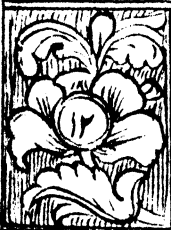
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے میرے گلرو کو
بنا مخمور کیسا جھومتا آتا ہی مستانا

پریرو کے مقابل مین نہین ہی خوبرو کوئی
حسینون مین بھی یکتا ہی مزاج اُسکا ہی شاہانا

جہان کے عاشقون مین تاجداری ہم پہ زیبا ہی
مذاقِ عاشقی مین مرتبہ اپنا ہی خاقانا

ذرا کر صبر خالق دیکھ آگے کیا دکھاتا ہی
جو ہونا تھا ہوا ای دل بھلا اب کیا ہی پچھتانا

جُھکائے سر کو ہین ہم تیغ کے نیچے ترے قاتل
نہین کچھ فائدہ دیگا ہمارا تجھکو دھمکانا

صنم کم رات باقی ہی سحر کا وقت آتا ہی
ذرا اب ہنسکے بولو کسلیے ہی اتنا شرمانا

مکانِ غیر پر پوشیدہ جاکر یار کہتا ہی
اگر وہ خستہ دل پوچھے مرا آنا نہ تبلانا

ترے کوچے مین پھر بے روک ٹوک آنا ہمارا ہو
ہمین اک راہداری کا ملے گر تجھسے پروانا

وہ آدم ہی ہی بعدِ مرگ بھی جو عشق رکھتا ہی
نہین جلتا ہی شمع مردہ پر محفل مین پروانا

کوئی اُس غیرتِ لیلیٰ سے کہدے اے تجمل یہ

بیابان مین ترا مجنون پڑا پھرتا ہی دیوانا

آیا مسیح اور نہ جِلایا چلا گیا
تلقین کے وقت شانہ ہلایا چلا گیا

صیاد آیا باغ مین پر خیریت ہوئی
بلبل نہ جب پھنسے تو ستایا چلا گیا

آیا بھی سنگدل جو کبھی میرے پاس تک
نفرت کی باتین کر کے رُولایا چلا گیا

تعدیر سے جو گور پہ آیا مسیح بھی
دھوکے سے اور مردہ جِلایا چلا گیا

در پر سے یار آکے گیا ایک بیک پلٹ
حیران ہون مین کسلیے آیا چلا گیا

سن لینے کے علاوہ تحمل کا کیا ہی بس
جو آیا اُسکے دل مین سُنایا چلا گیا

دیر و حرم سے دل مرا گمراہ ہو گیا
دونون گھرون کے راز سے آگاہ ہو گیا

صبحِ شبِ وصال چلی جب وہ اپنے گھر
سایہ کی طرح ہوش بھی ہمراہ ہو گیا

دم مین نگاہِ رحم جو خالق کی ہو گئی
ہر ذرہ مہر بنگیا گلِ ماہ ہو گیا

کہدے نسیم جا کے مرے گلعذار سے
صدمہ ترے فراق کا جانکاہ ہوگیا

بازار ہو کے یوسفِ ثانی اگر چلا
ہر شخص ایستادہ سرِ راہ ہوگیا

سارے جہان نے یہ کیا روز و شب طواف
گھر اُسکا کعبہ اور وہ بُت اللہ ہوگیا

دل کے ہین اُسکے کوچۂ گیسو مین گم حواس
جو رہنما تھا آپ وہ گمراہ ہوگیا

کوئی نہین جہان مین تجمل کا اب انیس
اک دل تھا وہ بھی اُنکا ہوا خواہ ہوگیا

ہر حسن ترقی پہ یہ سرکار تمھارا
سو جان سے عالم ہے خریدار تمھارا

ہے حکم مرے قتل کو درکار تمھارا
مُنہ دیکھ کے رہ جاتی ہے تلوار تمھارا

بیفائدہ کرتے ہین دوا آکے مسیحا
ممکن نہین اچھا ہو یہ بیمار تمھارا

زنجیر مین جب الفتِ گیسو کے پھنسا ہے
کِس طرح رہا ہو یہ گرفتار تمھارا

آنا ہے تو جلد آؤ خدا کے لیے کب تک
تڑپے گا اِسی طرح سے بیمار تمھارا

جلاد کو ہو حکم کہ کاٹے ابھی گردن | گر قتل کے قابل ہی گنہگار تمھارا

جو مجکو جہان ڈھونڈھیگا مین اُسکو ملونگا | تھا روز ازل تو یہی اقرار تمھارا

قصہ شب ہجران کا کرین کس سے بیان ہم | اک دل تھا سو وہ بھی ہی طرفدار تمھارا

اے واعظو اِن رندون کی جانب سے نہ نکلو | جُبّہ کہین لین مل کے نہ دو چار تمھارا

گر عاشق صادق ہی تجمل تو ملوگے
آسان ہی ملنا نہین دشوار تمھارا

آج گلشن مین گل اندام جو مجکو نظر آیا | بلبلین پھولون سے کہتی ہین زمین پر قمر آیا

آنکھین پتھرا گئین ہین مجکو سجھائی نہین دیتا | بلبلو مجکو بتادو مرا گلرو کدھر آیا

بیوفائی کا تمھاری مین گلہ کس سے کرون اب | چاہ غیرون سے ہی تمکو نہ مرا کام بر آیا

بے تامل مری گردن تو جھکی تھی تہ شمشیر | ہاتھ کیون روک لیا دل مین عبث تجکو ڈر آیا

تھا گدا اتنو خدا نے ہی غنی مجکو بنایا | سیم تن یار مرا آج جو ہی میرے گھر آیا

۱۳ ۔ اب عیادت کی بھی ہی فکر تجمل تمھین لازم
رات میخانے مین گذری اُٹھو وقتِ سحر آیا ۔ ۱۲

زندگی مین تو نہ اِکدم درِ جانان چھوڑا
شکرِ خالق ہی کہ جب ہو گئے بیجان چھوڑا

دیکھ صیادِ عدو تو نے ستایا کیا کیا
الفتِ گل سے نہ بلبل نے گلستان چھوڑا

اپنے لیلی کے تعشق مین پریشان خاطر
مر گیا قیسِ خزین پر نہ بیابان چھوڑا

پئے دیدارِ صنم منتین کس کس کی نہ کین
سگ ہی چھوڑا نہ کوئی یار کا دربان چھوڑا

میزبانی کا ہوا خاتمہ بس تجھپہ زمین
کھا گئی خود نہ کوئی لاشۂ مہمان چھوڑا

خار کہتے تھے رفاقت کو ہماری دیکھو
زندگی بھر نہ کبھی قیس کا دامان چھوڑا

دیکھکر میرے سلیمان کو یہ بولین پریان
شہرۂ حسن ترا سُن کے پرستان چھوڑا

زندگی مین تھی بہت جانکی حافظ لیکن
گورِ دارا پہ کسی نے نہ نگہبان چھوڑا

مین تو اے گل ترے یاران لباسی سے نہ تھا
لاشہ بے گور و کفن کسلیے عریان چھوڑا

اپنے بیمار سے کیا خوب مسیحائی کی | تونے ہمراہ جنون کو پئے درمان چھوڑا
ملک الموت کے ہی ہاتھ مین کیا تیغ فنا | نہ کوئی گبر نہ ترسا نہ مسلمان چھوڑا

سچ یہ کہتا ہی تجمل شہ دین کے غم مین
آنکھین وہ کور ہین جنکو نہین گریان چھوڑا

پتا پاکر درِ پیرِ مغان کا | مجاور بنگیا شیخ آستان کا
سحر سے شام تک ہی میکدہ گھر | نمازین چھوڑدین روزہ کہان کا
جنون مین اب تو ہی صحرانوردی | خدا حافظ ہی مجھ بے خانمان کا
ہوئے سب قصہ کہنہ ہی زمانہ | ہماری اور تمھاری داستان کا
تمھارے عشق مین مین جان دیکر | فقط طالب ہوا نام ونشان کا
تجھے ڈھونڈھا حرم مین دیر مین بھی | وہین پہونچا پتا پایا جہان کا
مژہ کو تیرے جب ہوتی ہی جنبش | مزہ ملتا ہی یان نوکِ سنان کا

اُٹھا جب بتکدے مین شورِ ناقوس
تو سمجھا شیخ اُسے نعرہ اذان کا

کہا بلبل نے جب اُس گل کو دیکھا
ہی یارب پھول یہ کِس بوستان کا

ہی مہر و ماہ و انجم کی بدولت
فروغ اتنا زمین پر آسمان کا

نشانہ میرے سینے کو بنا لو
جو تم کو شوق ہی تیر و کمان کا

۱۵ ۱۹

تجمل کو یہی وردِ زبان ہی
نجف پہونچون بھروسا ہی جہان کا

تمہارے ظلم سے مُنہ کو مرے جگر آیا
مگر نہ حرفِ شکایت زبان پر آیا

جو سینہ اُس گلِ تر کا اُبھار پر آیا
ہمارے نخل تمنّا مین یہ ثمر آیا

بغیر یار ہوا بزم مین جو ذکر شراب
لہو سے ساغرِ دیدہ ہمارا بھر آیا

ضعیفی آئی جوانی کی شب تمام ہوئی
ہوا یہ دیدۂ غفلت دمِ سحر آیا

بھیگی کشتیِ گردون حباب کی صورت
سرشکِ چشم کا دریا جو جوش پر آیا

دل رقیب مین کیا کیا حسد سے داغ پڑے
ہمارے پاس جو دم بھر کو وہ قمر آیا

گذر گئی مری سب انتظار ہی مین عمر
جواب لیکے ابھی تک نہ نامہ بر آیا

تمھارے راز محبت کی ہوگی پردہ دری
جو ایک اشک مری آنکھ مین نظر آیا

ابھی ہی نیمچہ ہوجا لگا وہ پھر شمشیر
قیامت آئی جو قد اُسکا باڑھ پر آیا

مسافران عدم کی ملے خبر کیونکر
کبھی رسید نہ آئی نہ نامہ بر آیا

چھپا کرینگے عنادل بنائیگا صیاد
چمن مین سبزہ بالیدہ تا کمر آیا

سیاہ بال تھے جتنے وہ سب سفید ہوے
تمام رات ہوئی اب دم سحر آیا

چمن کی سیر کو وہ شاہ گلرخان جو گیا
براے نذر ہر اک غنچہ لیکے زر آیا

نماز چھوٹیگی توبہ شکست ہوگی تری
دعاے رند مین زاہد اگر اثر آیا

گھٹا کی طرح جو کوے صنم مین رونے لگا
بڑھا یہ اشک کا دریا کہ تا بہ سر آیا

ہر ایک امر مین کرتا ہر اسکی یہ تقلید
طبیعت آئی جدھر دل مرا اُدھر آیا

مسافران عدم کس سے کبرو سہی گئے
کہین نشان قدم تک نہین نظر آیا

لگائے تیر نگہ سیکڑون رقیبون پر
نہ بھول کر بھی یہ ناوک کبھی ادھر آیا

زبان دل سے تجمل ہی مدح خوان اُنکا
کہ جنکے واسطے دو ہونے کو گھر آیا

۱۶ ۱۰

محبت دیکھیے پنہان جو ہی رشک قمر اپنا
اُگلتا ہی شفق سے آسمان خون جگر اپنا

ہی بہتر سب حسینون سے جو وہ رشک قمر اپنا
حسد سے مہر گردون بھی جلاتا ہی جگر اپنا

مری محفل مین آئیگا اگر وہ غیرت یوسف
بچھاؤنگا مین بدلے فرش کے نور نظر اپنا

نہین کم صور اسرافیل سے نالہ ہمارا ہی
قیامت پر قیامت ہو دکھائے زور اگر اپنا

ارادہ کر رہا ہی دام گیسو سے نکلنے کا
ہمارا طائر دل تول کر ہر ایک پر اپنا

بہت روز و شب سے ہی ہمپر نگاہ لطف ساقی کی
ہوا کرتا ہی میخانے مین روز و شب گذر اپنا

برنگ بو ہوا ہی کون گل پردہ نشین یا رب
چمن مین جو کبھی ہونے نہین پاتا گذر اپنا

یہ مٹی ایکدن بہ جائیگی بحرِ تلاطم مین — حباب آسا اُٹھاتا ہی عبث مغرور سر اپنا
موافق شانہ ہو تو ہمکو اُسکی مانگ ہاتھ آئے — ابھی ملجاے رستہ خضر اگر ہو راہبر اپنا

۱۷
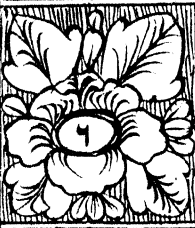
ہمین کیا اہی تجمل خوف ہی نارِ جہنم سے
بنے گا ابر رحمت حشر مین دامانِ تر اپنا

۶
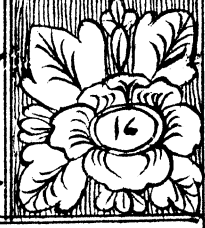
گھر سے جب چین بہ جبین یار ستمگر نکلا — دیکھو ڈر دم تنِ رستم سے بھی باہر نکلا
دیکھکر سینۂ صدچاک کو ظالم رویا — داغ جب عشق کا اُسکے مرے دلپر نکلا
ایک شب دشت مین دل نے جو کیا شور و فغان — قیس گھبرایا ہوا قبر سے باہر نکلا
پھینک کر نامۂ اعمال فرشتے بھاگے — نعشِ عاشق سے ہوا اک شعلہ بھڑک کر نکلا
فاختہ دعویِ باطل سے ہوئی شرمندہ — راست کب پیشِ قدِ یار صنوبر نکلا

۱۸

روکے غم اپنا تجمل نہ سنانے پایا
یار میخانے سے بیساختہ ہنسکر نکلا

۷
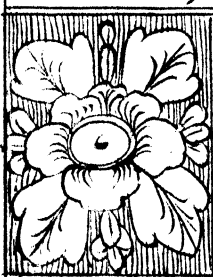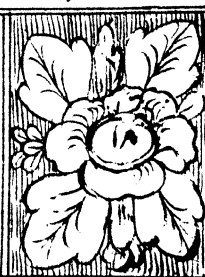
عشق کے سودے کو بے سمجھے ہو مول لیا
پیشتر عقل کی میزان مین کیون تول لیا

دل کے بہلانے کو مجنون کیطرح شام وسحر
جس جگہ بیٹھ گئے دفترِ غم کھول لیا

قتل کرنے کے لیے پہلے تو بندھوایا تھا
کسلیے ہاتھون سے پھر تو نے مجھے کھول لیا

تشنگی عشق مین غالب ہوئی جبدم ہمنے
کاسۂ دل مین معاً شربتِ غم گھول لیا

چھوڑ کر دولتِ دنیا کو گدائی ٹھانی
شاہون نے تاج کی جا ہاتھ مین کشکول لیا

سبکی اور گرانی مین ہوئی خوب تمیز
ہمنے سنگِ حرم و دیر کو اب تول لیا

ناز کیون آج کے دن ہو نہ تجمل مجکو
مین بھی دو چار گھڑی یار سے ہنس بول لیا
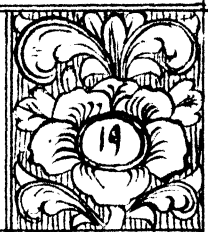
کیون ہم سے آج رخ ہی تمھارا پھرا ہوا
بہرِ خدا بتاؤ یہ کیا ماجرا ہوا

زلفون کو اپنے رخ سے ہٹایا حضور نے
یا تیرہ ابر سے مہِ انور جدا ہوا

کرتا تھا چار آنکھین پری روسے آئینہ
دشمن ہمارا آج جو ٹوٹا بھلا ہوا

سرخی تمھارے ہاتھونکی حنا گواہ ہی
مہندی نہین لہو ہی کسی کا بھرا ہوا

بنیاد عشق کی مٹی یارب جہان سے
عاشق کے دل کے واسطے یہ تو بلا ہوا

تعطیل کا نہین کوئی غیرن کے گھر مین دن
ہر دم شکایتون کا ہی دفتر کھلا ہوا

باتون کا آپ کے جو ادھے سے بھی ہو جواب
شکوے نہ کیجیے گا یہ دل ہی جلا ہوا

آیا تجمل لفتِ جانان مین پیش وہ
تقدیر مین ہمارے جو کچھ تھا لکھا ہوا

۲۰ ۱۰

مین گدا ابھی عالمِ وحشت مین سلطان بنگیا
زیر پا تختِ زمین تختِ سلیمان بنگیا

داغِ دل فصلِ بہاری سے کھلے ہین مثلِ گل
سینۂ صد چاک اپنا اک گلستان بنگیا

آمد اُس شک پری کی باغبان نے جب سُنی
باغ کو ایسا سجا اُسنے پرستان بنگیا

کام آیا ہجر کی شب طرفہ اپنا داغِ دل
خانۂ تاریک مین ماہِ درخشان بنگیا

ہجر مین اُس برق وش کے دیدۂ پرنم مرا
اسقدر رویا کہ رشکِ ابرِ باران بنگیا

ہو کے عاقل کیون گیا یہ مدرسہ مین عشق کے
یہ دلِ دانا مرا طفلِ دبستان بنگیا

اسلیے طوقِ غلامی گردنِ قمری مین ہی
سایۂ قدِ صنم سروِ خیابان بنگیا

چھوڑکر گلشن کو اے گل آئین آئی بلبلین
گھر ترا اب آشیانِ عندلیبان بنگیا

جب سے مجکو بادیہ پیماے کی خدمت ملی
میل رہ میرے لیے خارِ بیابان بنگیا
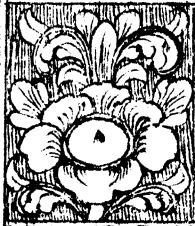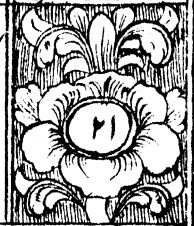
کیون شبِ مرقد نہو روزِ تجمل بعد مرگ
مہرِ داغِ الفتِ شاہِ شہیدان بنگیا

نکلی نہ کبھی دل کی مرے یار تمنا
اشک آنکھون سے برساتی ہی ہر بار تمنا

مجنون کی طرح ہجر مین اب کھینچ کے مجکو
دکھلائیگی پھر وادی وکہسار تمنا

بس لاشۂ عاشق کی لحد تک یہ صدا تھی
ہمراہ چلی اپنے دلِ افگار تمنا

کہتا رہا کس یاس سے عاشق دمِ آخر
افسوس نہ نکلی مری اکبار تمنا

خوشبو ترے زلفون کی گئی جب سے ختن مین
رکھتے ہین بہت تبت وتاتار تمنا

ایذا انھین اٹھ سکتی ہے اب ہجر کی تیرے — ہے وصل کی اب دل پہ گرانبار تمنا

یہ ساری مصیبت ہے تمنا کی بدولت — سچ کہتے ہو بیشک ہے خطاوار تمنا
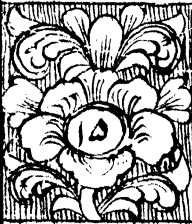
ہون روضۂ حیدر پہ فدا چل کے تجمل

کرتا ہے مرا دل یہی ہر بار تمنا

۱۵

ترا عشق گو دستاتا ہے کیا کیا — بلائین مرے سر پہ لاتا ہے کیا کیا

نہ سمجھو [illegible] عادت ہے اسکی — فلک عاشقون کو رلاتا ہے کیا کیا

ہے عشاق پہ کوچہ گردی کی تہمت — وہ گھر بیٹھے باتین بناتا ہے کیا کیا

زمانے کی نیرنگیان دیکھتے ہو — یہ ظالم دلون کو ستاتا ہے کیا کیا

گڑھے اپنے گالون کے دکھلا کے ہمکو — وہ یوسف کنوئین اب جھکاتا ہے کیا کیا

ہٹا کر وہ رخ اور دست حنائی — جلے دل کو وہ گل جلاتا ہے کیا کیا

محبت مین ہمتو تڑپتے ہین اسکے — وہ غیرون سے اب دل لگاتا ہے کیا کیا

وہ گل اوڑھ کر زعفرانی دوپٹہ
دم جوش گریہ ہنستا ہی کیا کیا

نہ مانو لگا حیلہ نہ کوئی بہانہ
مین دیکھون ذرا تمکو آتا ہی کیا کیا

جو ہی پاس ناموس ننگ اس صنم کو
وہ ذلت سے بچتا بچاتا ہی کیا کیا

جو آئینہ پیش نظر یار کے ہی
بناوٹ کی باتین سکھاتا ہی کیا کیا

رقیبون سے ملنے کا انکار کر کے
وہ بت قسمین ہر روز کھاتا ہی کیا کیا

زر و سیم و فیروزہ و لعل و گوہر
وہ بندون کو اپنے دلاتا ہی کیا کیا

خدا نے ہین دین نعمتین کیسی کیسی
بشر دیکھو دنیا مین کھاتا ہی کیا کیا

۲۳ تجمل عزادار سبط نبی کا
شرف دیکھین عقبی مین پاتا ہی کیا کیا ۱۶

نہین دھیان جاتا کبھی خودسری کا
عجب رنگ ہی چرخ نیلوفری کا

نہین سنگدل تمسا دنیا مین کوئی
ہی نقشہ تمھارا بت آذری کا

رخ و خال و خط چشم و ابرو کو تیرے
ہر دعویٰ زمانے کی غارت گری کا

نکلنے ہو کیون گھر سے شام و سحر تم
یہ ڈر ہے نہ سایہ ہو دیو و پری کا

گرا سرو سب قمریون کی نظر سے
کرے اور دعوی تری ہمسری کا

نہ کیون رو دئین سرکار عشق بتان سے
ملا ہے ہمین عہدہ نوحہ گری کا

علی نے کہا سب سے پاکر امامت
یہ صدقہ ہے احمد کی پیغمبری کا

ارادہ ہے لے ماہ کے رخ کا بوسہ
تعشق ذرا دیکھو کبکِ دری کا

عبادت مین سائل کو دی تھی علی نے
یہ قصہ ہے مشہور انگشتری کا

کمالِ فنِ شاعری بھی ہے کیا شے
ہے کیا نام خاقانی و انوری کا

صراحی مین ساقی نہین دختِ رز ہے
گمان کر نہ خالی پہ ہرگز بھری کا

زبان پر ہے ہر اک پیر و طفل و جوان کے
ہے ذکر اے پری وش تری دلبری کا

سنے کچھ جو بلقیس سے ذکر خوبی
سلیمان بھی خادم بنے اس پری کا

غم و رنج مین تو نہ گذریگی یکسان
زمانہ کبھی آئیگا بہتری کا
ترے حکم سے ذرہ ہو مہر تابان
ابھی کوہ ریزہ ہو اک کنکری کا
مرقع مین عالم کے جس سمت دیکھو
تماشا ہی قدرت کی صنعت گری کا

جہان دیکھتا ہون تجمل وہی ہی
وہ مختار ہی ساری خشکی تری کا
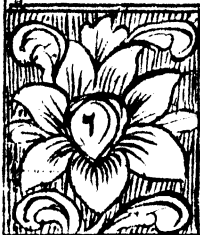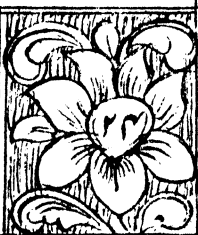
ای فلک کب تک مجھے تڑپائیگا
پوچھتا ہون اسمین تو کیا پائیگا
جس گھڑی فضل خدا ہو جائیگا
بے بلائے آپ بت وہ آئیگا
در خدا سے کیون ہٹاتا ہی مجھے
اسکا بدلا تو خدا سے پائیگا
خشک سالی سے ہی اب خلقت تباہ
ابر رحمت کب خدا برسائیگا
دولت دنیا کی بیجا ہی ہوس
قبر مین جب ہاتھ خالی جائیگا

ای تجمل خستہ حالی کو تری

(۲۵) دیکھکر وہ ماہروشرمائیگا (۸)

مرے حال پر رحم کھاؤ ذرا
صنم اپنی صورت دکھاؤ ذرا

یہ کیسے اشارے کیے دور سے
قریب آکے مجھسے بتاؤ ذرا

صنم آج نوروز کی عید ہی
گلے سے مجھے بھی لگاؤ ذرا

کرون نقدِ دل اپنا تم پر فدا
قسم ہی خدا کی جو آؤ ذرا

یہ مانا نہین داب لے غیرون نے پانوان
قسم میرے سر کی تو کھاؤ ذرا

بگڑ کر لگا کہنے نازک مزاج
چلو ہاتھ اپنے ہٹاؤ ذرا

وہ کہتے کہین داغ الفت کہان
کرو چاک سینہ دکھاؤ ذرا

(۲۶) تجمل گیا بھول اے زاہدو
طریقِ عبادت سکھاؤ ذرا (۱۱)

عشق مین یار ترے ہمنے ہی کیا کیا دیکھا
کو بکو پھرتے رہے وادیٔ صحرا دیکھا

دیر و کعبہ مین پھرے ساغر و مینا دیکھا
پر کسی جا نہ ترا ہمنے سراپا دیکھا

نہ مجھے دیر کا ہے دھیان نہ کعبے کا خیال
کس جگہ یاد دلاؤن تجھے کس جا دیکھا

رنگ ہر جا پہ ہے موجود تری قدرت کا
جس جگہ ہمنے نظر کی ترا جلوا دیکھا

یاد جب سبزۂ رخسارِ صنم کی آئی
چشم سے اشک کا بہتے ہوے دریا دیکھا

جستجو ہی مین مجھے صبح سے شام آج ہوئی
گلِ مقصد نہ ملا منہ تھا یہ کس کا دیکھا

قیس لیلی کی تجسس مین بس آبادی سے
سوے ویرانہ گیا جب نہ گذارا دیکھا

دلِ عاشق کو کچھ امید ہوئی وصلت کی
ابروون کا جو پریرو کے اشارا دیکھا

ہنسکے مجھسے یہ کہا وصلِ صنم ہوگا نصیب
جب نجومی نے مرا ٹھیک ستارا دیکھا

مصحفِ روے ہے دوا تیری کہا عیسی نے
میرے ہر پارۂ دل کو جو دوبارا دیکھا

پوچھتا اب نہین اتنا بھی وہ بت کون ہو تم
ہمنے دل دے کے تجمل یہ تماشا دیکھا

اندنون ذہن رسا اپنا وہ عالی بنگیا
سلسلہ مضمون کا کیا سلک لآلی بنگیا

ہون وہ عاشق میرے غم مین اسقدر کاہش ہوئی
تھا کمالی پہلے وہ مہ اب ہلالی بنگیا

اپنے دیوان کو بجا ہی باغ جنت گر کہون
مصرع ہر بیت کیا پھولون کی ڈالی بنگیا

وقت آرائش جو اُسکے رخ پہ گیسو آگئے
دن مری آنکھون کے آگے رات کالی بنگیا

روضۂ شاہ زمن پر جاکے یہ ساکن ہوا
یہ تجمل دل مرا قطب شمالی بنگیا

تمھاری بیوفائی کا وہان بھی غل مچاونگا
خدا کے سامنے مین عرش کا پایہ ہلاونگا

اگر میخانہ مین ساقی نہوگا تو قباحت کیا
تمھین ہاتھون سے اپنے جام مے بھر بھر پلاونگا

مجھے مفلس نہ سمجھو گر اجازت دوگے آنیکی
یہ اپنا نقد دل ہاتھون پہ رکھکر نذر لاونگا

وہ بزم غیر مین ہنس ہنس کے یون کہنے لگے مجھسے
نہ آونگا ترے گھر عمر بھر تجھکو نہ لاونگا

ازل کے روز سے ہی صحبت ناجنس سے نفرت
تری صحبت مین اے واعظ نہ آونگا نہ آونگا

مجھے بے گھر سمجھکر تمکو پاس آنے سے نفرت ہی
تمھارے واسطے آنکھون میں اپنے گھر بناؤنگا

ہماری سوزش دل دیکھکر وہ شعلہ رو بولا
ابھی یہ کیا جلا ہی اور اسکو مین جلاؤنگا

تامل کیون ہی قاتل کام اپنا کیون نہین کرتا
قسم کھلوا لے تو مجھسے نہ ہرگز غل مچاؤنگا

جو وعدہ اُس سے آنیکا لیا مین نے تو وہ بولا
اگر مجکو نہ چھیڑوگے تو اک ساعت کو آؤنگا

۲۶ **تجمل** کرکے استغفار یہ اقرار کرتا ہی ۱۱
بس اب اپنے خدا ے پاک سے دل کو لگاؤنگا

ہمسری کا ماہ کو تیرے ارادہ رہگیا
شرم سے ایسا گھٹا بنکر کبادہ رہگیا

شیخ مے نوشی کا کچھ کرکے ارادہ رہگیا
ہاتھ مین ساقی کے ہنسکر جام بادہ رہگیا
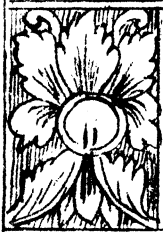
بازی شطرنج ہارے اسطرح ہم یار سے
فوج ساری کٹ گئی تنہا پیادہ رہگیا

نامہ بر کہنے لگا عاشق نے جلدی لکھدیا
اسلیے خط کا ترے مضمون سادہ رہگیا

ق
ہان ترے اُس خستہ دل کی بدحواسی ہی کھلی
اسلیے خط کا لفافہ بھی کشادہ رہگیا

وعدہ ہی وعدے مین اپنی عمر آخر ہوگئی
وصلتِ جانان کا دل ہی مین ارادہ رہگیا

گردشِ گردون سے میخانے ہوے سارے خراب
خم نہین مینا نہین ساقی نہ بادہ رہگیا

زیور اُس گل نے اُتارا جب گھڑی حمام مین
لطف دونا ہوگیا جب حسن سادہ رہگیا

قبر بیمارِ محبت کھود کر رویا مسیح
گھس گئے سب استخوان باقی برادہ رہگیا

نامہ بر کہنا صنم سے شکوے سب لکھے نہین
خط مین گنجائش نہ تھی مضمون زیادہ رہگیا

۳۰ ۹
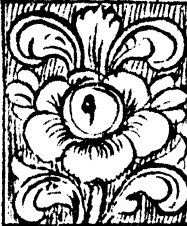
شوق مشقِ تیر اُس ابرو کمان کو جو ہوا
اے تجمل ماہِ نو بنکر کبادہ رہگیا
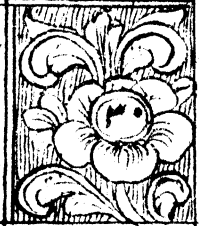
اُس بت سے خواب مین جو خدا نے ملا دیا
افسوس ہے کہ مرغ سحر نے جگا دیا

میخانے مین جو یار ملا دیکھیے نصیب
دشمن نے اپنے جا کے محتسب سے بتا دیا

کہنے لگا وہ مجھسے ہے کیون عاشقی پہ ناز
تو نے بس ایک دل کے سوا اور کیا دیا

غیرون کے آگے کس لیے ظالم نے بٹھا
مجکو نشانہ تیرِ ستم کا بنا دیا

بھٹکے جو راہِ عشق مین وہ اتفاق سے
ہمنے خضر کو دور سے رستا بتا دیا

مدت کے بعد آنکھ لگی تھی تہِ مزار
بیکار صور پھونک کے مجکو جگا دیا

ہمتو مسیح دل سے ترے کلمہ گو رہے
پھر کس خطا پہ مردہ ہمارا جلا دیا

کرنے نہ پائے اپنی پریشانیان بیان
یہ عشقِ زلفِ یار نے سرمہ کھلا دیا
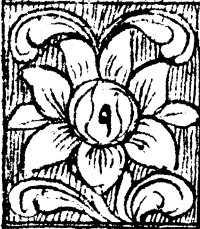
۳۱ عشقِ بتان بلا ہے تجمل کرو گریز
اِس آگ نے تو خرمنِ دل کو جلا دیا ۹
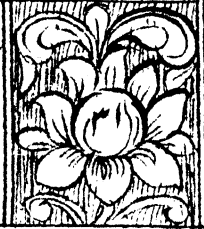
سوالِ وصل پہ قاتل خفا ہوگا تو کیا ہوگا
اگر تن سے سرِ عاشق جدا ہوگا تو کیا ہوگا

تری اِس بیوفائی کا خدا کے سامنے ای بت
بیان جبدم یہ سارا ماجرا ہوگا تو کیا ہوگا

جیا جب تک زمانے مین رہا عریان بدن اسکا
ترے وحشی کا لاشہ بے رِدا ہوگا تو کیا ہوگا

یہ عاشق توڑکر زنار لینگے ہاتھ مین سبحہ
مبدل ہوکے تو بت سے خدا ہوگا تو کیا ہوگا

نہوگا جب تلک بادِ موافق حکم خالق کا
مری کشتیِ غم پر ناخدا ہوگا تو کیا ہوگا

عذاب نار دوزخ سے گنہگار و نہین ڈرتے
خدا سے جب تمھارا سامنا ہوگا تو کیا ہوگا

کہا قاتل نے تو مجکو ڈراتا کیون ہی مرنے سے
ہزارون مرگئے تو بھی فدا ہوگا تو کیا ہوگا

ارے او بے مروت بعد مردن قبر عاشق پر
ترا آنا جو با ناز و ادا ہوگا تو کیا ہوگا

۳۲

ڈراتا کیون ہی ناصح روز محشر سے تجمل کو
مددپر جب علی سا پیشوا ہوگا تو کیا ہوگا

۹

آج چھپ چھپ کے جو صیاد ہی چلتا پھرتا
پئی بلبل ناشاد ہی چلتا پھرتا

گیا مرے جوش جنون نے ہی اثر ایسا کیا
صبح سے کیون ستم ایجاد ہی چلتا پھرتا

پہلے سے خون کسی بیجرم کا ہی سر پہ سوار
فکر مین قتل کی جلاد ہی چلتا پھرتا

کو بکو شام و سحر اب جو تمھارا عاشق
دیکھو با نالہ و فریاد ہی چلتا پھرتا

مردے جی اٹھتے ہین جھنکار جھڑون کی سنکر
صحن مین جب وہ پریزاد ہی چلتا پھرتا

آکے کرتا نہین کیون پابہ سلاسل مجکو
دیکھکر کیون مجھے حداد ہی چلتا پھرتا

کھینچا صفحۂ دل پر تری تصویر کو ہر — پس اسی فکر مین بہزاد ہی چلتا پھرتا

ہی عیان کچھ نہین فکر اپنے گرفتارون کی — اسطرح سے وہ دل آزاد ہی چلتا پھرتا

۹

صبر کر صبر یہ کہتا ہی تحمل تجھے
کس لیے ای دل ناشاد ہی چلتا پھرتا

۳۳
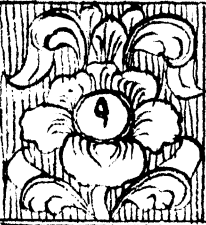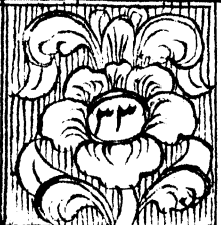
مرقد مین بھی فراق کا جو غم لگا رہا — ہاتھ اپنے سینے سے پُر ماتم لگا رہا

فرقت کے ساتھ وصل کی امید بھی رہی — سینے سے داغ داغ سے مرہم لگا رہا

آخر کو جا کے پیر مغان کا ہوا مرید — زاہد جو پیچھے رندون کے ہر دم لگا رہا

بدنام اک مجھی کو خدا کے لیے نکر — ای بت تری تلاش مین عالم لگا رہا

چھوڑا نہ عشق یار نے مرقد مین بھی مجھے — کیونکر نہ خوش ہون ساتھ مرے غم لگا رہا

تلوار جب تلک رہی قاتل تری علم — بس اُسکے دم کے ساتھ مرا دم لگا رہا

رویا شب فراق مین اسطرح تا سحر — تار آنسوون کا آنکھ سے پیہم لگا رہا

گر عقل پاس آئی تو دل نے بھگا دیا
پہلو مین یہ عدو مرے ہر دم لگا رہا

۳۴
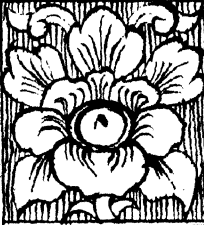
محشر کے روز ہوگا تجمل وہ باغ باغ
جس دل مین غم حسین کا ہر دم لگا رہا

۸

نہین غیرونکے آگے گھر سے وہ باہر نکال آیا
قیامت ہے نہ کچھ اپنی بھی عزت کا خیال آیا

نہین کچھ غم جو پائے پان محفل مین رقیبون نے
بحمد اللہ حصہ مین مرے اُسکا اُگال آیا

جواب اُلٹا کا ایسا خوف تھا ہمکو امیرون سے
زبان پر آجتک اپنے نہین حرف سوال آیا

شب وصلت نہ لی کروٹ ادھر کی ایسی نفرت تھی
ہزارون منتین کین پر نہ کچھ تمکو خیال آیا

نہین علم و ہنر جسمین بہائم سے وہ بدتر ہے
وہی انسان ہے دنیا مین جسے کچھ بھی کمال آیا

عدو گل کی ہوئی بلبل پھری شمشاد سے قمری
جو بہر سیر گلشن مین کبھی وہ نونہال آیا

۳۵
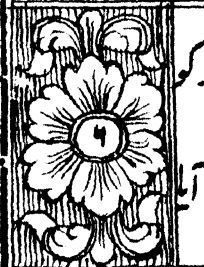
قیامت ہوگئی تھی چھو لیا تھا اُسکے گیسو کو
تجمل شکر خالق ہے کہ بچکر بال بال آیا

۶

سرخرو ہوکر تمھاری تیغ کا پھل تر ہوا
داغ خون بیگنہ تلوار کا جوہر ہوا
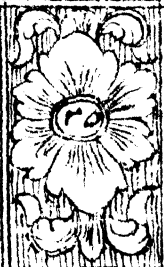
کیا صفائی ہی تمھارے چہرہ پرنور کی
دیکھکر آئینہ اسکندری ششدر ہوا

رنج و درد و کاہش و غم سے فراغت ملگئی
ہجر مین جینے سے تو مرنا مرا بہتر ہوا

عمر گذری رنج و غم مین پر ہی بیتابی وہی
یہ دل ناداں نہ ابتک صبر کا خوگر ہوا

ہڈیان گوکٹ چکی ہین ناتوانی سے جنون
بیڑیون کا داغ بھی اب پاؤن کا لنگر ہوا
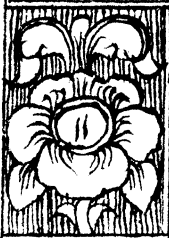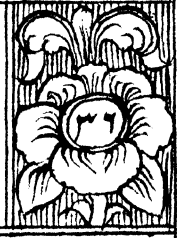
اے تجمل ہو فدا آن شاہزادون پر یہ دل
جنکی خاطر سے شکستہ ہوکے دو گوہر ہوا

۳۶ ۱۱

جانتا ہی مرغ دل اب رہ و بلانا آپ کا
یہ خطا ہرگز نہین ہوگا نشانا آپ کا

جب ہو جانا پیش خالق یہ تو فرمائین حضور
صاف کہدون یا چھپاؤن مین فسانا آپ کا

زندگی مین تو نہ کی کچھ عاشق شیدا کی قدر
ہی عبث مردے پہ اب آنسو بہانا آپ کا

نیند اُچٹتی ہی تو پھر آتی نہین ہی رات بھر
یاد آتا ہی گلے سے جب لگانا آپ کا

غیر سے کہتا ہون مین اُس بُت کو پاکر مہربان
کام کچھ آتا نہین ہر اب سکھانا آپ کا

شیخ صاحب کیون ہر میرے سامنے دعوائے زہد
یاد ہر وہ چھپ کے میخانے مین آنا آپ کا

قہقہہ دشمن لگائینگے جو دیکھینگے یہ چال
نعشِ عاشق پر غضب ہر مسکرانا آپ کا

یہ بہانہ عاشقون کے دل کے مل دینے کو ہر
کیا غضب ہر اے صنم چٹکی بجانا آپ کا

مین ہوا بیجان تو اُسنے لاش پر آکر کہا
جانتے ہین خوب ہم بھی یہ بہانا آپ کا

دیکھکر یہ رنگ گل کرتے ہین جامہ چاک چاک
کیا غضب ہر پانون مین منہدی لگانا آپ کا
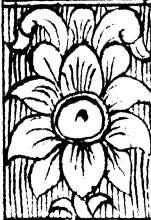
گر تجمل کو ملے دربان کی قسمت یا علیؑ
پھر نہ چھوٹے زندگی بھر آستانا آپ کا
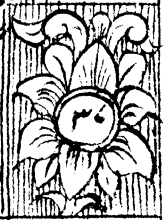
پھر صفائی مین ہوئی آج کدورت پیدا
بے سبب ہوگئی تکرار کی صورت پیدا

حسن کا اسکو زوال اور ہر کمال اُسکو پسند
زلف و خط مین نہو کسطرح عداوت پیدا

بھیجکر نامہ مری اُسنے خبر پوچھی ہر
شکر ہر کچھ تو ہوئی دل مین محبت پیدا

ناز کی چال نہ یون دیکھیے ہر دم چلیے
نہ کہین قبل قیامت ہو قیامت پیدا

آپ کے چہرے پہ غصہ سے جو سرخی آئی
آتشِ دل مین ہوئی اور بھی حدت پیدا

آئین عیسی بھی جلانے جو ترے کشتے کو
ابھی چہرے سے ہون آثار ندامت پیدا

دار پر دار لگائے جو تری تیغ زبان
کیون نہون دل مین جراحت پہ جراحت پیدا
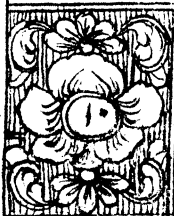
پھر تجمل کو نہوتی تری پرواہی گل
اور ہوتا جو کوئی صاحبِ صورت پیدا

براے قتل عاشق باڑھ خنجر پر رکھا لینا
حنا کے بدلے تم ہاتھون مین اپنے خون لگا لینا

مجھے ڈر ہے لہو کے دیکھنے سے غش نہ آجائے
بوقت ذبح اپنے منھ کو دامن سے چھپا لینا

کہین لاشہ نہ تڑپے اِسمین عاشق کی ہے بدنامی
ذرا عاشق کے سینے کو بھی زانو سے دبا لینا

جوابِ نامۂ گلرو تجھی کو آج دیتے ہین
ہمارے خط کو دامن مین حفاظت سے صبا لینا

نکل کر مرغ دل سینے سے اے ناوک فگن میرا
تمھارے پاس جاتا ہے اِسے بہرِ خدا لینا

بوقتِ غسل عاشق کی تمنا یہ نہ رہ جائے
ذرا آغوش مین لاشے کو با نازو ادا لینا

شہیدِ ناز کی مرقد پہ قل پڑھنے کو جب آنا
نقابِ چہرۂ انور کو ہاتھون سے اٹھا لینا

بوقتِ ذبح شہ رگ سے صدائے آہ گر نکلے
نہ ڈر سے کھینچنے کے تیغ گردن سے اٹھا لینا

مجھے ڈر ہے کہین عشاق کے قاتل نہ کہلاؤ
ذرا تم آستین سے خون کے دھبے چھڑا لینا

۳۹

تجمل قبر مین جس دم فرشتون کا گذر ہوگا
نہ ہوگا خوف تم نام علی مرتضےٰ لینا

۵

آج ساقی کس لیے شیشا گلابی ہوگیا
بے مئے گلرنگ کیون ایسا گلابی ہوگیا

یاد جب ساحل پہ آئی عارضِ رنگین یار
یہ بہائے اشکِ خون دریا گلابی ہوگیا

ایک دم مین کس طرح خونِ شہیدِ ناز سے
دیکھ لو منہ تیغِ قاتل کا گلابی ہوگیا

لکھتے لکھتے نامہ گلرو جو ٹپکے اشک خون
تھا سفید اب رنگ کاغذ کا گلابی ہوگیا

اے تجمل جب پڑا اسکے گلِ عارض کا عکس

۸۰ دامنِ محشر کا کل سطحا گلابی ہوگیا ۱۰

جو پہلو سے مجھکو جدا کیجیے گا
خطا کیجیے گا خطا کیجیے گا

وہ بولا نہ بازار مین چھیڑیے یون
یہ تکرار کیسا برملا کیجیے گا

کہیگا مسیحا نہ کوئی جہان مین
نہ بیمار کی گر دوا کیجیے گا

کسی دن جو مین جاؤنگا سوے صحرا
جنون کو مرا رہنما کیجیے گا

جفا پر جفا آپ کرتے ہین مجھپر
خدا سے نہ کیا سامنا کیجیے گا

یہان آئیے رنگ بگڑا ہے اپنا
خفا آپ کب تک ملا کیجیے گا

اگر مُنہ سے پھر کلمۂ وصل نکلے
تو پھر دل مین جو آئیگا کیجیے گا

برہنہ کہین نعشِ عاشق نہ اُٹھے
کوئی پیرہن بھی عطا کیجیے گا

یہ کہتی ہے یاد اُسکی افشان کے دل سے
شب آتی ہے تارے گنا کیجیے گا

تجمل سے وعدہ لیا گلبدن نے

کہ ہر صبح ہم سے ملا کیجیے گا

شکر ہی پھر اوج پر اپنا ستارا ہو گیا — تخلیہ اُس ماہ پیکر سے دوبارا ہو گیا

ابروون کا یار کے جب سے اشارا ہو گیا — وصل کا اُس دم سے پھر دل کو سہارا ہو گیا

پھیکا آتش مین خلیل اللہ کو جب نمرود نے — گل ریاض خلد کا ہر اک شرارا ہو گیا

ای ستمگر زخمہاے خنجرِ بیداد سے — یہ دلِ غمناک میرا پارا پارا ہو گیا

رات کی باتین چھپانے سے نہین کچھ فائدہ — رازِ مخفی سب تمھارا آشکارا ہو گیا

بنگیا ہی خنجرِ بران ترا آرے کی شکل — کیا گلا عاشق کا مثلِ سنگِ خارا ہو گیا

تھا دمِ گریہ جو دھیان اُسکی غزالی چشم کا — اشک جو آنکھون سے ٹپکا وہ چکارا ہو گیا

تیرِ مژگان تیغِ ابرو خال کی گولی لگی — مرغِ دل اپنا شکارا تو تمھارا ہو گیا

شب کو اُلٹی چہرے سے اُس ماہ وش نے جب نقاب — تابشِ رخ سے ہر اک ذرہ ستارا ہو گیا

ای رقیبو سر کو اپنے رات دن دھنتے رہو — اب ہم اُسکے ہو گئے اور وہ ہمارا ہو گیا

دل کو میرے لیکے رسوائی مین ڈالا ہی مجھے
نام بد میرا نہین دیکھو تمھارا ہوگیا

داخلِ خلدِ برین ہوگا تجمل دیکھنا
جس گھڑی محشر مین حیدر کا اشارا ہوگیا

۱۹

یا تو عاشق کو خدایا نہ بنایا ہوتا
یا دل اُس بت کا رحیمانہ بنایا ہوتا

پیچ دیدے کے دمِ زیب صنم گیسو کو
دل کے ڈس لینے کو کالا نہ بنایا ہوتا

ڈھونڈھ لیتے تمھین ہم کعبہ و تبخانہ مین
بھیس اپنا جو فقیرانہ بنایا ہوتا

چھیڑ کا کچھ بھی براہیم کو ہوتا جو مزہ
پہلوے کعبہ مین تبخانہ بنایا ہوتا

تجھسے ہرگز نہین ہی مجھکو خدا سے شکوہ
ایسا دل سینے مین حاشانہ بنایا ہوتا

مژدۂ وصل سناتا جو کبھی تو قاصد
اپنے دل کو ترا کاشانہ بنایا ہوتا

باندھنا تمکو جو فتراک مین منظور نہ تھا
طائرِ دل کو نشانہ نہ بنایا ہوتا

وہ پری چہرہ جو پردہ سے دکھاتا چہرہ
اے جنون تجھکو بھی دیوانہ بنایا ہوتا

دیکھ لیتا جو چمک ٹیکے کی صناع ازل
چرخ پر ایک بھی تارا نہ بنایا ہوتا

تجھسے یوسف سے حسین آکے نہ قربان ہوتے
حسن تیرا جو دوبالا نہ بنایا ہوتا

قیس کو دشت نوردی جو نہوتی مرغوب
کہین رہنے کا ٹھکانا نہ بنایا ہوتا

ہم صفت دختر رز کی جو سنانے پاتے
زاہدو تم کو بھی مستانہ بنایا ہوتا

گر جنون تم بھی مری طرح سے عاشق ہوتے
بیڑیان ڈال کے دیوانہ بنایا ہوتا

انکو منظور یگانون مین جو ہوتا گننا
کبھی اسطرح نہ بیگانہ بنایا ہوتا

زلف جانان کو اگر دام سمجھتے اے دل
آشین جا جاکے نہ کاشانہ بنایا ہوتا

جسم خاکی جو بنایا تھا تو راحت دیتے
ہمکو ایسی نہ تبھی پروانہ بنایا ہوتا

عشق کا حسن سے گر ربط نہوتا منظور
گل کا بلبل کو نہ دیوانہ بنایا ہوتا

سجدہ زاہد نہ کبھی جھک کے زمین پر کرتا
سایہ گر قد صنم کا نہ بنایا ہوتا

خط یہ خط بھیجے ہین فرقت کے تحمل نے تمہین
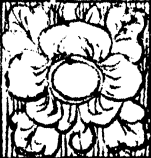
دل کے بہلانے کو افسانہ بنایا ہوتا

اے دل اب دہر مین جو ہے وہ ہے دشمن تیرا
کوئی سنتا نہین ہے نالہ و شیون تیرا

اے جنون خوب تو آسن کو جمائے رہنا
اتنو سائے سے بھڑکتا ہے یہ توسن تیرا

باغ مین سیر کو جاتا ہے تو یہ دھیان رہے
الجھے گلرو کہین کانٹون سے نہ دامن تیرا

دیکھ ہی لینگے سب اعجاز نمائی تیری
جب گذر ہوگا کسی دن سر مدفن تیرا

سیر کی ساری خدائی کی تو معلوم ہوا
جو ہے وہ بندہ ہے اب اے بت پرفن تیرا

مرغ دل کسلیے اسدرجہ پریشانی ہے
اتنو ہے گیسوے دلدار نشیمن تیرا

جب دم حشر گریبان مین عصیان کا ہو ہاتھ
یا علی دست تجمل مین ہو دامن تیرا

تیرے عاشق پر اگر فضل خدا ہو جائیگا
دیکھ لینا دم مین حاصل مدعا ہو جائیگا

دیکھ لینا بخت جب اپنا رسا ہو جائیگا
وعدہ وصل اس پری رو کا وفا ہو جائیگا

ضبط کر اے دل جو ہے منظور عالم کا ثبات
تیرے نالے سے ابھی محشر بپا ہو جائیگا

کس طرح سے جستجوے یار مین بیتاب ہے
دل یقیناً میرے پہلو سے جدا ہو جائیگا

دیکھ لینا کوئی دم مین اب جنون کے ہاتھ سے
ٹکڑے ٹکڑے یہ گریبانِ قبا ہو جائیگا

آجتک تو یار سے تکرار پوشیدہ رہی
اب کوئی دم مین یہ جھگڑا برملا ہو جائیگا

٤٥

یار سوتا ہے تجمل دور سے دیکھا کرو
گر ارادہ کچھ کروگے تو خفا ہو جائیگا

رُعب دیکھے تو کوئی مجھ کشتۂ بیداد کا
کانپتا ہے صورتِ پا ہاتھ بھی جلاد کا

دشتِ غربت مین تو ہی بتلادے مجھسے اے جنون
سننے والا کون ہے غیر از خدا فریاد کا

راستی اُس قد کی دیکھی جبسے یہ نفرت ہوئی
شاق قمری کو نظارا ہو گیا شمشاد کا

کس سے کہیے ان بتون کے جور اور بیداد کو
جز خدا کوئی نہین ہے دینے والا داد کا

یہ ہمارے اور تمھارے عشق کی شہرت ہوئی
ذکر شیرین کا کسی جا ہے نہ اب فرہاد کا

جوہی

جوشِ وحشت مین پنہا کر بڑ یان احسان کیا
اب جو تلمّا چوم لیتا ہاتھ مین حدّاد کا

گو جنون کا جوش ہی لیکن رگون مین خون نہین
کیون بلایا کس لیے کیا کام ہی فصاد کا

یان کی پستی و بلندی کی شکایت کیا کرین
ہی یہی نقشہ ازل سے اس خراب آباد کا

ای تجمل یاد مین بس رات دن اُسکی رہو
جو کہ بانی ہی تمام اس عالم ایجاد کا

گر یاد مری تجھکو بھی آجاے تو اچھا
الفت ترے دل مین بھی سماجاے تو اچھا

سینے سے مجھے وہ جو لگا جاے تو اچھا
یہ داغ جدائی کے مٹا جاے تو اچھا

حیلے سے قدم چومنے کے یہ دلِ پرخون
پانون مین حنا تیرے لگا جاے تو اچھا

دیتا ہی یہ ہر دم مجھے کیا صدمۂ جانکاہ
یہ دل کہین سینے سے چلا جاے تو اچھا

دن رات تمنا ہی کہ یہ دیدۂ عاشق
تلوون سے ترے یار ملا جاے تو اچھا

کس طرح سے آنکھون مین نقابِ رخِ جانان
گر بادِ صبا آکے اُڑا جاے تو اچھا

خالق سے دعا ہی کہ ہمارا دلِ کمزور
بارِ غم فرقت کو اُٹھا جاے تو اچھا

کرتی ہی ستم تیرگی بخت جنون مین
یہ آنکھ مین آہو کے سما جاے تو اچھا

معشوق کی توصیف ہو عاشق کی زبانی
بلبل جو خبر گل کی سُنا جاے تو اچھا

جینا نہین منظور مسیحا سے فلک سے
ہان اپنا مسیحا جو جِلا جاے تو اچھا

پھر داغ پہ ہی داغ اُٹھانے کی تمنا
پھر گل پہ اگر گل وہ کھلا جاے تو اچھا

پروانے کے مانند پھرے گر مری روح
گر شمع وہ مرقد پہ جلا جاے تو اچھا

کیون خضر تجھے چشمۂ حیوان کی ہی تفتیش
مے ہاتھ سے اپنے وہ پلا جاے تو اچھا

زنجیرِ گران ڈال کے حدّاد یہ بولا
گر ایک قدم بھی نہ چلا جاے تو اچھا

مدت سے ہین دیدار کی ترسی ہوئی آنکھین
وہ مہر مجھے شکل دکھا جاے تو اچھا

مشکل ہی وہان تک کسی قاصد کی رسائی
نامہ مرا گر لیکے صبا جاے تو اچھا

روکینگے تجھے اُس شہ خوبی کے نہ دربان
قاصد تو اگر بن کے گدا جاے تو اچھا

بیکار ہی یہ ضبط ترا اے دل مضطر
اُس تک ترے نالے کی صدا جائے تو اچھا

دن وصل کا ہو چہرۂ روشن وہ دکھائین
سر سے شب فرقت کی بلا جائے تو اچھا

زاہد کو بھی ساقی مئے گلرنگ پلا دے
ہمچشمون مین جا کر یہ ہنسا جائے تو اچھا

کہدے یہ صبا جا کے کہ مقتل کو وہ آکر
گیسوے معنبر سے بسا جائے تو اچھا
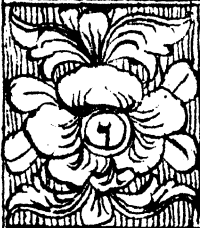
روٹھا ہی تجمل کہو غیرون کو نہ بھیجے
وہ آپ ہی آکر جو منا جائے تو اچھا

خوف عصیان سے جو مرگ مین تہ مدفن گیا
بخشش خالق ہوئی ہر کام بگڑا بن گیا

نالۂ دل شب کو تیرے ہجر مین اے زہرہ وش
آسمان پر ماہ تابان کی طرح روشن گیا

جل گئی تیغ خزان میرے بہار عیش کی
ساتھ غیرون کے جو وہ گل جانب گلشن گیا

آہ نے مجھ زار کو اُس بام پر پہونچا دیا
نردبان میرے لیے جھوکا ہوا کا بن گیا

سایۂ فضل خدا مجھپر ہوا جو بعد مرگ
شامیانہ ابر رحمت کا لحد پر تن گیا

ای تجمل لیگیا ہی نقد دل کو لوٹ کر
ڈھونڈھتا ہون مین کہ کس جانب وہ رہزن گیا
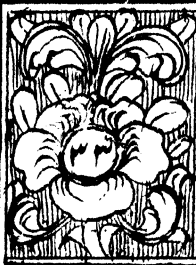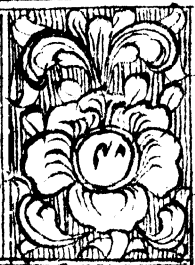
دفعتہً پھر مبتلاے درد فرقت ہوگیا
آپ کا پہلو سے اٹھنا مجھکو آفت ہوگیا

ہوگیا آرام ہمکو رنج رخصت ہوگیا
موت کا آنا شب فرقت غنیمت ہوگیا

دیکھکر پس پس گیا دل جوش وحشت ہوگیا
سرمہ ان آنکھون کا میرے حق مین آفت ہوگیا

جس جگہ بھولے سے اسکا ذکر قامت ہوگیا
فتنے اٹھے گرم بازار قیامت ہوگیا

وہ جو رخصت ہوگیا دم تن سے رخصت ہوگیا
موت کا پیغام مجھکو روز فرقت ہوگیا

بیڑیان توڑینگے فصل گل مین ہم اگلی برس
دستگیر اپنا جو ای دل جوش وحشت ہوگیا

عکس سے اسکے سنہری رنگ کے ہنگام دفن
دیکھنا کیسا طلائی برج تربت ہوگیا

دیکھکر صنع خدا کو محفل آفاق مین
جملہ تن آئینہ آسا چشم حیرت ہوگیا

سیکڑون فتنے اٹھاے اس ستم ایجاد نے
پاس میرے بیٹھنا دم بھر قیامت ہوگیا

آتشِ سوزِ جگر یہ مشتعل مرکر ہوئی
سرخ مثلِ لعل میرا سنگ تربت ہو گیا

اپنی اپنی گور سے مردے اُٹھے چارو طرف
نالۂ دل قبر مین صورِ قیامت ہو گیا

گنجِ قارون کی طرف پڑتی ہی کب اسکی نظر
جو غنی اے سیمتن تیری بدولت ہو گیا

دوسرے فرزند کی داغِ پسر کرتا ہی قدر
بعدِ مجنون مین عزیزِ دشتِ وحشت ہو گیا

کیا کہون اُٹھے جو آبِ تیغِ قاتل مین مزے
حلق سے جو گھونٹ اترا اسکا شربت ہو گیا

خرمی سے گور کیون خندان ہوئی وا کرکے لب
دن مرے مرنے کا کیا روزِ ولادت ہو گیا

گوسفندِ لاغر ہوا ہون غم مین اُس خوش چشم کے
توڑنا تارِ آنسوؤن کا مجھکو دقت ہو گیا

نیچی آنکھیں کرنے سے ثابت ہوا اقرارِ وصل
اُسکے مطلب شرم کا آنا غنیمت ہو گیا

میرے تعویذِ لحد سے وہ لپٹ کرتے وہین
نقشِ حب گویا کہ نقشِ لوحِ تربت ہو گیا

عکس اُسکے قند لب کا جام مے مین جب پڑا
بادۂ گلرنگ شیرین ہو کے شربت ہو گیا

لختِ دل خونِ جگر جو چیز تھی موجود تھی
میہمان جب غم ہوا سامان دعوت ہو گیا

اُٹھ کے پہلو سے وہ یوسف شب کو گھر اپنے گیا
طالع بیدار خفتہ واے قسمت ہو گیا

روے آشناک سے چکرا کے یہ پانی ہوا
آئینہ گرداب دریاے ندامت ہو گیا

روزن دیوار میں اُس مہر کے اُڑ کر رہوں
اسلیے گھٹ گھٹ کے مین ذرے کی صورت ہو گیا

کسکی کرتا ہی پرستش اپنا خالق جان کر
ای برہمن کیا خدا پتھر کی مورت ہو گیا

کیا تپ غم سے شفا دی اُس مسیحا نے مجھے
بوسۂ عناب لب مجھکو عنایت ہو گیا

میرے مرنیکی رقیبوں نے خبر دی اُنکو یون
کوستے تھے تم جسے سر دم وہ غارت ہو گیا

ذبح کر کچھ خون کے چھینٹوں کا اندیشہ نہ کر
خون غم سے خشک ای قاتل نہایت ہو گیا

وصل کی شب ہو گیا آخر مین سنتے ہی اذان
نعرۂ اللہ اکبر کوس رحلت ہو گیا

کوے جانان مین اُڑا کر لیگیا مجھ زار کو
آہ کا جھونکا مجھے خضر ہدایت ہو گیا

دل مین رنجش انکے ہی صورت صفائی کی کہان
آئینہ آلودۂ زنگ کدورت ہو گیا

سیر کرنے کو گیا جو اس گل تر کے بغیر
وادی پر خار مجھکو باغ عشرت ہو گیا

سایۂ قامت سے اُس گل کے یہ رتبہ مل گیا
ہر شجر گلشن کا رشکِ نخلِ جنت ہو گیا

اے تجمل کیون نہ گردش مین رہے غم سے فلک
خاکِ مقتل مین نہان مہرِ امامت ہو گیا

خیالِ نرگسِ میگون جو وقتِ خواب رہا
تمام رات مجھے نشۂ شراب رہا

شبِ وصال جو وہ مہر بے نقاب رہا
عرق عرق وہ رہا اور مین آب آب رہا

بتون کی یاد نہ بھولی نماز مین مجھکو
ثواب مین بھی مری جان پر عذاب رہا

شبِ وصال بھی صدمہ رہا جدائی کا
مجھے ادب مرے محبوب کو حجاب رہا

چمک گیا غمِ گیسو مین اپنا داغ جگر
ہوئی تو شام مگر گرم آفتاب رہا

لحد مین نیند نہ آئیگی لاش تڑپیگی
یہی جو بعدِ فنا دل کو اضطراب رہا

گذر گیا جو زمانے سے عہدِ طفلی مین
چھٹا عذاب سے اچھا مرا حساب رہا

تصورِ رخِ جانان ہی یادِ زلف کے بعد
ہوئی تو رات گر دن مرے حساب رہا

وہ بحرِ حسن نہ آیا کبھی نظر مجھکو
ہمیشہ آنکھون مین دم صورتِ حباب رہا

بتون کے در پہ کیے سجدے سارے عالم نے
صنمکدہ تھا مگر کعبہ کا جواب رہا

قضا نے آکے چھڑایا ہر ایک آفت سے
نہ انتشار رہا اب نہ اضطراب رہا

تمام عمر نہ مغرور ہوش مین آیا
ہمیشہ مست زمانے مین بے شراب رہا

غرورِ حسن یہ زیبا نہین کہ خط نکلا
بہارِ باغ سے گذری کہان شباب رہا
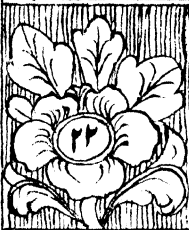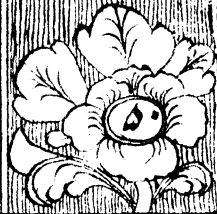
۵۰ بجا گلہ ہی تحمل کا تم سے ای صاحب
تمھارے چاہنے والون مین یہ خراب رہا ۲۲

میرے دل سے جو گذر ہو ترے پیکانو نکا
خون پھر خوب بہے حسرتون کی جانون کا

زلف جانان کی ہوا سے بجھے شمعِ محفل
حال کیونکر نہ پریشان ہو پروانون کا

قتل زہاد ہوے روے صنم پر کیا کیا
خوب کعبے مین بہا خون مسلمانون کا

خواہش جامہ دری کی جو ترے وحشی نے
دھیر کانٹون نے کیا دشت مین دامانون کا

شمع روشن ہی ہوا کا بھی گذر مشکل ہی
خوب مجمع شب خلوت مین ہی پروانون کا

ٹکڑے مانند کتان ہو مہ نو کا دامن
گر پڑے ساتھ ترے چاک گریبانون کا

جھمکے کانون مین ترے گیسوے مشکین ای یار
حال کرتے ہین بیان تیرے پریشانون کا

کونسا غیرت یوسف سر بازار آیا
کر دیا ڈھیر خریدارون نے بیعانون کا

روے روشن پہ ترے بال نہ نکلین خط کے
گرد اس شمع کے مجمع نہو پروانون کا

پھاڑ کر کپڑے ہوئین جامہ سے باہر پریان
دیکھکر عالم وحشت ترے دیوانون کا

دست وحشت نے بنایا ہی جو گز قدمون کو
راستہ ناپتے پھرتے ہین بیابانون کا

جل گئی شمع گر اسکا نشان باقی ہی
ڈھیر آتا ہی نظر قبر پہ پروانون کا

بندھ گئے ہین رخ جانان کے جو رنگین مضمون
میری ہر بیت مرقع ہی گلستانون کا

کیا غضب کی ہی رہ ملک عدم پر وحشت
کوئی چوکی ہی نہ پہرا ہی نگہبانون کا

خاک کے پتلے بنا کر جو مٹا دیتے ہین
آسمان کھیلتے ہین کھیل یہ نادانون کا

ہر پری قاف مین خود رفتہ ہوئی ہی سنکر — کیا جنون خیز ہی قصہ ترے دیوانون کا

درد و غم کے لیے کھانے کو ہین دل کے ٹکڑے — مین نے سامان کیا ہی یہی مہمانون کا

جان جائیگی نہ کر عشقِ پریزاد اے دل — کارِ عاقل نہین یہ کام ہی نادانون کا

بنچطا حسرت و غم کر دیے دل مین بسمل — تیرے ناوک نے کیا خون کئی جانون کا

شمع روتی ہی مری بیکسیِ تربت پر — رشک سے جلتے ہین یہ حال ہی پروانون کا

نیند آنے لگی فرقت کو بھی سنتے سنتے — ذکر مین نے جو کیا وصل کے افسانون کا

۵۱ — ۱۹

جان کے ساتھ تجمل ہی روان لشکرِ غم

ہمرہِ شمع عجب غول ہی پروانون کا

مر کے کب سلسلۂ گیسوی جانان چھوٹا — کیسے آزاد ہوے ہم کہ نہ زندان چھوٹا

خوب کی سیرِ چمن تیری بدولت گلچین — کوئی گوشہ نہ کوئی کنج گلستان چھوٹا

شمع کی ہمت مردانہ کوئی دیکھے تو — کٹ گیا سر نہ مگر بزم کا میدان چھوٹا

سرخیِ رخ ہی وہی گو عرق آئے انکو
آب شبنم سے کہان رنگِ گلستان چھوٹا

دل رہا یار کی مٹھی مین وہ ابرو دل مین
اِس سے کعبہ نہ چھٹا اُس سے نہ قرآن چھوٹا

آنکھ کھلتے ہی ملا کنجِ قفس ای صیاد
پوچھتا کیا ہی کہ کب تجھسے گلستان چھوٹا

دامنِ دشت سے منھ ڈھانپ کے کانٹے روئے
مر کے مجھ آبلہ پا سے جو بیابان چھوٹا

گو رہین بھی نہ گیا اُس رخِ رنگین کا خیال
ہون وہ بلبل کہ قفس مین نہ گلستان چھوٹا

دشتِ وحشت مین یہی شغل ہی مجھ وحشی کا
پرزے دامن کے اُڑائے جو گریبان چھوٹا

چاکِ گل مین ہین گلستان کی کرونگا بخیہ
دستِ وحشت سے جو اِک تارِ گریبان چھوٹا

اُڑتے ہی رتبہ ہوا اُسکو ہما کا حاصل
کوئی طائر ترے صدقے مین جو جانان چھوٹا

مرغ جان کو قفسِ تن مین کیا کیا بسمل
میری جانب جو ترا ناوکِ مژگان چھوٹا

غیر ہر وقت مرے یار کے ہمراہ رہے
ساتھ کانٹون کا نہ گل سے کسی عنوان چھوٹا

کتنے صحرا کیے طے نیستی و ہستی مین
ای جنون ایک بھی ہمسے نہ بیابان چھوٹا

طوق چکرائیگا زنجیر کریگی فریاد
اے پری گر ترے دیوانوں سے زندان چھوٹا

ایک اک حرف پڑھا یار کے خط کا مین نے
کوئی نقطہ بھی نہ مجھسے کسی عنوان چھوٹا

صبح بھی غم مین مرے چاک گریبان ہوگی
ہاتھ سے میرا اگر دامن جانان چھوٹا

پھنس کے اُس زلف کی زنجیر مین بیجان ہوے ہم
یون کڑی ہمنے اُٹھائی تو یہ زندان چھوٹا

(۵۲) حشر مین سایۂ حق ہوگا تجمل سر پر (۲۱)
ہاتھ سے آلِ عبا کا جو نہ دامان چھوٹا

ہوتے تم چین بجبین ابروون پر خم ہوتا
زلف چھوتا تو مزاج اور بھی برہم ہوتا

مائلِ گریہ جو یہ دیدۂ پر نم ہوتا
آسمان بحرِ بھنور نیرِ اعظم ہوتا

زندگی ہوگئی تمنے جو قدم رنجہ کیا
ایک دم اور نہ آتے تو مین بیدم ہوتا

بوسہ دیتا وہ دہن کا تو چھپا کر ایسا
جز خدا کوئی نہ اِس راز سے محرم ہوتا

دل ہوا مردہ جو سینے مین بہت خوب ہوا
آج آفت تھا یہ کل فتنۂ عالم ہوتا

شام کے وقت جو افشان وہ جبین پر چنتے
بام کعبہ پہ چراغان کا نہ عالم ہوتا

زخم پر سوزش الماس چھڑکتا جراح
بھول کر اُس سے جو مین طالب مرہم ہوتا

غش سمجھکر کسے دامن کی ہوا دیتے ہو
سانس لیتا تن عاشق مین اگر دم ہوتا

تم جو خلخال کی آواز سناتے چلتے
مردے بھی اُٹھتے بپا حشر کا عالم ہوتا

سیر گلزار کی بے یار ہوا ہر کس کو
باغ رضوان بھی جو ہوتا تو جہنم ہوتا

سایہ نے بھی رہِ اُلفت مین رفاقت چھوڑی
ساتھ تنہائی مین دیتا جو یہ ہمدم ہوتا

شرم عصیان سے اگر آنکھ مری بھر آتی
ایک آنسو مین ابھی سرد جہنم ہوتا

باغ جاتا ترا وحشی جو کبھی اے لیلےٰ
بید مجنون کی طرح نخل ہر اک خم ہوتا

وصل مین دور رہے سمجھے نہ ہمراز مجھے
ہاتھ پستان کو لگاتا جو مین محرم ہوتا

اُسکے کوچے مین جو جاتا تو بڑی شوکت سے
ساتھ نالے کا علم اے سپہ غم ہوتا

بعد میرے جو اُسے اور شمع کا نا ملتا
آکے تربت پہ مجاور نہ مرا غم ہوتا

گنہ عشق کی ہوتی جو نہ دشوار سزا
مشورہ قاضی و مفتی مین نہ باہم ہوتا

کشتی لڑنے کو جو دیو شب فرقت آتا
دل مرا ٹھوک کے موجود ابھی خم ہوتا

دانہ خال کے بوسے پہ ہر اوقات مری
اس سے کیا رزق مقدر کا مرے کم ہوتا

ہون وہ دیوانہ کہ سر کھولتین اپنا پریان
مین جو مرتا تو مرا قاف مین ماتم ہوتا

۵۲

ذات مہدی جو نہ فرد سہ دفتر ہوتی
دفتر دہر تجمل ابھی برہم ہوتا

۱۲

ہو گئے قتل یہ کیسا ستم ایجاد ہوا
ابروے یار ہین خنجر جلاد ہوا

دل مین آیا جو غم عشق تو مین شاد ہوا
گھر جو ویران پڑا تھا وہ اب آباد ہوا

روح سے لیلی و شیرین کے کرو تم تصدیق
مجھسا مجنون نہ ہوا اور نہ فرہاد ہوا

ہجر مین عیش و خوشی کا نہ رہا دھیان مجھے
سب کو بھولا جو ترے غم کا سبق یاد رہا

عمر بھر لطف کی اوقات پہ وہ بھول گئے
یاد مین آیا ستم جب کوئی ایجاد ہوا

شوخیِ حسن سے تصویر تری جب نہ کھنچی
کیسا خجلت زدہ مانی ہوا بہزاد ہوا

حشر کے روز یہ عشاق کہینگے مجھسے
تجھسا پیدا نہ کوئی صاحبِ فریاد ہوا

حکم اللہ کا مانا نہ پیمبر کی سنی
ہم بجا لائے اُسے جو ترا ارشاد ہوا

یاد اُس مصحفِ رخ کی نہیں بھولا اے دل
ایسے قرآن کا سبق خوب تجھے یاد ہوا

آنکھ سے اُسنے لگایا مرے دیوان کو جو آج
شکرِ خالق ہے کہ اُس شوخ کا بھی صاد ہوا

ہون وہ وحشی کہ مرا خون بہانے کے لیے
خارِ صحرا کا ہر اک نشترِ فصاد ہوا

جتنے ناشاد تھے اُن سب کو کیا تو نے شاد
دل تجمل کا نہ اے چرخِ کہن شاد ہوا

دست و پا رخسار سارا زعفرانی ہو گیا
جامہ و تن کیون تمھارا زعفرانی ہو گیا

تیرے گریان کا ہنسانا گر نہیں مدِ نظر
کس لیے رنگ آسمان کا زعفرانی ہو گیا

یار سے نوروز مین کھیلے جو ہم رنگ اک دن
رنگ سب اُسکے مکان کا زعفرانی ہو گیا

دیکھکر اُس مہروش کو صبحدم خورشید کا
شرم کے باعث سے چہرا زعفرانی ہو گیا

دیکھکر اُس ماہرو کو شمع بھی شرما گئی
دیکھتے ہو رنگ کیسا زعفرانی ہو گیا

۵۵

اے تجمل عشق کا آسکے اثر دیکھے کوئی
یہ تنِ لاغر ہمارا زعفرانی ہو گیا

ہے تری آنکھ مین جادو کا اثر ماہ لقا
دام گیسو ہے ترا

مرغِ دل پیچ سے قسمت کے گرفتار ہوا
کس طرح سے ہو رہا

رات دن کسلیے رہتا ہے تو مجھسے برہم
یہ تو ہے مجھپہ ستم

اے صنم صاف بتا دے مجھے از بہرِ خدا
کیا ہوئی مجھسے خطا

چادرین پھول کی مرقد پہ چڑھانا لاکر
ہو کسی کو نہ خبر

قبر عاشق پہ جو اے گل کبھی آنا ہو ترا
با صد انداز و ادا

کب تلک دردِ جدائی مین پریشان رہون
کون ہے کس سے کہون

ای جفا پیشہ مرے حال پہ کر رحم ذرا جلد آغوش مین آ

عاشقون مین تو نہو گا کوئی مجھسا جانباز ای شہ کشورِ ناز

کیا تجھے صحبتِ اغیار سے ملتا ہی مزا دے بتا بہرِ خدا

عشقِ صادق مرا کاذب نہین بیجا ہی گمان ای مرے راحتِ جان

فرق ہوا سمین تو منگوائیے تلوار ذرا کیجیے سر کو جدا

(۵۶)

رات دن مقصدِ دل کے لیے ہی سرگردان اب یہ ہی عیان
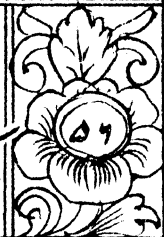
کیجیے جلد تجمل کی مدد بہرِ خدا ای شہ کربِ بلا

(۱۸)

عاشق کا سر جو تیغِ دو دم سے اُڑا دیا

بولا مسیح ہم نہین آئینگے قبر پہ

رشکِ مسیح نے یدِ بیضا کا معجزہ

کیا جانین ہم کہ یار کے کیا دل مین آگئی

اچھا کیا حضور نے جھگڑا چکا دیا

مرنے پہ بھی یہ یاس کا کلمہ سنا دیا

مل کر حنا کو ہاتھ مین اپنے دکھا دیا

مرقد پہ کیون چراغ جلا کر بجھا دیا

مجنون نے جب سے دیکھ لیا راہ نجد مین
لیلی نے تب سے پردہ محمل اُٹھا دیا

جسمین مہک تھی عارض جانان کی اے نسیم
مرقد پہ لا کے پھول یہ کس نے چڑھا دیا

بیساختہ جو دیکھ لین بیتابیان مری
رونے پہ میرے برق نے بھی مسکرا دیا

عاشق کو تیرے کیسی شہادت کی تھی خوشی
چمکی جو تیغ سر پئے سجدہ جھکا دیا

دل دے چکے تھے جان بھی اب نذر یار کی
کہنے سے فائدہ نہین جو کچھ دیا دیا

ادنی یہ گلعذار کی شوخی ہر عندلیب
آتی ہی گل سے تجھکو چمن مین لڑا دیا

اصرار اسطرف سے ہوا جب شب وصال
انکار نے اُدھر کے مزے پر مزا دیا

مردے مزار سے نکل آئے جو ای جنون
مقتل مین کسکی بیڑیون نے غل مچا دیا

وان غیر سے ہین محو ادا وہ شب وصال
ہجران کے یان مرض نے پیام قضا دیا

ہم خاک پر جھکے تھے کہ سجدہ ادا کرین
اُس بت نے شکل نقش کف پا مٹا دیا

اک بوسہ دے فقیر کو ای بادشاہ حسن
محشر مین کام آئیگا یان کا لیا دیا

گل سے ترقیون پہ ہین نازک مزاجیان | کیا جانئین کیا رقیب نے انکو سکھا دیا
معشوق بدمزاج سے پیدا کیا ہی عشق | اس دل نے کیا عذاب مین ہمکو لگا دیا
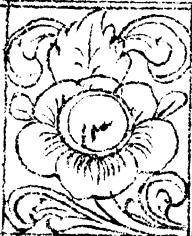
کیون طرز نو کی بھر نہ تجمل پڑھے غزل
اللہ نے اُسے تو ہی ذہن رسا دیا

۵۷ ۱۴۳

کرین کیون نہ چھپ کر نظارا کسی کا | بھلا اسمین کیا ہی اجارا کسی کا
کہے کون اُنسے کہ سب دیکھتے ہین | لگاوٹ کسی کی اشارا کسی کا
یہ دل کہہ رہا ہی مرا پا کے چسکا | ہو پھر وصل یارب دوبارا کسی کا
وہ بگڑے رقیبون سے یارب کہین ہم | نہو دوست دشمن خدایا کسی کا
الٰہی کسی دام گیسو مین ہر گز | پھنسے دل نہ آفت کا مارا کسی کا
مری طرح سے دور مین تیرے گردون | نہ گردش مین آئے ستارا کسی کا
ادھر غیر سے رشتۂ دوستی ہی | اُدھر ٹوٹتا ہی سہارا کسی کا

مرا دل وہ تلوون سے ملتے ہین ہر دم
سمجھتے نہین جو خسارا کسی کا

تری بزم مین ہم کن آنکھون سے دیکھین
تواضع کسی کی مدارا کسی کا

اسی رشک سے دل ہی صد چاک اپنا
کہ شانے نے گیسو سنوارا کسی کا

لگائی ہی شمشیر ابرو کی تم نے
سمجھکر کہ ہو دل دو پارا کسی کا

وہ گیسو نہ بہ ہم رہین دل کی خاطر
ہمین رنج ہی کب گوارا کسی کا
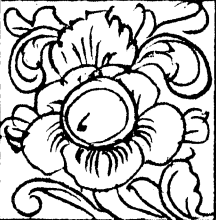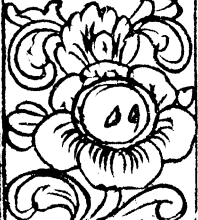
۵۸ تجمل کی کیونکر رسائی ہو اُس تک
نہو جسکے در پر گذارا کسی کا ۲۰

اے دل بیقرار کیا کہنا
برق ہی شرمسار کیا کہنا

زخم دل ہو چکے ہین پھر آلے
اے جنون زا بہار کیا کہنا

گردن سخت مرحبا تجھکو
تیغ ہی شرمسار کیا کہنا

ہجر جانان مین ہو گئے رخصت
واہ صبر و قرار کیا کہنا

کیا پلایا ہی تونے ای ساقی — جام وقتِ خمار کیا کہنا
کرلیا چھپ کے اُسکا نظارہ — دیدۂ ہوشیار کیا کہنا
کھینچ دل عاشقون کے ای جوبن — اور سینہ اُبھار کیا کہنا
لے لیا بوسۂ رخِ دلدار — ای دلِ بیقرار کیا کہنا
میرے پہلو سے تو جدا نہوا — ای دلِ غمگسار کیا کہنا
اِس محبت نے سیکڑون عاشق — کر دیے بیدیار کیا کہنا
بوسے عاشق کو دیکے بے گنتی — نہ کیا کچھ شمار کیا کہنا
اُسکا تیرِ نگاہ جب آیا — ہو گیا دل کے پار کیا کہنا
گیسو و رخ کا شیفتہ رکھا — واہ لیل و نہار کیا کہنا
خوب افعی کا بل نکال دیا — عنبرین زلفِ یار کیا کہنا
وصل کی شب کہا نہ قصۂ ہجر — ای دلِ بردبار کیا کہنا

کیا بجھائی ہی تو نے پیاس مری
خنجر آبدار کیا کہنا

ہی خرامان وہ گل جو گلشن مین
ہی عجب اک بہار کیا کہنا

دیکھ اہ دل کدورتون سے تری
چرخ ہی پر غبار کیا کہنا

ہمسے مستی مین ہم بغل وہ ہوا
بادۂ خوشگوار کیا کہنا

اب تجمل چمک گئی تقدیر
ہی وہ زیب کنار کیا کہنا

۵۹

نہ ایفا ہوا کوئی وعدہ تمہارا
بتاؤ تو کیا ہی ارادا تمہارا

ہلال فلک جسکو سب جانتے ہین
پرانا وہ ہی اک لبادا تمہارا

ہوئی جب سے مشہور ہم عاشقون مین
ہوا تب سے شہرہ زیادا تمہارا

حسینون کی بازی ہوئی مات جب سے
بنا حسن فرزین پیادا تمہارا

بناوٹ کو شرما دیا لعبتون کی
قیامت کا ہی حسن سادا تمہارا

نہ ہم مے پئینگے رقیبون سے کہدو
مبارک تمھین جام و مینا تمھارا

چلو بھی سو روضۂ شاہ مردان
تجمل ہر کب سے ارادا تمھارا

ردیف باے عربی

(۶۰) (۹)

خدا بھیج ایام راحت شتاب
اُٹھاؤنگا کب تک یہ رنج و عذاب

ہر ادنی کو اعلی بناتا ہر تو
جو دے حکم ذرّے کو ہو آفتاب

بشر اسکو کہنا مناسب نہین
نہو جس سے دنیا مین کارِ ثواب

تجھے ساقیا کِسکا ہر انتظار
مہیا ہر یان اب شراب و کباب

نہین فرد اعمال مین اب جگہ
خطائین ہوئین مجھسے یہ بیحساب

رہے حُبّ ساقیِ کوثر اگر
ملیگی جنان مین طہورا شراب

مجھے جسنے اس گل پہ شیدا کیا
وہ یہ دل ہر کمبخت خانہ خراب

ہر اک اپنے نالے سے خاموش ہی — دف و بربط و نائے و چنگ و رباب

فشار لحد سے تجمل نہ ڈر
علی کی مدد سے نہوگا عذاب

بعد مدت خط کا میرے نامہ بر لایا جواب — نا امیدی ہوگئی یہ صاف صاف آیا جواب

ناز بیجا اپنے یکتائی پہ تھا انکو بہت — آئینہ جب روبرو آیا نظر آیا جواب

تھا سوال وصل برہان بیشتر اب ہی نہین — دشمنون نے میرے اچھا تمکو سکھلایا جواب

اُسکے در سے جب پھرا قاصد تو یہ کہنے لگا — ق — آپ کے خط کا نہ خود لکھا نہ لکھوایا جواب

جب سُنا اُسنے کہا قاصد کا سارا ہی قصور — ہمنے تو فوراً تمھارے خط کا بھجوایا جواب

ہیچ گدائی تیرے در پہ عمر آخر ہو چلی — کچھ نہ سائل کو دلایا اور نہ دلوایا جواب

دیکھکر مضمون تجمل کو تو مایوسی ہوئی
سیکڑون تدبیرون سے جب خط کا منگوایا جواب

نہین مین سمجھتا ہون اسکا سبب
وہ رنجیدہ مجھسے ہوا کیا سبب

کشیدہ ہی مجھسے بھلا کس لیے
بتا دے مجھے تو خدارا سبب

یہ کیون تیغ ہر دست جلاد مین
سمجھتا نہین مین کچھ اِسکا سبب

پھنسا دل کسی اور سے ہی ترا
کھلا ہمپہ نفرت کا سارا سبب

کسی ڈھب سے اے نامہ بر پوچھنا
بگڑنے کا اُسکے دوبارا سبب

تجمل سے اُسکو تنفر جو ہی
بتاتا نہین کوئی اِسکا سبب

ازل سے ہون مُحبِ علی کے جام کا طالب
مین ہون آغاز ہی سے خوبیِ انجام کا طالب

لٹاتا ہون سخی مشہور ہونے کے لیے دولت
نہین پروا ہی سیم و زر کی مین ہون نام کا طالب

نہین نیرنگیِ عالم کے نظارے سے دل بھرتا
سحر ہوتی ہی ہو جاتا ہون مین پھر شام کا طالب

مرا قاصد نہ یہ سمجھا کہ انکار اسمین لکھا ہی
جواب نامہ دیکر ہو گیا انعام کا طالب

ترے ہاتھون سے ای قاتل سبکدوشی کا خواہان ہون
مرا سر دوش پر ہی اب ترے صمصام کا طالب

جہان مین ہی بہار جملہ اشیاء اپنے موقع پر
نہین ایام گرما مین کوئی حمام کا طالب

کہو جو جی مین آئے مجھکو سن لینے سے مطلب ہی
کہان انعام کی امید ہون دشنام کا طالب

نہ بوسہ مانگتا تسے نہ لاکھون گالیان سنتا
یہ دل خود چھیڑ کے تمکو ہوا دشنام کا طالب

ترے میخانے مین آیا ہون ساقی چھوڑ کر تقوی
پلاتا کیون نہین مین ہون مۓ گلفام کا طالب

گئی بالون کی رنگت دانت اکھڑے تن مین ہی طاقت
ضعیفی آگئی ہون راحت و آرام کا طالب

کوئی دم مین تجمل مشکلین آسان ہوتی ہین
پۓ امداد ہون مین شاہ خاص و عام کا طالب

ردیف باے فارسی

ای مہر ترے در پہ جو کرتی ہی گذر دھوپ
لے آتی ہی ذرون کے لیے خلعت زر دھوپ

کیا تمنے کیا شعبدہ دن رات ہوا ہی
ای رشک قمر چاندنی آتی ہی نظر دھوپ

گرمی کے دنون مین جو نکلتا ہی وہ گھر سے — اُسکے لیے بنجاتی ہی کافور سحر دھوپ

اِی مہر ترے عشق کی وہ آگ لگی ہی — کرتی ہی مری آہ کے شعلے سے حذر دھوپ

فرقت کا جو دن ہی تو اندھیرا ہی یہ گھر مین — سائے کی طرح سے ہو سیہ آئے اگر دھوپ

اِس گرمی خورشید مین نکلیگا جو گھر سے — پہونچائیگی تیرے تنِ نازک کو ضرر دھوپ

ہر روز مرے سائے سے بھاگا کرے کوسون — دیکھے جو ذرا تیزی گرمیِ جگر دھوپ

اُس غیرتِ جنت کا جو ہر روز جدائی — نظرون مین ہمارے ہوئی ہی نارِ سقر دھوپ

دن ہجر کا ہی مری نظر مین شبِ تاریک — ہوتا نہین معلوم کہ نکلی ہی کدھر دھوپ

اُس مہر کے گر رنگِ طلائی کا پڑے عکس — ذرون کو دکھائے زرِ خالص کا اثر دھوپ

دیکھے جو کبھی تیرگی روزِ جدائی — پوشیدہ رہے ابر مین آئے نہ نظر دھوپ

باطن مین ترا جلوہ ہی ظاہر مین ہی سوزش — خورشید نہان ہی مگر آتی ہی نظر دھوپ

تھمتی نہین اُڑ جاتی ہی جاڑے کے دنون مین — زاغِ شبِ ظلمت کی لگا لیتی ہی پر دھوپ

۶۵ ۷
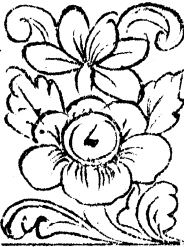
دامانِ علی سر پہ تجمل کے رہیگا
خورشید قیامت کی کریگی نہ ضرر دھوپ

ہوے کسلیے مجھسے بیزار آپ
بتا دیجیے اِسکے اسرار آپ

بگڑتے ہین ہردم بھلا کس لیے
دد لکھتے ہین کیون بات ہر بار آپ

ضعیفی مین وہ خوشخرامی کہان
بدل جاتا ہر رنگِ رفتار آپ

سکھاتے ہو اغیار تم کسلیے
جفا کار ہوتے ہین دلدار آپ

ترے پیچ کاکل مین خانہ خراب
مرا دل ہوا ہی گرفتار آپ

ہین ممنون نہین کوششِ عقل کا
جنون ہو گیا دل کا غمخوار آپ

تجمل پہ جب ہوگا فضلِ خدا
علی کا بنی گا وہ زوار آپ

ردیف تاے فوقانی

گئی کیون دل سے تیرے میری الفت
وہ پچھلی کیا ہوئی مہر و محبت

ارے قاصد مرے گلرو سے کہنا
کبھی تو دیکھ آکر میری حالت

سحر سے صرف شیون ہے چمن مین
کہو بلبل سے کیون آئی ہے شامت

نہین کرتے کسی کے علم کی قدر
بتاؤ تم مین ہے یہ کیا جہالت

سر بزم انکو جب اسنے نکالا
رقیبون نے اٹھائی کیا خجالت

ارے قاصد مسیحا سے یہ کہنا
بڑھی بیمار کی تیرے نقاہت

کسی کو مہربان پاتا نہین ہون
دکھاؤن کسکو جا کر اپنی حالت

تجمل تجھکو اور تیرے صنم کو
رکھے اکجا الٰہی تا قیامت
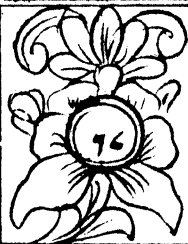
دکھلاے خدا جلد مجھے یار کی صورت
بھرتی ہے مری آنکھون مین دلدار کی صورت

نکلی نہ کبھی ہاتھ سے تا زیست یہ دولت
رخسار چھوئین ہم خطِ رخسار کی صورت

گر دیکھ لے لیلی تو لکھے خط کنیزی
مجنون کی طرح آپ سے دلدار کی صورت

ہی بارہ پہ دریاے غرور آج کل ایسا
ہر دم وہ کھنچے رہتے ہین تلوار کی صورت

مُنہ کھولے ہوے موتی یہ ہوتی ہی اُگلتی
ہی شکلِ صدف چشمِ گہربار کی صورت

تھا ساتھ جو غیرون کے وہ میخانے مین شب باش
دیکھو تو ہی کیسی بنی میخوار کی صورت

آنکھون سے ہمارے جو نہان ہو گیا وہ گل
آیا ہمین ہر پھول نظر خار کی صورت

داناے حقیقت ہین جو اُنکو ہی یہ معلوم
تسبیح بھی باطن مین ہی زنار کی صورت

سودا ہی مرے سر مین یہ کس زلفِ سیہ کا
ہی روز بھی آنکھون مین شبِ تار کی صورت

ابرو تو کمان ہی نگہِ یار ہی ناوک
دل چھد گیا دیکھی جو کماندار کی صورت

حق حق تو یہ ہی فرق نہین بال برابر
تن اپنا ہی غائب کمرِ یار کی صورت

تدبیر صفائی کی کوئی سوچ تجمل

۶۸ پیدا ہوئی ہے یار سے تکرار کی صورت ۱۹

دلا کیا مانگ اس بت کی ہے سیدھی راہ کی صورت | نہین قشقہ جبین کا صاف ہے اللہ کی صورت

کرون بے نا فراق یار مین گمراہ کی صورت | اڑین ارض و سما یہ دونون برگ کاہ کی صورت

خبر اسکی نہین دنیا سے وہ خود نامراد اٹھا | مرادین مانگتے ہین دیکھکر درگاہ کی صورت

ہوا دل اسقدر روشن فراق مہر طلعت مین | کہ جو داغ جگر تھا بنگیا وہ ماہ کی صورت

مہ نو دیکھکر ہم دیکھتے ہین یار کا چہرہ | جہان مین دیکھتے ہین سب کلام اللہ کی صورت

یہان ہے شان و شوکت عز و صولت بعد مرنے کے | نہ پہچانیگا وان کوئی گدا و شاہ کی صورت

بحکم مصطفےٰ شیر خدا خیبر مین جب پہونچے | بنے وحشت کے مارے سب لعین روباہ کی صورت

نہ کیونکر لوح قرآن کی جبین یار کو سمجھین | کشیدہ ابروے پرخم ہین بسم اللہ کی صورت

تجلی یار کی جب سے سمائی ہے نگاہون مین | چلے آتے ہین غش پر غش کلیم اللہ کی صورت

جنازہ تیرے عاشق کا نہ کیونکر دھوم سے اٹھے | چلا ہے سوے مرقد بنکے وہ نوشاہ کی صورت

سکندر وقت مرنے اسی سبب ہاتھ ملتا تھا
کہ دیکھینگے نہ اب ہم خیمہ و خرگاہ کی صورت

ٹھہرائی دل وصال یار کی تدبیر کرتے ہین
نکل آئیگی آخر کوئی رسم و راہ کی صورت

کبھی کعبہ مین جاتے ہین کبھی کعبہ سے بتخانے
نظر آتی نہین لیکن بت دلخواہ کی صورت

نظر آتا نہین روے روشن مجکو ای گردون
رہا کرتا ہون مین چکر مین مہر و ماہ کی صورت

بڑھے رکھ ہاتھ بخشش کے تو ای گنجینۂ خوبی
نہین ہے دیکھتا کوئی ید کوتاہ کی صورت

فقیری کا لیا ہے جوگ جب سے عشق مین تیرے
صدا نالے کی بھی ہر دم ہے الا اللہ کی صورت

فرشتو دیکھ لو مین عاشق معشوق خالق ہون
نہین اُوجھل نگاہون سے رسول اللہ کی صورت

تجمل کی دعا ہے یا خدا جلدی سے پہونچا دے
نجف مین جا کے دیکھے روضۂ ذیجاہ کی صورت

وہ جو آتے تو کبھی پاس نہ آتی فرقت
دل مرا کس لیے بے آگ جلاتی فرقت

آجتک جو نہ اٹھاتے تھے اٹھائے صدمے
دیکھتا ہے ابھی کیا گل ہے کھلاتی فرقت

ایک مدت سے مین سنتا ہون کہ باہم ضد ہی
وصلت آتی تو مرے پاس سے جاتی فرقت

ایک جا ہونے سے دو دل کے یہ کرتی ہی ملال
کیا مزہ دل کے جلانے سے ہی پاتی فرقت

پھر تو عشاق کی فی الفور مرادین ملتین
گر زمین مین کسی صورت سے سماتی فرقت

سنگدل دل پہ ترے کچھ بھی اثر ہوتا ہی
یاد مین تیرے تو ہر دم ہی رُلاتی فرقت

دم تقریر وہ وصلت کی دوہائی دیتی
کبھی نزدیک تجمل کے جو آتی فرقت

گھر مین آیا مرے وہ غنچہ دہن آج کی رات
سارا کاشانہ ہوا رشک چمن آج کی رات

جا کے اُس رشک مسیحائی سے یہ کہدے کوئی
پھر تپ ہجر سے جلتا ہی بدن آج کی رات

سمجھے پروانے جو فانوس کا جلوہ دیکھا
بزم مین شمع نے پہنا ہی کفن آج کی رات

اِسکو قلقل نہ سمجھ ہی تری ساقی تعریف
شیشہ کھولے ہوے ہی بند دہن آج کی رات

اے پری داغ مرے دل کا جو تائید کرے
ماہ مین مہر کے پیدا ہو جلن آج کی رات

ہم بغل ہے جو شب ماہ مین گلرو مجھسے
گردشین کھاتا ہے کیا چرخ کہن آج کی رات

ہر شب قدر تجمل کی دعا ہو مقبول
نکلے ہر مقصد دل شاہ زمن آج کی رات

صورت نہ برق وش نے دکھائی تمام رات
تڑپا کیا مین نیند نہ آئی تمام رات

تکرار اسنے ایسی بڑھائی تمام رات
حجت رہی ہوئی نہ صفائی تمام رات

ہمپر کھلے رموز حقیقت مجاز سے
کی تبکدہ مین سیر خدائی تمام رات

فریاد مین بھی تھی یہ تعلی مزاج کی
زنجیر عرش ہمنے ہلائی تمام رات

تصویر غم کھنچی تھی جو آنکھون مین فرط ہجر
رو رو کے آنسوون سے مٹائی تمام رات

تھا دور جام گردش قسمت مرے لیے
ساقی نے مجھکو مے نہ پلائی تمام رات

شرم و حیا سے تمنے نہ اُلٹا نقاب کو
صورت نہ اپنی ہمکو دکھائی تمام رات

سویا جو درد تو بیچ مین خنجر کو رکھ لیا
ایسی ہوئی نہ ہوگی جدائی تمام رات

ہاتھ آیا نسخ روئی کا کیا خوب سلسلہ
پانون کی تیرے منہدی چھڑائی تمام رات

آئینہ دیکھ دیکھ کے حیران رہ گیا
مسی لبون پہ تمنے جمائی تمام رات

نفرت تو زیست مین تھی بتا دیجیے مجھے
مرقد پہ شمع کسنے جلائی تمام رات

دریاے رحمت آگیا اس بت کا جوش پر
ندی جو آنسوؤن کی بہائی تمام رات

بد بخت وہ ہون آنے کا انکے تو کیا ہی ذکر
گھر مین مرے ہوا بھی نہ آئی تمام رات

۴۲ ۵
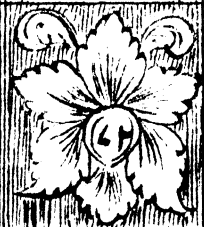
وہ ماہرو ہوا جو تجمل سے ہم بغل
سینے مین دل نے دھوم مچائی تمام رات

ردیف تاے ہندی

کیا گردش فلک سے زمانہ گیا پلٹ
بیگانہ سان ہر ایک یگانہ گیا پلٹ

کل ہم بغل بھی ہو کے جو لیٹا وہ سیمتن
سونے کا ہمسے کرکے بہانہ گیا پلٹ

عاشق مرے نہین تھے کسی در پہ مرے
وہ کرکے نعش پر یہ بہانہ گیا پلٹ

ہی صاعقہ صفت ترا ناوک نگاہ یار | عاشق کے دل کو کر کے نشانہ گیا پلٹ
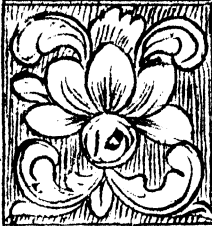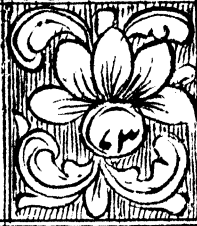
جب سے ہوا ہی یار تجمل سے ہمکنار
یوسف کی طرح اسکا فسانہ گیا پلٹ

۴۳ ۱۵

باندھے ہی تیغ ادا کو جو تمھارا گھونگھٹ | بیخطا قتل ہراک دل کو کریگا گھونگھٹ
لطف دیدار اُٹھاتا ہی تمھارا گھونگھٹ | خوب اکرتا ہی شب و روز نظارا گھونگھٹ
بوسہ ملنے کا تو کیا ذکر ہی اِی پردہ نشین | دیکھنے تک نہین دیتا رخِ زیبا گھونگھٹ
پردۂ ابر سے خورشید نمودار ہوا | یار نے چہرۂ روشن سے جو اُلٹا گھونگھٹ
کتنا چاہا نہ ہوا وصل مین دیدار نصیب | یار کے رخ سے کسی طرح نہ سرکا گھونگھٹ
اسکے دھوکے مین پھنسا لیتے ہین طایر دل | آنکھین صیاد ہین اور دام ہی تیرا گھونگھٹ
مجھکو پروانہ دیدار جو دیکھا شب وصل | شمعرو نے رخ روشن سے اُٹھایا گھونگھٹ
پردۂ شرم دریدہ نہ کہین ہو جائے | اِسلیے چہرۂ جانان سے نہ سرکا گھونگھٹ

تاب نظارہ نہ لاے کوئی موسیٰ کی طرح
چہرۂ یار سے سرکے جو ذرا سا گھونگھٹ

کیا نزاکت ہی اُٹھانے نہین دیتا سرکو
تم پہ ہوتا ہی گرانبار یہ پیارا گھونگھٹ

شرم سے چہرے کو دامن چھپانے لگے وہ
صرصرِ آہ نے میرے جو اُڑایا گھونگھٹ

اور اک مرتبہ نظارہ مرادل کرلے
اپنے چہرے سے اُٹھادو جو دوبارا گھونگھٹ

وصل مین بھی رہی اسدرجہ تمھین شرم و حیا
چپکے لپٹے رہے رخ سے نہ ہٹایا گھونگھٹ

کیون حفاظت سے لپیٹے نہ رہے یہ ہمدم
رخ ہی قرآن غلاف اُسکا ہی تیرا گھونگھٹ

جنگ خیبر مین تجمل جو چلی تیغ علی
خوف سے لشکر کفار نے کھایا گھونگھٹ

ردیف ثاے مثلثہ

جاری زبانِ دل پہ ہی ہر بار الغیاث
پہونچو مدد کو حیدر کرار الغیاث

بہرِ خدا مسیح زمان لے مری خبر
کرتا ہی دمبدم ترا بیمار الغیاث

ساقی نکال دے کہین ناخوش نہو صنم
میخانے مین جو کرتے ہین میخوار الغیاث

قاتل جو تیری تیغ سے گردن بھی ہو جدا
ہرگز کرے نہ تیرا گنہگار الغیاث

ہر رات دن لبون پہ تجمل کے یہ صدا
پایا نہ مین نے شربت دیدار الغیاث

۶۵ ۶

مجھکو ای دلربا بتا باعث
تیری رنجش کا کیا ہوا باعث

تم نے غیرون سے دل لگایا ہی
آج رنجش کا یہ کھلا باعث

گل وبلبل سے آج بگڑی ہی
اسکا ہی عشق دلربا باعث

کیون شب وصل آج گھٹتی ہی
نہین کھلتا کچھ ای خدا باعث

عاشقون کے لیے سن ای پرفن
ہی قضا کا ترے ادا باعث

کربلا جانے کا تجمل کے
کوئی ہوجاے یا خدا باعث

ردیف

ردیف جیم عربی

۱۴

آمد جو گلبدن کی ہی شادان چمن ہی آج — نرگس کی چشم وا ہی تو خوش نسترن ہی آج

اب بلبلین بھی نغمہ سرا ہین بصد خوشی — گل کی طرح شگفتہ گلِ یاسمن ہی آج

پھر پھر کے دیکھتا ہی خدا خیر کیجیو — کچھ تاک مین لگا ہوا چرخِ کہن ہی آج

مجھسے تو آجتک نہ ہوئی تھی کوئی خطا — کس واسطے کھنچا ہوا گل پیرہن ہی آج

چلتی نہین کسی کی ہین اب خوش بیانیان — یکتا سخنورون مین مرا کم سخن ہی آج

لڑیان جو موتیون کی ہین ٹیکے مین یار کے — نکلی یہ ماہتاب مین گویا کرن ہی آج

خالق جدا نہو یون ہی محشر تلک رہے — معشوق کے دہن پہ جو میرا دہن ہی آج

گل بلبلون سے کہتے ہین کیا خوب بخت ہی — بہرِ شکار تاک مین ناوک فگن ہی آج

اوجِ فلک پہ عقد ثریا ہی شرمسار — بازوے یار پر جو بندھا نورتن ہی آج

ہر گام چومتی ہی زمین یار کے قدم — اللہ ری نازکی تری کیا بانکپن ہی آج

تا تار تک جو پہونچی ہی خوشبوے زلف یار
نافہ نثار کرنے کو لایا ہرن ہی آج

ساقی نہین شراب پیو جب تلک ہی دم
ہاتھ اپنا میکشو ہی اور اپنا دہن ہی آج

کیا آج دام مین کوئی بلبل نہین پھنسی
صیاد کے جبین پہ کیسی شکن ہی آج

وہ مہروش ہی آج تجمل سے ہم بغل
چرخ کہن کے سینے مین کیسی جلن ہی آج

کیا مہربان ہی اندنون دلدار کا مزاج
پوچھا ہی نامہ بھیج کے مجھ زار کا مزاج

بگڑا خوش آمدن سے مرے یار کا مزاج
ہفتم فلک پہ اتو ہی سرکار کا مزاج

قاتل نے قتل کرنے سے روکا جو ہاتھ کو
اسواسطے بگڑ گیا تلوار کا مزاج

قاصد زبانی اتنا بھی کہنا مسیح سے
اچھا نہین ابھی ترے بیمار کا مزاج

کیسا سوال آکے نکیرین قبر مین
پوچھینگے مجھسے کیسا ہی سرکار کا مزاج

لیتا ہی بوسے ہر گھڑی رخسار یار کے
کیون اب بلیگا گیسوے خمدار کا مزاج

گر غضب سرد مہری جانان عیان کرین | ہو جاے سرد گرمی بازار کا مزاج

دکھلا رُخ ہو زندہ تجمل کہ ایک ہی
آب بقا کا شربت دیدار کا مزاج
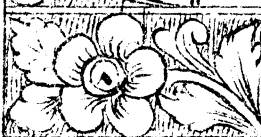
ردیف جیم فارسی

پیچ سنبل یہ ہین طرۂ دستار کے پیچ | فہم انسان سے ہین باہر تری رفتار کے پیچ

جسطرح ہالہ کی آغوش مین ہو ماہ مقیم | یون ترے زیب بر و دوش ہین زنار کے پیچ

پھول سنبل ہے یہ کہتے ہین دم سیر چمن | خوشنما دیکھے ہین کیا کاکل دلدار کے پیچ

نہین معلوم یہ کیا اُسکو سنا آتے ہین | کچھ سمجھ مین سے مرآتے نہین اغیار کے پیچ

راستہ خلد کا بھکا سوے دوزخ نکلا | کوئی دیکھے تو مقدر کا گنہگار کے پیچ

اہل اسلام بھی کسطرح نہون حلقہ بگوش | کان پر اُسن بت پرفن کے ہین زنار کے پیچ

واعظو باتین بنانے کو بناؤ لیکن | تمنے دیکھے نہین ہین گیسوے دلدار کے پیچ

لاکھ شانے سے تجمل نے اُسے سُلجھایا
پر نہ نکلے ترے گیسوے گرہ دار کے پیچ

ردیف حاے مہملہ

تڑپتی ہے اُس بت کی فرقت مین روح
بدن کی طرح ہے مصیبت مین روح

جدا تن سے ہونا نہین چاہیے
پھنسی ہے یہ دام محبت مین روح

گوارا ہے مجھکو ذرا ہو نہ غم
نکل جاے گر تیری فرقت مین روح

ہوا ہے دہن کا ترے جب سے عشق
پڑی ہے نہایت ہی دقت مین روح

بخیلون سے دنیا نہین چھوٹتی
لگی رہتی ہے مر کے دولت مین روح

گنہگار جتنے ہین اُنکی مدام
رہیگی پڑی کیسی آفت مین روح

تجمل جفاے بتان کی ضرور
شکایت کریگی قیامت مین روح

کسی سے کہے دل مرا کس طرح — کہ الفت مین اُسکے پھنسا کس طرح
یہ ظاہر ہی یوسف تو کنعان مین تھے — زلیخا ہوئی مبتلا کس طرح
سبب اِسکا خود مجھکو کُھلتا نہین — ہوا دل مرا مبتلا کس طرح
مفصل یہ قصہ ہی قرآن مین — کہ یوسف کنوئین مین گرا اِسطرح
نہین کوئی تدبیر چلتی مری — ملے وہ صنم ای خدا کس طرح
زبان ایک احسان لاکھون ترے — کرون شکر یارب ادا کس طرح
بتا تو ترے افعی زلف نے — مرے دل کو ظالم ڈسا کس طرح
ترا بام عرفان ہی بیحد بلند — یہ ذہن بشر ہو رسا کس طرح

۸۰ تجمل رکھے پاس تیرے روا
رقیبون کی آمد بھلا کس طرح ۸۱

دکھلا رہی ہی باغ مین کیسی بہار صبح — دامن سے آفتاب کے ہی ہمکنار صبح

رخصت گلون سے ہوتی ہی شبنم بچشم تر
پھولون پہ بلبلون کی طرح ہی نثار صبح

سمجھا ئین آفتاب کو فرقت مین دیکھکر
میرے جگر کی طرح سے ہی داغدار صبح

ساقی بنا صنم مُی گلگون کا دور ہی
دکھلاتی ہی بہار لب جوئبار صبح

گھر سے نکلتے ہی جو مجھے یار مل گیا
کیسی ہوئی ہی آج مری غمگسار صبح

وعدہ ہی آج صبح کو ملنے کا یار سے
کیا شام ہی یہ جسکی ہی پروردگار صبح

کوئی سوا مرے نہین بے یار دہر مین
ہی مہ کی شام مہر کی ہی رازدار صبح

۶۲ وہ بت ہوا ہی آج تجمل سے ہم بغل ۱۶
اِس شام کی کبھی نہوا ہی کردگار صبح
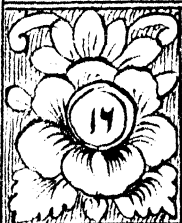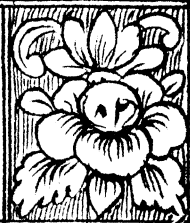
دیکھی جو اُسکی زلف شب تار کی طرح
دل کھاکے پیچ رہگیا بیمار کی طرح

ہو جاؤن قتل عید شہادت نصیب ہو
ملیے گلے سے آپ جو تلوار کی طرح

ایذا رسا ہی قاتلون کا انکسار بھی
جھکتے ہین گر تو جھکتے ہین تلوار کی طرح

ساقی یہ دخترِ رز تری کیا خوش نصیب ہی
زاہد بھی طالب اِسکے ہین میخوار کی طرح

کیا بت سے برہمن ترا بننے کا قصد ہی
کیون بدھیان گلے مین ہین زنار کی طرح

کہتا ہی یار مجھسے نہین تجھکو ہی جنون
باتین تو مجھسے کرتا ہی ہُشیار کی طرح

دل نے ہمارے سینے کو اپنے سپر کیا
ابرو جو تیری کھنچ گئی تلوار کی طرح

آتے ہین یاد دستِ حنائی جو یار کے
روتا ہی دل بھی دیدۂ خونبار کی طرح

نیند اُڑ گئی ہی شوق مین دیدار یار کے
آنکھین کھلی ہین روزنِ دیوار کی طرح

آتا ہی وہ مسیح جب آتی ہی یہ خبر
پھر سُست دل ہی کسلیے بیمار کی طرح

حداد بیڑیان جو بنا نا مرے لیے
وہ بھی گران ہون طوقِ گرانبار کی طرح

عاشق کے قتل سے ہی جو تلوار خونچکان
روتی ہی دیکھو دیدۂ خونبار کی طرح

کیا خلس بکتی ہی ذرا ہم بھی تو سنین
گھر آپ کا ہی آج تو بازار کی طرح

کِسکو ڈسینگے گیسوے خمدار آپ کے
بل بار بار کھلتے ہین کیون مار کی طرح

کیا اب مسیح قم کی صدا مین نہین اثر
دُکان رکھی ہر کسلیے عطار کی طرح

دیر و صنم کو چھوڑ و تجمل پئے خدا
عزلت گزین ہو کعبے مین دیندار کی طرح
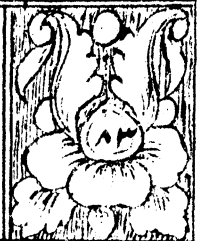
اک جا قیام کیون نہین سیماب کی طرح
ہو بیقرار کیون دلِ بیتاب کی طرح

جب سے تمھارے عشق مین ہم مبتلا ہوے
غفلت ہر تب سے جاگنے مین خواب کی طرح

آئے نہ گر یقین تو مرے دل کو دیکھ لو
غم سے ہزار داغ ہین مہتاب کی طرح

سیبِ ذقن کا یار کے کیا اشتیاق تھا
دل خشک ہو کے رہگیا عناب کی طرح

کہتے ہین جسکو ملکِ بقا صاحبانِ عقل
فانی نہین وہ عالمِ اسباب کی طرح

شب بھر مین اپنی یاد دلاتا ہون اسلیے
تا مجکو بھول جاے نہ وہ خواب کی طرح

ہمت کی طرح قد بھی تجمل جو ہو بلند
ہر ایک قعرِ بحر ہو پایاب کی طرح

ردیف خاے معجمہ

ہم سے پھرا ہی آج سپہر برین کا رخ
ڈر ہی کہ پھر نہ جاے کہین کل زمین کا رخ

نام آورون کو خوف نہین انقلاب سے
اُلٹا کرو تو ہوتا ہی سیدھا نگین کا رخ

کیسی چمک دکھاتا ہی زلفِ سیاہ مین
ہی شل آفتاب مرے مہ جبین کا رخ

چھیڑا ہزار طرح سے مانع رہی حیا
آغوش مین جھکا رہا اس مہ جبین کا رخ

تیغِ علی کے خوف سے خیبر کی جنگ مین
تھا زرد قبل ضرب کے روح الامین کا رخ

جب بہر جنگ حیدرِ کرار جاتے تھے
نیچے قدم کے رہتا تھا فتح مبین کا رخ
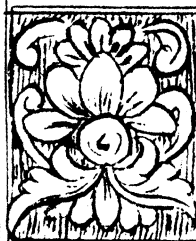
افسوس بس یہی ہی تجمل کو ہر گھڑی
خندان کیا نہ اُسنے کبھی اس حزین کا رخ

ساقیا تو نے سُنی گفتارِ شیخ
مے کا ہی اقرار یہ انکارِ شیخ

سچ تو یہ ہی نیشتر سے کم نہین
سالکانِ عشق کو تکرارِ شیخ

یہ طریق عشق کا ٹھگ ہے بڑا
دیکھ لو ہر گام پر رفتار شیخ

ساقیا توبہ شکستہ اب ہوئی
مے کے پینے پر ہوا اقرار شیخ

کیا غرض رندون کو جائین آ سکے پاس
ہے مریدون کے لیے دربار شیخ

باز آیا اب تو پند و وعظ سے
کیون ہو رندو درپئے آزار شیخ

شعبدہ رندون نے کچھ ایسا کیا
سر سے اُچھلی خود بخود دستار شیخ

ساتھ رندون کا تحمل چھوڑدے
واہی آب آنکھین کے دیدار شیخ

ردیف دال مہملہ

تجھکو رضوان رہے فردوس کا گلزار پسند
اُس سے بڑھکر ہے مجھے کوچۂ دلدار پسند

کوچۂ عشق مین اب تو نہین گھربار پسند
یار کا ہمکو ہے بس سایۂ دیوار پسند

خط رخ پر ترے دربردہ فدا تھا اُس سے
قیس دلخستہ کو تھا وادی پرخار پسند

واہ کیا خوبیِ قسمت سے تماشا دیکھا — رِندون یار کو ہی صحبتِ اغیار پسند

قدردان آبلون کا کون ہی اِنسے بڑھکر — اسلیے پائون کے تلوون کو ہی خار پسند

سروِ قد باغ مین کس نازوادا سے نکلا — دیکھکر کبکِ دری کو ہوئی رفتار پسند

ڈر ہی قاضی کا نہ کچھ خوفِ عسس کا اُسمین — عاشقون کو تو ہی ہر روز شبِ تار پسند

شیخ کیا رشتۂ تسبیح سے یہ بہتر ہی — کسلیے تجھکو ہوا رشتۂ زنار پسند

نہین معشوق ہی وہ جسمین نہو نازوادا — عاشقون کو تو ہی معشوقِ طرحدار پسند

جنسِ دل بکتی ہی لے لو نہین ہوگا افسوس — دیکھتی ہی اِسے کرتے ہین خریدار پسند

۸۷

قصرِ جنت مین تجمل وہی پائیگا ضرور
جسکو محشر مین کرینگے شہ ابرار پسند

۷
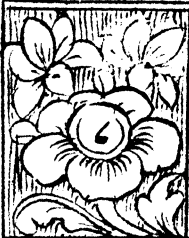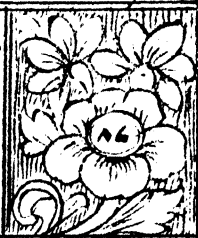
سن لے میرے دلِ مضطر کی خدایا فریاد — دستِ بیدادِ بتان سے نہوا یہ کبھی شاد

پوچھتا کیا ہی مرا حال بتاؤن کیونکر — عشق مین تیرے کیا عمر کو مین نے برباد

کیا قیامت کا وہ گلرو ہے کہ ہرن ہر رات
تازہ انداز مین کرتا ہے ہزاروں ایجاد

شوق اُس گل کی غلامی کا ہے اب دل سے
لاکھ قمری نے صنوبر کو کیا ہے آزاد

دل مین شیرین کی ہوس پھر تو نہ باقی رہتی
دیکھ لیتا جو پریرو کو ہمارے فرہاد

دیکھ کے مجھکو ستمگار نے یون حکم دیا
بیڑیان کسیلیے جلدی نہین لاتا حداد
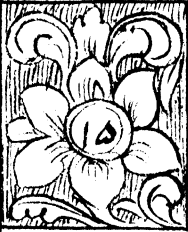
۸۸ شکر خالق کا تجمل کرے کس منھ سے ادا
اتبو آنے سے پریرو کے ہوا گھر آباد ۱۵

رکھتے ہین عجب حسن ضیا بار محمد
عاشق ہے خدا اور ہین دلدار محمد

کر دو مجھے عصیان سے سبکبار محمد
ہون تمسے شفاعت کا طلبگار محمد

لولاک سے ظاہر ہے شرف ہر دو سرا مین
کونین کے ہین باعث اظہار محمد

بے اذن فرشتے نہین جا سکتے تھے گھر مین
واللہ دو عالم کے ہین سردار محمد

جو چاہین جسے دین گے انھین کی ہے خدائی
سرکار الٰہی کے ہین مختار محمد

کونین مین رتبہ یہ بھلا کسکو ملا ہی
دیکھ آئے ہین اللہ کا دربار محمدؐ

بازارِ قیامت مین یہ آئینگی صدائین
ہین جنسِ شفاعت کے خریدار محمدؐ

پہونچا دو مدینے کہ مین دیکھون لحدِ پاک
ہر دل سے دعا میری یہ ہر بار محمدؐ

محشر مین یہی ایک ہی بخشش کا وسیلہ
ہون تیرے نواسون کو عزادار محمدؐ

واللہ وہی آتشِ دوزخ مین جلیگا
جو تیرے نبوت سے ہی بیزار محمدؐ

پایا ہی کہان ایسا شرف اور نبی نے
امت کی ہی بخشش کا سزاوار محمدؐ

جو الفتِ شبیر کی کشتی پہ ملیگا
کر دینگے بس اکدم مین اُسے پار محمدؐ

رُویا ہی مین کر دیجیے زیارت سے مشرف
آنکھین ہین ترستی پئے دیدار محمدؐ

مالک انھین دونون کو خدائی کا کیا ہی
حیدر جو ہین نائب تو ہین مختار محمدؐ

کس منھ سے کہی چاہنے والا ہی تجمل
خالق کے ہین معشوقِ طرحدار محمدؐ

ردیف دال ہندی

۹۰ — ۸

دولت حسن پہ کیون کرتے ہو ہربار گھمنڈ
کیا زوال اُسکو نہین کسلیے ہی یار گھمنڈ

ہی ہوس سارے مریضون کو مسیحا تیری
اسلیے کرتا ہی ہردم ترا بیمار گھمنڈ

ای شب ماہ تجلی پہ ہی کیون تجھکو غرور
یار کو دیکھ کے مٹ جائیگا اکبار گھمنڈ

کیون ہوا کبر کی سر مین نہ سمائے اسکے
رخ پہ کرتی ہی تری کاکل خمدار گھمنڈ

سبزہ زارون کے اڑائے صفت برگ خزان
کیون نہ تیرش پہ کرے آپکی تلوار گھمنڈ

توڑ ناوک کا ترے دیکھ کے ای صید فگن
ایسے سہمے کہ گئے بھول کماندار گھمنڈ

جب سے پہونچی ہی تری زلف کی خوشبو وان تک
مشک پر کرتے نہین تبت وتاتار گھمنڈ

تجھسا معشوق تجمل کو ملا ہی ای شوخ
کس لیے اُسکو نہو ای بت عیار گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

آج بازو پہ بندھا ہی ترے کیسا تعویذ
شاید اغیار نے لکھ پڑھ کے ہی بھیجا تعویذ

رازِ سربستہ ضرور اسمین ہی مانو لگا نہین
تجھکو ہی میری قسم مجھکو بھی دکھلا تعویذ

ایسے تعویذ کو باندھے نہ کبھی پاؤن مین وہ
چرخ کے سینے پہ ہی مہر کا جیسا تعویذ

آج کالے نے سرِ شام سے مَن اُگلا ہی
کب تری زلف مین اے یار ہی لٹکا تعویذ

لے کے نامہ کو مرے اُسنے کہا قاصد سے
خط نہین بغض و عداوت کا ہی آیا تعویذ

سنگ موسیٰ کی گلے مین نہین تختی ہی مسیح
تیرے عاشق کا یہ دل بنکے ہی لٹکا تعویذ

سارے ملا ہین نجومی کی طرح سے جھوٹے
دل کو اکدم نہین دیتا ہی دلاسا تعویذ

دیکھنا لطف و تلطف اب اُدھر سے ہوگا
اُسکے بازو سے تجمل نے ہی بدلا تعویذ

ہی ترا شیرین سخن مثلِ شکر کیسا لذیذ
ہی نبات و قند سے بھی بیشتر کیسا لذیذ

نعمتِ دنیا کی پروا کس لیے ہو اے صنم / عشق مین کھانے کو ہی لختِ جگر کیسا لذیذ

دیکھتے ہو لاش کو کھاتی ہی کیسے شوق سے / قبر کو ہی ہر بشر کا جسم و سر کیسا لذیذ

جسکے بوسے مین مزہ ہی نعمتِ فردوس کا / ہی ترا سیبِ ذقن اے سیمبر کیسا لذیذ

ہر گھڑی عشاق کو ہی اُسکے کھانے کی ہوس / پھل تری تلوار کا ہی سیمبر کیسا لذیذ

نعمتین حق نے عطا کین کیسی انسان کے لیے / زندگی مین کھانا کھاتا ہی بشر کیسا لذیذ

حُبِ حیدر سے تجمل کو ملیگا دیکھنا / حور کے ہاتھون سے جنت کا ثمر کیسا لذیذ

۹۲ ردیف راے مہملہ ۱۳
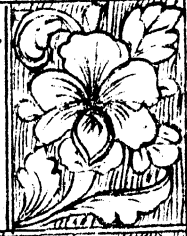
ترے در کا دربان ہی قیصر سے بہتر / گدا تیرے در کا سکندر سے بہتر

خدا کے بھی نزدیک جز ذاتِ احمد / نہین کوئی رتبے مین حیدر سے بہتر

نہ تھا جان نثارانِ آقا مین کوئی / زمانے مین سلمان و بوذر سے بہتر

شرف کیسا نامہ بری سے ملا ہی — نہین کوئی طائر کبوتر سے بہتر

عجب پاک ہی خاک کرب و بلا کی — ہر اک ذرہ ہی سیم اور زر سے بہتر

ہزارون نبی اور مرسل ہین گذرے — نہ تھا کوئی اپنے پیمبر سے بہتر

نہین کان مین میرے آوازِ ناقوس — کبھی شورِ اللہ اکبر سے بہتر

عجب وصف شیرین زبانی مین پائے — مزے مین ہی قندِ مکرر سے بہتر

نبی و علی کے غلامون مین کوئی — نہین تھا بلال اور قنبر سے بہتر

ملاقاتِ معشوق و عاشق کا ہی دل — نہین کوئی دن روزِ محشر سے بہتر

پسینہ جو گرمی سے اُس گل کا ٹپکا — ہر اک قطرہ تھا لعل و گوہر سے بہتر

مُئے ناب ایسی پلا ساقیا اب — مصفّا ہو جو آبِ کوثر سے بہتر

غرور کیون ہے تمھین گلعذار جوبن پر / اکڑتے کیسلیے ہو بار بار جوبن پر

خدا کے واسطے اب کھیل کود کو چھوڑو / شباب آگیا اب ہے اُبھار جوبن پر

یہ کہ کے بلبلین ہین نغمہ سنج گلشن مین / گلون کی خوب ہے اب تو بہار جوبن پر

گیا شباب مٹے سارے ولولے دل کے / چڑھاؤ وہ نہین اب ہے اُتار جوبن پر

مقر تمام حسین اِسکے ہین کہ ہے غالب / ہمارے یار کا جوبن ہزار جوبن پر

بس اب تو ہجر مین جینا مجھے نہین منظور / جو حکم ہو تو کرون سر نثار جوبن پر

گیا چمن مین وہ گلرو تو پھول گلشن کے / نثار ہونے لگے بار بار جوبن پر

شب وصال وہ نازک بگڑ کے کہنے لگا / ہٹاؤ ہاتھون کو پڑتا ہے بار جوبن پر

تمھارے حسن کو جسنے سنا بنا مجنون / ہوے ہزارون غریب الدیار جوبن پر
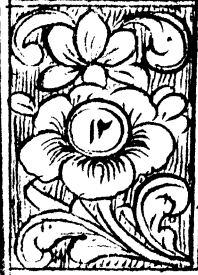
اُسے جو دیکھے تو رضوان بھی باغ جنت سے / نثار کرنے کو لائے انار جوبن پر

دو رنگی چمنِ دہر میکدے مین بھی ہے / کبھی ہے نشہ کبھی ہے خمار جوبن پر
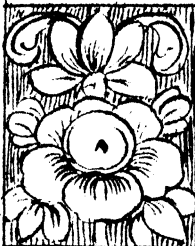
یہی دعا سحر و شام ہر تجمل کی
ہو اُسکے حسن کی ہر دم بہار جوبن پر
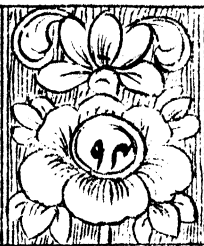
کُھلے جو وہ گیسوے معنبر دماغِ گُل ہو گئے معطر
اُڑی صبا جو شمیم لیکر چمن معطر ہوے سراسر

تمام دن آفتابِ انور تمام شب یہ ہے منور
جہان مین مانندِ چرخ اخضر نثار تجھپر ہین گرد پھر کر

ہین رن مین قاتل کے اور تیور تپان ہر سینہ مین قلب مضطر
مہم ہو کس طرح دیکھیے سر رکا ہر قاتل کھنچا ہر خنجر

نہ کیون ہو ڈیوڑھی پہ اُسکے [illegible]در جو ہر تو دربان علی سے وُہ جھکر
کہے یہ کون اُس سے تیرے در پر کھڑا ہر کوئی بجال مضطر

قضا نے دامن پکڑ کے کھینچا جنازہ تا گور آکے پہونچا

کہے یہ کون اُنسے دیکھو مڑکر یہ خون ناحق ہوا ہی تیہر

تمھین سے ہمنے ہی دل لگایا حسین ایسا نہ کوئی پایا

مفارقت مین تمھارے دلبر اُٹھائے صدمے ہزارون دلبر

جو مارا مرحب کو ایک دم مین غریو تھا لشکرِ ستم مین

کیا جو حیدر نے فتح خیبر ہوا کوئی خوش کوئی مکدر

کھڑا ہی در پر ترے تجمل ہی اُس پہ رحمت مین کیون تامل

جو سائل آئے ہین تیرے در پر گدا سے وہ ہین بنے تو انگر

دردِ دل اپنا بھلا تمسے بتاؤن کیونکر

دیدنی جب وہ نہین تمکو دکھاؤن کیونکر

دلِ مضطر کو پڑی ند رہین لاؤن کیونکر

ساکن ایسے متحرک کو بناؤن کیونکر

کوئی تدبیر تو بتلا مجھے اے دل اسدم

یار روٹھا ہی مین اب اُسکو مناؤن کیونکر

خوف ہی فتنۂ خفتہ نہ کہین جاگ اُٹھے

عطر فتنے کا مین سوتے مین لگاؤن کیونکر

قافلے والون سے لیلی یہ کہا کرتی تھی
اپنے مجنون کو مین ویرانے مین پاؤن کیونکر
خط پہونچتا ہر نہ ہوتی ہر ملاقات کہین
اپنی بیتابی دل اسکو سناؤن کیونکر
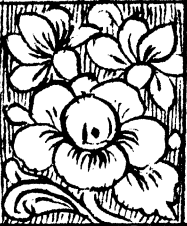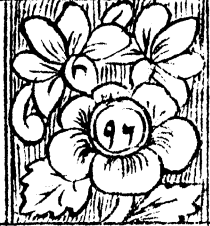
۹۶
یار اک شب یہ تجمل سے لگا کہنے تمہین
دیکھ لے کوئی گلے سے مین لگاؤن کیونکر
۱۰

گذر ہر کس کا الٰہی مزار کے اوپر
کہ انتشار رہی یان انتشار کے اوپر
یقین یہ سب کو ہوا چاند ابر مین آیا
جب آئی زلف سیہ روے یار کے اوپر
ہزارون تیر نگہ سے ترے ہوے ہین فگار
کمر کو جب سے کسا ہر شکار کے اوپر
عبث حضور نے قاصد کو اپنے زحمت دی
خبر کا بھیجنا آسان تھا تار کے اوپر
مکان غیر پہ جانے سے ہوگی بدنامی
جوانی آپ کی ہر اب ابھار کے اوپر
خدا کی یاد تو تسبیح کے شمار پہ ہر
تمھاری یاد ہو کیونکر شمار کے اوپر
تمھارے گھر پہ رقیبون کی دیکھکر آمد
اب انتشار بڑھا انتظار کے اوپر

صبا یہ جا کے مسیحا سے میرے کہدینا | ترا مریض موا کوہسار کے اوپر
تڑپ تڑپ کے ترے ہجر مین جہان سے گیا | لکھا ہی حال یہ لوح مزار کے اوپر
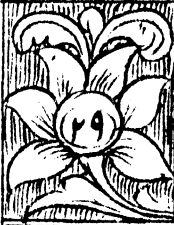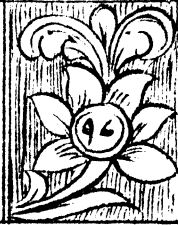
(۹۷) علی مدد کو تجمل کے وان بھی پہونچینگے
غرور کیون ہی لحد کو فشار کے اوپر (۲۹)

لاکھون مرے ہوے ہین مرے خوشخصال کے | صدقے ہین مہر و ماہ بھی اُسکے جمال پر
آسن کو مارے جوگی ہین مرگون کی کھال کے | دھونی رمائے بیٹھے ہین سب ایک حال پر
سب کو یقین ہی ترے چہرے کے خال کے | خونِ سیاہ کا مرے دھبا ہی گال پر
منت کشِ سحاب رہین باغ کے شجر | سایہ رہے خدا کا مرے نونہال پر
رکھتا ہی نقص جو وہ ہی حیوان اصل مین | ہی انحصارِ عزتِ انسان کمال پر
اِک دم بھی شاق ہی قفسِ جسم مین قرار | اب مرغ روح کھولے ہی اُڑنے کو بال پر
روشن زوالِ مہر منور سے یہ ہوا | رہتا نہین ہی کوئی یہان ایک حال پر

بوسہ لبون کا اُسنے دیا جب طلب کیا — سائل سے مُنہ سخی نے نہ موڑا سوال پر

کہتی ہین بلبلین کہ نکلنے کی دی نہ راہ — نازل خدا کا قہر ہو صیاد جال پر

ہوتی نہین ہی مسند زرتار کی ہوس — سو رہتے ہین فقیر تو چیتے کی کھال پر

تو وہ حسین ہی دیکھ لے یوسف جو رخ ترا — قربان تیلیون کو کرے تیرے خال پر

مجھکو جدا کریگا جو صیاد کی چلی — بلبل یہ کہتی پھرتی ہی ہر گل سے ڈال پر

ہر دم یہ کہنا فرض ہی انسان کے واسطے — لعنت ہزار بار ہو شیطان کی آل پر

سمجھے یہ لوگ مہرِ منور شفق مین ہی — سرخی جو آئی غصے مین مہرو کے گال پر

وصلت مین اختصار زمانے کا دیکھیے — دن کا گمان ماہ پہ ہی مہ کا سال پر

سرخ آستین سے ہاتھ جو اسکے ہوئے بلند — سمجھے یہ ہم پری نے نکالے ہین لال پر

نامے کا جلد یار سے لایا جو وہ جواب — یاقوت کے مین دونگا کبوتر کو لال پر

کہتے ہین سب مشاعرے مین مجھکو دیکھکر — ہم ختم شاعری اِسی نازک خیال پر

حصے مین جنکے دی ہی خدانے بہادری
قائم مزاج رہتے ہین جنگ وجدال پر

شاہون کو وہ پسند فقیرون کو یہ پسند
ترجیح کس طرح نہو کمل کو شال پر

کہتا ہی بد رہو کے سر آسمان ہلال
نخوت نہ چاہیے کبھی اپنے کمال پر

اغیار کے دلون مین نہ کس طرح ہو ملال
اتبو تصرف اپنا ہوا اُسکے مال پر

رندون کو مفت ساغر مے جو نہ دی پلا
لعنت خدا ے پاک کی ایسے کلال پر

ای تاجدار سنخ ہو کیون نادری چڑھی
بدلا قماش کیون ہرتے پتی خلال پر

عاشق دوا مرض کی سمجھتے ہین ای مسیح
گرتے ہین مرغ سان ترے منہ کے اُگال پر

اس شان سے رسول خدا عرش پر گئے
حیرت فرشتون کو ہوئی جاہ وجلال پر

گر آپ چاہتے ہین تو آتا ہی مفت ہاتھ
ہم نقد دل کو بیچتے ہین اک وصال پر

چہرہ وہان اُداس ہوا یان جگر جلا
ہمکو بھی رنج ہوتا ہی اُنکے ملال پر

یکسان نہین گذرتی تجمل کسی طرح

۹۸ رہتا نہین زمانہ کبھی ایک حال پر

ہم اپنے دل کو بیچتے ہین اک نگاہ پر
سودا یہ لے کے بیٹھے ہین الفت کی راہ پر

ٹکتا ہی جسکو عشق اُسے چھوڑتا نہین
موقوف ہی گدا پہ نہ کچھ بادشاہ پر

یوسف نہ اسطرح سے جھکاتا کبھی کنوئین
ہوتی نظر جو اُسکو زلیخا کی چاہ پر

جسکو کمال ہی اُسے اکدن زوال ہی
ثابت ہو یہ پڑے جو نظر روے ماہ پر

جھوٹی خوشآمدون سے ہی بگڑا ترا دماغ
ملتا نہین دماغ غلط واہ واہ پر

ذرے کو حکم دے تو بنے دم مین آفتاب
ہو کوہ کا گمان ابھی سب کو کاہ پر

شاہین ہین تری آنکھین مرا مرغ دل شکار
دنبالہ دار سرمہ نہین ہین سیاہ پر
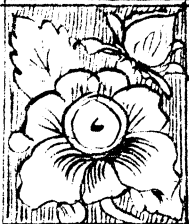
۹۹ جو چیز ہی یہان ہی تجمل اُسے فنا ۷
تکیہ نہ کرنا چاہیے دنیا کی جاہ پر

کہتا ہون تم سے بزم مین مین ہاتھ جوڑ کر
مٹیھو نہ مجھسے بہر خدا منھ کو موڑ کر

جوہر شناس غم ہین جو بازار دہر مین
خواہان وہ آنسوؤن کے ہین گوہر کو چھوڑ کر

مجنون وہ ہین کہ جسم مین اطفال شہر نے
ہر عضو کو جدا کیا پتھر سے توڑ کر

آیا ہی گر نہانے تو حمام کو وہ شوخ
دُرِّ عدن سے پاٹیگا گیسو نچوڑ کر

سرخی حنا کی یہ نہین سرخی ہی خون کی
آئے ہین آپ پنجۂ مرجان مروڑ کر

آلہ مژہ کا مجھکو دکھا کر وہ کہتے ہین
رکھدونگا کشتِ دل کو ترے اِس سے گوڑ کر
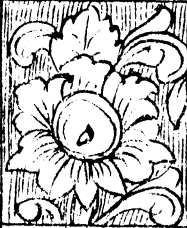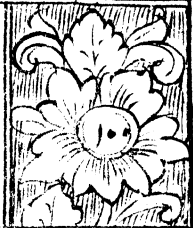
۱۰

زور آوری پہ اپنے **تجمل** ہی اُنکو ناز
پھینکا ہی جب سے رشتۂ اُلفت کو توڑ کر

۵

لاغری سے مری نفرت ہی جو کرتی زنجیر
خود بخود پانوٴن سے ہردم ہی اُترتی زنجیر

ہتکڑی ہاتھ پکڑتی ہی وہ لاغر ہون مین
خستہ حالی پہ مرے نالے ہی کرتی زنجیر

سختیان راہ مین سِندان ہین ایسی جنسے
بے ہمارے قدم آگے نہین دھرتی زنجیر

مردے جاگ اُٹھتے ہین ہر گام پہ سنکر جھنکار
غل مرے پانوٴن مین اسدرجہ ہی کرتی زنجیر

جب سے صحرا سے تجمل کو ہوئی ہی الفت
کیسی آبادی مین جانے سے ہی ڈرتی زنجیر

ردیف رائے ہندی

۱۰۱ ۵

ہوس زلفِ سیاہِ یار کی چھوڑ
بس ای دل رشتۂ الفت کو دے توڑ

دعائے توبہ ای پیرِ مغان پڑھ
صراحی اور پیمانہ کا سر پھوڑ

ضعیفی آئی چل مسجد کی جانب
اب ای پیرِ مغان میخانے کو چھوڑ

مجازی عشق مین کیون مبتلا ہی
سوے عشقِ حقیقی روے دل موڑ

تجمل ہم سے وہ گلرو ہی برہم
خدا سمجھے رقیبون کا چلا جوڑ

ردیف زائے معجمہ

۱۰۲ ۱

کیا خطا ہوگئی کیون کرتے ہو دلدار گریز
طالبِ وصل سے لازم نہین نہار گریز

نہین سوتا ہی تحفظ کے لیے صاحبِ مال
خواب سے کیون نہ کرے چشمِ گہر بار گریز

تو جو سرجائی ہی اُسکا یہ نتیجہ نکلا
اب تو صحبت سے ترے رکھتے ہین اغیار گریز

سامنا خار کا ہی اتنے چُبھے ہین کانٹے
کفِ پا سے مرے کیونکر نہ کرین خار گریز

محتسب کی درِ میخانہ پہ کیا آمد ہی
نشّہ کی طرح سے کیون کرتے ہین میخوار گریز

کیون نہ حیران ہون مین دیکھکے وہ گیسو و رخ
مہر سے بھی نہین کرتی یہ شبِ تار گریز

ناز بیجا نہ کرو آئینہ دیکھو تو ذرا
خط نکلنے سے کیا حسن نے اکبار گریز

سخت جانی سے ہماری ہوے ایسے عاری
ہم سے کرنے لگی اُس ترک کی تلوار گریز

وحشت و جوشِ جنون سے ہی یہ حالت میری
دیکھکر کرتے ہین اب آدمی و کہسار گریز

کیا عجب ہی کہ جہنم مین نہ جانا ہو ترا
تجھسے سب کرتے ہین ای آہ شرر بار گریز

ہون وہ بدبخت جو اُس سمت کو مین جا نکلون
صورتِ سایہ کرے یار کی دیوار گریز

دیر کیون تجھکو مسیحا ہی مسیحائی مین
تیرے بیمار سے اب کرتے ہین بیمار گریز

چھوڑ کر زہد کو ہون بندۂ فرمان اُسکا
مجھسے کرتا ہی عبث وہ بتِ عیار گریز

دیکھ لو سبحہ و زنار مین ہی اک رشتہ
جادۂ کفر سے کیون کرتے ہین دیندار گریز

وقتِ مشکل مین کوئی ساتھ نہین دیتا ہی
ہر گز انبار سے کرتے ہین سبکبار گریز

صاف دل ہو کے پریرو جو تجمل سے ملا
حال یہ دیکھ کے کرنے لگے اغیار گریز

دل سے رکھتا ہی ہر انسان زر و دینار عزیز
اُنسے بڑھکر ہی نہ ہمدم نہ کوئی یار عزیز

قیس و فرہاد کو تھا وادی و کہسار عزیز
خانہ داری مین ہی انسان کو گھربار عزیز

مفلسی اپنے کو بیگانہ بنا دیتی ہی
پوچھتا کون ہی اُنکو جو ہین نادار عزیز

تختہ تابوت کا ہو تختِ سلیمان سے سوا
کاندھا دینے کو چلین آئین اگر چار عزیز

بولی تقدیر زلیخا سے مبارک ہو تجھے
جب ہوا مصر مین یوسف کا خریدار عزیز

کہہ رہی ہی یہی ہر کبک دری کی رفتار
دل سے ہی اُسکو مرے یار کی رفتار عزیز

ہر یہی مونس و غمخوار حسینون مین اپنی
کیون نہو پانون کی زنجیر گرانبار عزیز

گلشنون کے لیے اب فصل بہار آئی ہی
اسیلیے بلبلون کو ہر گل و گلزار عزیز

خلق بندون کو کیا اُسے عبادت کے لیے
پیش معبود نہین عبد گنہگار عزیز

بت پرستی کا یہ تمغا ہر اُسی سے ہی تمیز
اسیلیے رکھتے ہین زنار کو کفار عزیز

۱۰۷

پھینکدو توڑ کے اب پہنو گلے مین تسبیح
اہی تجمل نہ کرو آج سے زنار عزیز

۱۰
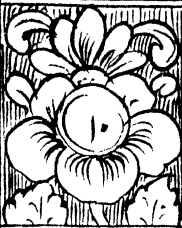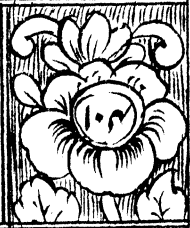
یار کا اپنے ہی ہر رو ز نرالا انداز
ایسا دیکھا نہ سنا ہمنے کسی کا انداز

کیا غضب ہر کہ شباب آتے ہی گل رو نے مرے
غیر سے ملنے کا تازہ ہر نکالا انداز

یہ تو بتلاؤ ہمین گالیان کیون دیتے ہو
اِسطرح کا تو کبھی تھا نہ تمہارا انداز

یہی عشوہ یہی غمزہ ہر یہی ناز و ادا
اہی پری حور نے بھی تیرا اُتارا انداز

سادہ لوحی بھی ہر حیرت بھی ہر ہر چشم بھی ہر
آئنہ سیکھ گیا ہر مرا سارا انداز

بل پہ بل پیچ پہ ہی پیچ ترے کاندھے پر
زلف خمدار مین افعی کا ہی سارا انداز

بانکی چتون ہی تری دلگاوٹ کی نگاہ
قتل کرتا ہی مرے دل کو یہ تیرا انداز

غمزے حوروں کے پسند آئین جنان مین کیونکر
پھر رہا ہی مری آنکھون مین تمھارا انداز

بیکلی دل مین ہی اب بلبلون کے بھی تو کچھ
اپنی پوشش کا وہ تمنے ہی نکالا انداز

عاشق ای جان تجمل ہی تمھارا دل سے
تا دم زیست نہ جائیگا یہ اسکا انداز

ردیف سین مہملہ

ه ۶

اب کوئی باقی نہین ہی مجھکو دنیا کی ہوس
ہی اگر دل مین تو بس دیدار مولا کی ہوس

عشق مین شیرین کے مجنون کیطرح پھرتا ہے
کوہکن کو تھی ہمیشہ کوہ و صحرا کی ہوس

مختصر چشموں سے انکی پیاس بجھ سکتی نہین
عشق کے پیاسون کو کیونکر ہو نہ دریا کی ہوس

ساتھ سب کے مصر کے بازار مین موجود تھی
پھر یوسف کیا جوان تھی ایک بڈھیا کی ہوس

ملک گیری کی ہوس تا زندگی باقی رہی
خاک ہونے سے مٹی جمشید و دارا کی ہوس

۱۰۶ یہ تجمل دل مین اپنے قبر تک لیجائیگا ۸
اُس پری رخسار کے حسن دوبالا کی ہوس

یون مجھے جوش جنون مین ہی بیابانکی ہوس
جسطرح بلبل کو ہو صحن گلستان کی ہوس

جسطرح ہی قامت جانان کی مجھکو آرزو
قمریون کو کب ہی یون سرو خیابان کی ہوس

روز و شب جب تیرے دانتون کا نظارہ ہی نصیب
ابتو ہون مین ناداں کردن گردہ غلطان کی ہوس
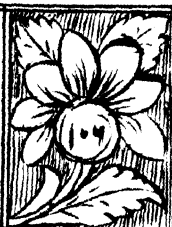
ناخن رنگین تمہارا جسنے دیکھا اک نظر
اُسکے دل سے مٹ گئی لعل بدخشان کی ہوس

گل کو اس رخسار کے نظارہ کی ہی آرزو
دل مین سنبل کے ہی دیدِ زلفِ جانان کی ہوس

رتبۂ حب وطن ہی جاہ و دولت سے سوا
مصر مین رکھتے تھے یوسف سیر کنعان کی ہوس

پنجۂ رنگین نکالیگا نہ پردے سے وہ بت
اب خدا ہی ہی جو نکلے قلب مرجان کی ہوس

اے تجمل دل مرا کیونکر نہ کھائے پیچ و تاب

ایک دم جاتی نہین ہر زلف پیچان کی ہوس

ردیف شین معجمہ

آمد فصلِ بہاری ہر بھرا ہر دل مین جوش
ٹکڑے ٹکڑے ہر گریبان اب نہین باقی ہر ہوش

غافلو ہشیار ہو کر باندھو اب رختِ سفر
قافلے کا کوچ ہر دل ہر جرس کا پر خروش

طمع دنیا سے اگر محمود بت کو توڑتا
بت شکن کی جا پہ وہ مشہور ہوتا بت فروش

دوستیِ حسن سے دن رات انکو کام ہر
دل سے عاشق ہین کسی کے جسقدر ہین خرقہ پوش

مہربان ساقی اگر ہو تو یہ ستون سے کہے
نشہ گر کم ہو گیا ہو جام دو بھر کر لو نوش

کیا شرف بخشا بتون کے توڑنے کے واسطے
زیر پا دستِ خدا کے مصطفٰے نے دیکے دوش
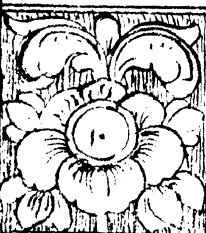
یا علی یا ایلیا بہر مدد اب آئیے
بس تجمل کی زبان پر ہی ہر دم خروش

کرتا ہر دل مرا مژہ یار کی تلاش
وہ آبلہ ہر یہ جسے ہر خار کی تلاش

جو یاے زلفِ یار رہا داغدار دل
طاؤس سے کبھی نہ گئی مار کی تلاش

کافی ہی مجھکو جنبشِ ابروحضور کی
کیون بہرِ قتل اتنی ہی تلوار کی تلاش

منصور کی طرح نہ بچیگی ہماری جان
سولی ہوئی ہی قامتِ دلدار کی تلاش

زلفِ سیاہِ یار مین گم ہوگیا ہی یہ
ظلمات مین ہی خضرِ دلِ زار کی تلاش

خورشیدِ داغ دل کی بڑی تیز دھوپ ہی
مجھکو ہی تیرے سایۂ دیوار کی تلاش

سائے کی طرح ساتھ مرا چھوڑتی نہین
پیچھے پڑی ہی کاکلِ دلدار کی تلاش

گھر بیٹھے مل گیا مجھے وہ اتفاق سے
تھی مدتون سے جس بتِ عیار کی تلاش

دون اک نگہ پہ دل جو کوئی مہربان ملے
اِس جنس کے لیے ہی خریدار کی تلاش
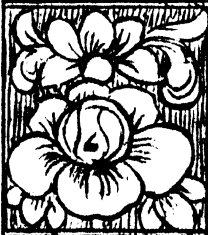
۱۰۹ ۸

اکسیر سے جو یہ ہی **تجمل** کہین سوا
ہر شخص کو ہی خاکِ در یار کی تلاش

جنت مین بھی اک لحظہ نہو یار فراموش
یاد آئین وہ گیسو جو ہون رخسار فراموش

اے قاصدِ ہمراز مسیحا سے یہ کہنا
کیونکر ہوا دل کو ترے بیمار فراموش

خوبی سے بدی بخت کی سو حصہ ہے بڑھکر
اک بار ہون یاد اُسکو تو سو بار فراموش
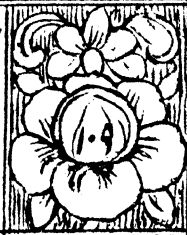
سو داغِ جگر جسکی جدائی مین اُٹھائے
کیونکر ہو مرے دل کو وہ دلدار فراموش

مر جاؤنگا لیکن نہ کسی طرح سے ہونگے
یہ آپ کے خال و خط و رخسار فراموش

اِس عشق کے کوچے سے خدا سب کو بچائے
جو اِسمین پھنسا ہو گیا گھر بار فراموش

کیون سوچ مین رہتے ہو تحمل سحر و شام
معشوق تو سب ہوتے ہین بیمار فراموش

ردیف صاد مہملہ

بس صنم دیکھ لیا ہمنے تمھارا اخلاص
کیا ہوا دل سے تمھارے وہ ہمارا اخلاص
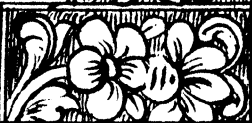
رات دن چین نہین اپنے دلِ مضطر کو
جب سے اِسمین ہے کمین آپ کا پیارا اخلاص

دیکھتا ہون مین ذرا تجھکو محبت نرہی
کر گیا دل سے ترے اپنو کنارا اخلاص

اُس جوان کو مری جانب سے سُنا دیہ کوئی
عین پیری مین ہی جینے کا سہارا اخلاص

اے صنم پیار سے تیرے نہین سیری ہوتی
اپنے عاشق سے تو پھر کرلے دوبارا اخلاص

صاف تبلادو لگاوٹ نہین اچھی ہوتی
ناگوارا ہی کہ ہی تم کو گوارا اخلاص

غم عداوت کا مرے دل سے فراموش ہوا
کرلیا یار نے پھر مجھسے دوبارا اخلاص
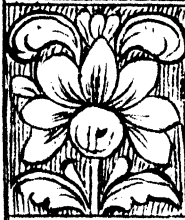
ہجر کے صدمے تجمل نے اُٹھائے ہین بہت
پیارے لگ جاؤ گلے کرلو دوبارا اخلاص
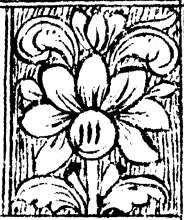
دل وحشی کو تو ہی الفتِ جانان مخصوص
مرے رہنے کو نہ کیونکر ہو بیابان مخصوص

بلبلین نغمہ سرا ہوکے یہ کرتی ہین کلام
ہی گلون کے لیے گلزار و گلستان مخصوص

منتخب گل ہین عنادل کے لیے گلشن مین
قمریون کے لیے ہی سروِ خیابان مخصوص

خاص خورشیدِ جہانتاب ہی حربا کے لیے
کبک کے واسطے ہی بس مہ تابان مخصوص

انس کے قبل ہی قرآن مین جن بھی موجود
کب ہے طاعتِ معبود ہی انسان مخصوص

جامہ ٹکڑے ہی جو تن مین نہین پروا مجھکو
عاشقون کے لیے ہی چاک گریبان مخصوص

دیکھکر پاے حنائی شہ خوبان کا مرے
شرم سے جاتی رہی سرخیِ مرجان مخصوص

اشکِ خونین جو مری آنکھون سے ٹپکے شبِ ہجر
قطرہ ہر ایک بنا لعلِ بدخشان مخصوص

زندہ ہو جاے مسیحا ترا مردہ دم مین
دیکھ لے آکے جو تو گورِ غریبان مخصوص

خاص ہی یون شبِ گیسو کو ترا چاند سا رخ
جیسے دن کے لیے ہی مہرِ درخشان مخصوص

گلشنِ سینہ کا اسلح نگہبان دل ہی
باغِ جنت کے لیے جیسے ہی رضوان مخصوص

اپنے اعمال سے کیون خوف تجمل کو ہو
اسکا حیدر سا ہی محشر مین نگہبان مخصوص

ردیف ضاد معجمہ

عشق کے بیمار کا جاتا نہین ہرگز مرض
ان دواون سے شفا پاتا نہین ہرگز مرض

اے طبیبو دست اندازی تمھاری ہی عبث
عشق کے بیمار کا جاتا نہین ہرگز مرض

میزبان کا خاصہ مہان نے پیدا کیا
آکے میرے جسم مین جاتا نہین ہرگز مرض

عشق کے بیمار کا اگر جگر تک کھا گیا
غلط کہتے ہین کہ کچھ کھاتا نہین ہرگز مرض

لخت دل کھاتا ہی اور پیتا ہی وہ خون جگر
ہی غلط پیتا نہین کھاتا نہین ہرگز مرض

جانتا ہی یہ مٹا سکتی نہین کوئی دوا
اس سے تن مین میرے گھبراتا نہین ہرگز مرض

۱۳

گھر طبیبون کا نہین چھٹتا تجمل آپ سے
اب نہ کہیے گا کہ ڈراتا نہین ہرگز مرض

۹
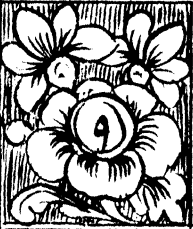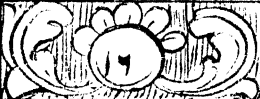
بخت کا دیکھتے ہین گبر و مسلمان عارض
آئنہ سے ہی مصفا ترا جانان عارض

کوچۂ یار کا رہبر تو ہی بن جا ای خضر
راہ ملتی نہین ہین کوہ و بیابان عارض

برہمن کرتے ہین نظارہ اگر گیسو کا
دیکھتے ہین ترا ہر روز مسلمان عارض

کہکشان مانگ تو افشان کیے ہین ذرے انجم
شام ہی زلف تری اور مہ تابان عارض

فکر چلتی نہین کوئی پے دیدار صنم
اس طرح سے ہی نقاب رخ جانان عارض

دیکھکر رخ کو ترے کیون نہ عجب ہوئے کو
خط شب تیرہ ہی اور مہر درخشان عارض

چاک کر پہلے گریبان سے لیے دست جنون
ہر قدم چلنے مین ہو جاتا ہی دامان عارض

تیرے چہرے سے سرک جائے ذرا سی جو نقاب
درد فرقت کے لیے ہوا ہی درمان عارض

ای تجمل غم شبیر جسے ہی اُس کا
حشر کو ہوگا مثال مہ تابان عارض

ردیف طاء مہملہ

١٦ — ١٢٨

دکھا دے مجھے جلد دلدار کا خط
چھپائے ہی کیون نامہ یار کا خط

زہے کاتب صنع باری کہ اُسنے
لکھا خوب ہی تیرے رخسار کا خط

عجب زخم تیغ نگہ کے ہین کاری
ہی کیا سامنے اُنکے تلوار کا خط

غش آیا مسیحا آسے ہر قدم پر
جلالے کے جو تیرے بیمار کا خط

مقدر سے اپنے جو قاصد بھی آیا
نہ نکلا لفافے مین دلدار کا خط

بہت خط مرے نامہ بر لے گئے ہین — نہ لایا کوئی یار عیار کا خط

خبر کوئی لیلی کو یہ جاکے کر دے — کہ آیا ہی مجنون بیمار کا خط

لگایا اُسے اپنی آنکھون سے مین نے — جو پایا کبھی اپنی سرکار کا خط

زبانی بھی کہدینا قاصد تو اتنا — یہ ہی تیرے مشتاقِ دیدار کا خط

خدا کی قسم تجھکو قاصد صنم سے — لکھا لانا آنے کے اقرار کا خط

نہ آنے کا اُنکے یقین ہو گیا ہی — پڑھا جب سے ہی مین نے انکار کا خط

کہون کیا نزاکت کو اُس گلبدن کی — جبین پر ہی موجود دستار کا خط

عجب یار نازک بدن ہی ہمارا — پڑا اُسکی گردن مین زنار کا خط

دمِ غسل جب نورتن اُسنے کھولے — مہِ نو بنا بازوے یار کا خط

نظر آئی جب مانگ زلفِ سیہ مین — مین سمجھا یہی ہی شبِ تار کا خط

تجمل کا سینے مین دل ہی دھڑکتا

لکھا جب سے ہے اُسنے اِنکار کا خط

۱۱۵ — ۹

ہو سکے کس طرح نالے سے ستمگر احتیاط
ضبط کی طاقت نہین باقی ہو کیونکر احتیاط

کیون رقیبون کی طرف تجھکو ہے رغبت اے سقدر
مجھسے تبلا کسلیے ہے ماہ پیکر احتیاط
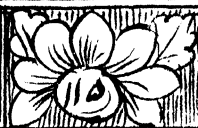
کیا نجاست سے کرین پرہیز سگکش وعظا
کس طرح سے ہوئے گلرنگ پیکر احتیاط

رات دن غیرون کی آمد سے ہے رسوائی تری
چاہیے تجھکو ہمیشہ اپنے گھر پر احتیاط

ہم سے تو تبلاؤ تم محتاط کب سے بنگئے
ہے مے گلفام سے کیون مہر پیکر احتیاط

تیرے افشان کی ترے رخ کی چمک اچھی نہین
کیون نہ دعوی سے کرین ماہ واختر احتیاط

چوٹ کا سنگِ حوادث کے جو تھا معلوم حال
کیسی آئینہ کی رکھتا تھا سکندر احتیاط

رائگان ہو دولتِ عقبی کچھ اسکا غم نہین
دولتِ دنیا کی کرتا ہے تو انگر احتیاط

اے تجمل جائینگے دوزخ مین وہ سب خشک لب
دشمنِ شبیر سے رکھتا ہے کوثر احتیاط

۱۱۶ — ۶

نہین سہل رونے سے یار احتیاط — کہانتک کرون اختیار احتیاط

رقیبون کی آمد یہ اچھی نہین — تجھے چاہیے گلعذار احتیاط

نہ راز محبت کبھی چھپ سکا — چھپانے مین کی بیشمار احتیاط

رقیبون نے چھنوا لیا خط یار — کی قاصد نے میرے ہزار احتیاط

پیام زبانی بھی کہیو مرا — مگر شرط ہی راز دار احتیاط

چھپانے مین اس عشق کے کب تلک — تجمل کرے اختیار احتیاط

۱۱۷ ردیف ظاء معجمہ ۱۰

دل مرا رہ نہ سکا زلف دوتا سے محفوظ — ہر بشر کو رکھے اللہ بلا سے محفوظ

اے مسیحا جو ہین بیمار لب شیرین کے — زندگی بھر ہین وہ تلخی دوا سے محفوظ

یاد اُس عارض روشن کی ہی کافی ہے نور — دل کا آئینہ ہی تجدید جلا سے محفوظ

پڑھ کے لاحول جو شیطان کو بھگائے ہر دم
کیون وہ انسان نہ رہے جرم و خطا سے محفوظ

اشکِ خون سے کفِ پا کو ترے رنگین کر دون
تا رہین پانون ترے بارِ حنا سے محفوظ

بلبلون کی ہے دعا فصل بہاری مین یہی
پھول گلشن مین رہین تند ہوا سے محفوظ

منع کرتا ہے فریبون سے ہمین کیا ناصح
خود ترے پند نہین مکر و ریا سے محفوظ

طالبِ دولت عقبیٰ ہین جو اِس عالم مین
رہتے ہین وہ ہوسِ سیم و طلا سے محفوظ

دیر سے اٹھ کے کبھی جانبِ کعبہ نہ گئے
آجتک تو رہے ہم فضل خدا سے محفوظ

۱۱۸
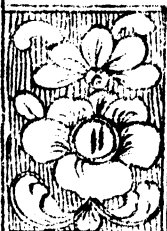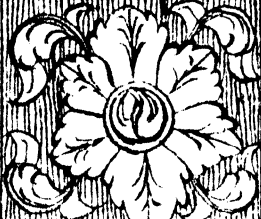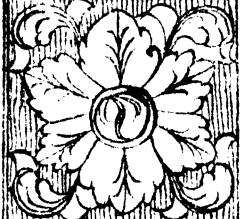
اے تجمل تمہین کب وصلِ صنم ہوگا نصیب
تم تو اک دم نہین فرقت کی بلا سے محفوظ

۱۱

نہین جسکا ہے ناخدا حافظ
اپنے بیڑے کا ہے خدا حافظ

سبزہ رخسار کا نمو پر ہے
حسنِ بت کا ہے اب خدا حافظ

عشق مین تیرے کس طرح سے جنون
کوہ و صحرا ہین تمہارا حافظ

دل کو تحریرِ خطِ رخ ہوئی یاد — یہ بھی قرآن کا ہوا حافظ

قبر مین مومنون کے وقت فشار — ہو گی بس خاکِ کربلا حافظ

دولتِ حسنِ رخ پہ گیسوے یار — ہو گیا بن کے اژدہا حافظ

آمد و شد نفس کی ہی ہر دم — باغِ تن کی ہی یہ ہوا حافظ

جسکو بھولے ہون معنیِ قرآن — فخر کیا گر وہ ہو گیا حافظ

زر بکف باغ مین ہین پھول تمام — اُنکی تو رہیو ای صبا حافظ

بے طرح لے رہے ہین انگڑائی — اُنکی محرم کا ہی خدا حافظ

خوف محشر نہ کچھ تحمل کر
عشق حیدر کا ہی ترا حافظ

ردیف عین مہملہ

۱۹ — ۸

انسان کے دل سے جاتی نہین کوئی دم طمع — رہتی ہی مثلِ خون رگِ دل مین ہم طمع

سب حرف اِسکے نقطے سے خالی دکھائی دین
قرطاس پر کرو جو قلم سے رقم طمع

بدنامیِ طمع سے سکندر نہین بچا
ہمراہ اپنے لے گئے دارا و جم طمع

طماع کو دکھاتی ہی پہلے بہارِ عیش
انجام کو دکھاتی ہی رنج و الم طمع

معشوق باخبر ہین جو وہ جانتے ہین خوب
دیتی ہی عاشقون کو نئے رنج و غم طمع

پھنستے ہین مرغ دام مین دانے کے واسطے
پھندے مین کھینچ لاتی ہی کیا دمبدم طمع

قارون ہی اپنے سر پہ خزانہ لیے ہوے
گو مر گیا مگر نہ گئی ایک دم طمع
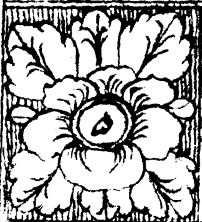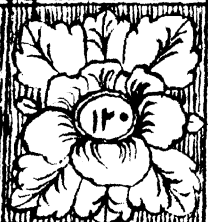
۱۲۰ طماع کیا کسی کو تجمل کسے کہین
رکھتے ہین دل مین یار کے ملنے کی ہم طمع ۵

جلتی تمام رات ہی پروانے پر یہ شمع
روتی ہی پھوٹ پھوٹ کے جل جانے پر یہ شمع

گھلتی ہی غم سے بزم مین پروانے پر یہ شمع
اپنا جگر جلاتی ہی بیگانے پر یہ شمع

پروانون سے کہو کہ نہ بیجا کرین غرور
بے نور مہر کے ہی نکل آنے پر یہ شمع

کیسا فروغِ شمع پہ پروانے کو تھا ناز
بے نور ہو گئی ترے آجانے پر شمع
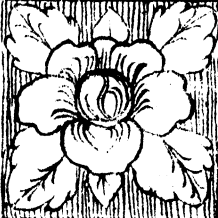
افسوس کا مقام تحمل ہے کسقدر
کٹوا تی سر ہے مہر سے پروانے پر شمع
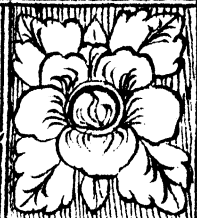
ردیف غین معجمہ

(۱۲۱)

اس طرح سے عیان ہین ہمارے جگر کے داغ
سینے مین جس طرح سے ہین دیکھو قمر کے داغ

تشبیہ دون مین کیا ترے رخسار صاف سے
خورشید زرد رو ہے ہین دل مین قمر کے داغ

اپنی خزان غم ہے انھین اک بہارِ عیش
لالے کے داغ ہین کہ ہمارے جگر کے داغ

دندان کو اور لب کو ترے یار دیکھکر
پڑ پڑ گئے ہین سینے مین لعل و گہر کے داغ

فرقت مین مرگیا ترا عاشق تو دیکھنا
جائینگے حشر تک نہ دلِ نوحہ گر کے داغ

کیا ہمسری کرے رخ رنگین یار سے
طاؤس دیکھتا نہین کیا اپنے پر کے داغ

لیجائیگا جہان سے تحمل بصد خوشی

۱۲۲ مرقد مین اپنے ساتھ علی کے پسر کے داغ ۱۰

دیکھے زمانہ شب کو جو میرے جگر کے داغ
قندیل آسمان نبے اور قمر چراغ

حیرت ہو کیون نہ دیکھ کے وہ رخ قریب زلف
کالے کے سامنے کبھی جلتا نہین چراغ

کہتی تھی کیسی یاس سے لیلی یہ نجد مین
افسوس میرے قیس کا ملتا نہین سراغ

میرے دل حزین کی بھی خاطر ضرور ہی
ساقی تو اپنے ہاتھ سے مے بھر کے دے ایاغ

میرے پری جمال کی رفتار دیکھکر
بھولا یہ چال چلنے لگا کبک مثل زاغ

آیا ہی جب سے وہ گل عارض نظر مجھے
فرط شگفتگی سے مرا دل ہی باغ باغ

ایسا پھنسا ہی دل تری زلفون کے پیچ مین
اب راہ راست کا اُسے ملتا نہین سراغ

ناصح نصیحت اپنی سناتا ہی کس لیے
ہمکو تو اسکے سننے کا ہرگز نہین دماغ

کیا اُسکے آگے اور حسینون کو ہو فروغ
گل پیش آفتاب ستارون کے ہین چراغ

یہ دمبدم ہی دل کی تجمل سے گفتگو

آیا ہی جو جہان مین نہین اُسکو ہی فراغ

ردیف فا

۲۳ ۹

آیا وہ گلعذار جو گلزار کی طرف
پھیرا گلون نے شرم سے مُنہ خار کی طرف

اے نامہ بر مسیح سے میرے یہ پوچھنا
آئیگا یا نہ آئیگا بیمار کی طرف

نافے مین بوے مشک نے مُنہ کو چھپا لیا
اُس زلف کی جو بو گئی تاتار کی طرف

ایمان ہی خوش کہ کفر کو دینگے شکست آپ
لیجاتے ہین وہ ہاتھ جو زنار کی طرف

سوداے عشق مجکو بھی مجنون کی طرح سے
اب لیچلا ہی کھینچ کے کہسار کی طرف

پوچھو نہ چشم و حلقۂ گیسو کا حال کچھ
ہر دم نگاہِ شوق ہی رخسار کی طرف

سر اپنا آپ کاٹ کے قاتل کرونگا نذر
ہر دم نظر ہی کسلیے تلوار کی طرف

گاہک ہزارون آتے ہین لے کے نقدِ دل
یوسف مرا جب آتا ہی بازار کی طرف

خالق سے ہر گھڑی یہ تجمل کی ہی دعا

(۲۴) کراک نگاہِ رحم گنہگار کی طرف (۹)

آکے میخانے مین رندون سے ملا ہی عارف
ہم سے پوچھے جو کوئی آج ہوا ہی عارف

شیخ کچھ راہِ حقیقت سے نہین ہی آگاہ
رکھ کے دستار بڑی سر پہ بنا ہی عارف

چھوڑ دے وعظ و نصیحت کو سن اب رندون کی
میکدے مین ترا آنے سے بھلا ہی عارف

خبرِ آمدِ قاضی کو سنا ہی جب سے
میکدے مین پسِ خم جا کے چھپا ہی عارف

رند و کیون پیرِ مغان چھوڑ کے میخانے کو
بیٹھکر اب درِ کعبہ پہ بنا ہی عارف

راہ ایمان کی بتاتا ہی تبون کو نادان
کھیلتی سر پہ ترے تیری قضا ہی عارف

ذبح کرتا ہی کوئی شیخ کو کیا مثلِ ذبیح
خانۂ کعبہ مین کیون شور مچا ہی عارف

ہاتھ مین سبحہ ہی سر پہ ہی عمامہ بھاری
شیخ زر کے لیے دنیا مین بنا ہی عارف

معرفت کا نہین پیاسا ہی تجمل زنہار
بادۂ حبِ علی اسنے پیا ہی عارف

ردیف قاف

١٢٥ ١٢

خط نکلنے سے ہے حسنِ رخِ جانان کو قلق
آمدِ ابر سے ہے ماہِ درخشان کو قلق

لے کے ہمراہ غمِ ہجر کو یہ آیا ہے
نہین تنہائی کا ہرگز دلِ نالان کو قلق

راحتِ شاہیِ مصر انکو نہ کیون غم ہوتی
ہجرِ یعقوب کا تھا یوسفِ کنعان کو قلق

دل مرا کعبہ بھی تھا اور صنم خانہ بھی
اُسکی بربادی کا ہے گبر و مسلمان کو قلق

غمِ اولاد مین ہر ایک کو یکسان پایا
دلِ انسان کی طرح ہے دلِ حیوان کو قلق

غم مین لیلی کے جو مجنون کا ہوا حال تباہ
غم سے سوکھے یہ ہوا خارِ بیابان کو قلق

حق تو یہ ہے ترے آنیکا سن اے نفسِ خزان
چھوڑ کر سرد کو ہوتا ہے گلستان کو قلق

میرے سمجھانے سے اِس طرح نہو چین بہ جبین
جسطرح ہوتا ہے طفلانِ دبستان کو قلق

ہو کے پیدا وہ تری زلفِ معنبر نہ بنا
خوب قسمت نے دیا سنبلِ پیچان کو قلق

حق نے وہ درگہِ حیدر کو شرف بخشا ہے
رہ گیا جسکی گدائی کا سلیمان کو قلق

جب سے سرخی ترے لب کی نظر آئی ہو اسے
اپنی بدرنگی سے ہو لعل بدخشان کو قلق

کربلا ہند سے ابتک نہ تجمل پہونچا
کیون نہ دن رات ہو اسکے دل حیران کو قلق

پھرتا ہو کو بکو لیے دلدار کا فراق
باعث مرے جنون کا ہوا یار کا فراق

ناوک کا ہجر دل کو مرے ناگوار ہو
گردن کو میری شاق ہو تلوار کا فراق

چھٹنے کا کوے یار کے عاشق سے پوچھیے حال
بلبل کے دل سے پوچھیے گلزار کا فراق

یاد اس مژہ کی دل سے مرے جا سکے کس طرح
مرغوب آبلے کو نہین خار کا فراق

عاشق وہ ہین پہونچ کے جہان مین کھٹکتے ہم
دیتا ہو صدمہ کوچہ دلدار کا فراق

آئینگے تیرے بزم مین ہرگز کبھی نہ ہم
منظور گر تجھے نہین اغیار کا فراق

آنکھون مین کیون نہ تیرہ و تاریک ہو جہان
ہو شاق مجھکو گیسوے دلدار کا فراق

کس طرح سے نہ چشم تجمل ہو اشکبار
دیتا ہو غم عظیم اسے دلدار کا فراق

۲۷ ## ردیف کاف عربی ۱۳

مداح ترے حسن کے ہین جن و بشر تک / کھائے ہوے ہے داغ حسد دل مین قمر تک
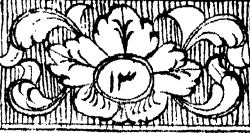
فرقت نے تری شام سے تڑپا جو سحر تک / باقی نہ رہا نقدِ دل و جان و جگر تک

ہم وصل کی شب ایسے ہوے محوِ نظارہ / جھپکی نہ ذرا شام سے آنکھ اپنی سحر تک

لوٹا ہے ہمین گردشِ افلاک نے ایسا / نالے ہین دعا مین نہین باقی ہے اثر تک

گھبرا کے کہا مین نے کہ لو نصف شب آئی / اُس ماہ کے گیسو جو لٹک آئے کمر تک

حاصل نہ کبھی چرخ پہ ہوتا اُسے یہ نور / گر روشنی رخ تری جاتی نہ قمر تک

ابرو سے رہا دور ہی خالِ رخِ جانان / تلوار کا پہونچا نہ کبھی ہاتھ سپر تک

نازل ہوئین اقلیم عدم پر بھی بلائین / لٹکی جو تری زلفِ گرہ گیر کمر تک

ہے فرقتِ دلدار کی شب ایسی ڈرائی / آواز نہین اپنی سناتا ہے گجر تک

تم کون ہو کیون آئے ہو اتنا بھی نہ پوچھا / ہم شام سے بیٹھے جو ترے در پہ سحر تک

دربانون نے جانے نہ دیا یار کے گھر مین
دینے کو بہت ہمنے کہا خلعت و زر تک

اُس بت کا یہی ظلم رہا گر تو یقین ہے
ہم جلد پہونچ جائینگے اللہ کے گھر تک
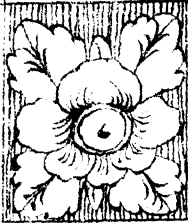
ہر شعر کی الفت مین تجمل کا یہی قول
اس نور نظر پر ہے فدا نور نظر تک

۱۲۸ ۔ ک

کرشمے دکھاتا ہے کیا کیا فلک
نیا گل کھلاتا ہے کیسا فلک

ملا کیا ہے یا رب کہ ہے یہ خوشی
نہین پیرہن مین سماتا فلک

ہمیشہ اسی غم مین روتا رہا
کسی دن مجھے بھی ہنساتا فلک

بتاتا مین اس پیر فرتوت کو
کسی دن اگر ہاتھ آتا فلک

وہی ظلم ہے اور وہی جور ہے
نہین باز عادت سے آتا فلک

سمجھ مین کسی کے یہ آتا نہین
ادھر سے ادھر کیون ہے جاتا فلک

تجمل رہی عمر بھر آرزو

۱۲۹ کبھی تو رولا کر ہنساتا فلک

نشان پاے محمد ہی بوسہ گاہِ ملک
قدم قدم پہ گڑی رہتی ہی نگاہ ملک
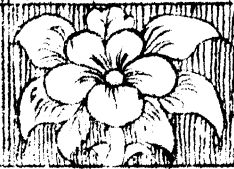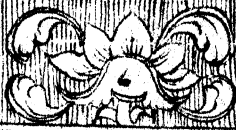
گئے تھے احمد مختار جب شب معراج
بچھی تھی زیر قدم عرش پر نگاہِ ملک

یہ عمل تھا قدسیون مین پیشوا کی آمد ہی
کھڑے ہوے تھے جا بجا صفین سپاہِ ملک

کہین جو راہ مین ہوتا نشان پاے براق
فلک پہ جا کے وہ بنتا ابھی کلاہِ ملک

خدا کے حکم سے ہین ختم مرسلین احمد
گواہ مہرِ نبوت کی ہی سپاہِ ملک

بری خطا سے کرے فیض آپ کا جو اسے
گناہگار پہ سب کو ہو اشتباہِ ملک

۱۳۰ تجمل امتِ ناجی مصطفےٰ سے ہی
زیادہ اس سے نہین ہی وقار وجاہِ ملک ۱۱

رہیگی باغ جہان مین تباخزان کب تک
الم اٹھائیگی بلبل یہ باغبان کب تک

نہین ہی کوئی بھی فریاد رس زمانے مین
کریگا اے دلِ رنجور تو فغان کب تک
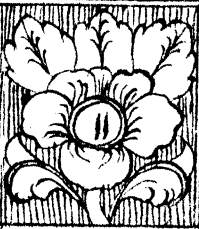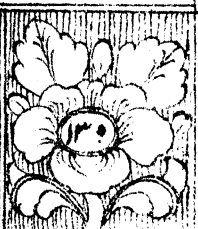
الٰہی جان مری تن مین کب تک آئیگی
مرینگے یار کے در کے یہ پاسبان کب تک

شبِ وصال وہ جھنجھلا کے مجھسے کہتے ہین
بیان کریگا جدائی کی داستان کب تک

تڑپ تڑپ کے رہیگا تری جدائی مین
مسیح تیرا یہ بیمارِ نیمجان کب تک

ملا نہ دانا پھرے لاکھ آسیا کی طرح
دکھائیگا ہمین گردش یہ آسمان کب تک

یہ میرے مجھ سینہ سے اب نکلتا ہی
رکھون مین دردِ جگر کو بھلا نہان کب تک

تلاش مین تری ناقوس دیر مین پھونکا
بتا تو خانۂ کعبہ مین دون اذان کب تک

یہ دشتِ نجد مین مجنون سے کہتی ہی لیلی
ملیگا قبر کا تیرے مجھے نشان کب تک

دکھے نہ ہاتھ ترا کام جلد کر قاتل
کھینچی رکھیگا تو شمشیرِ خونچکان کب تک

ئے رسول تجمل کو اپنے روضے پر
طلب کروگے شہنشاہِ انس وجان کب تک

ردیف کاف فارسی

(۱۳۱) (۱۰)
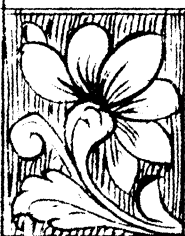
تجھے سب سے بہتر جو پاتے ہین لوگ
فدا ہونے کو تجھپہ آتے ہین لوگ

مجھے جب سے اُس بت کا سودا ہوا
خدا جانے کیا کیا سناتے ہین لوگ

یہ کثرت تماشائیون کی ہی اب
نہین تیرے گھر مین سماتے ہین لوگ

عدم کے سفر کا بہانہ ہی سب
ترے گھر کی جانب یہ جاتے ہین لوگ

نہین رعب سے عرض مطلب کی تاب
اشارون سے اُسکو بلاتے ہین لوگ

اُلجھتا ہی ہر بات پر مجھسے یار
خدا جانے کیا کیا لگاتے ہین لوگ

یہ دنیا یقیناً ہی مہمان سرا
کہ شام آتے ہین صبح جاتے ہین لوگ

بدی میری کرتے ہین اُس شوخ سے
خدا جانے کیا اِسمین پاتے ہین لوگ

وہ جب بیٹھتے ہین مجھے لکھنے خط
عداوت کی باتین لکھاتے ہین لوگ

نہ جانا اُدھر یار غصّے مین ہی

(۱۳۲) تجمل یہ کھکڑ ڈراتے ہین لوگ (۱۴)
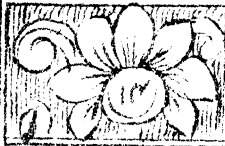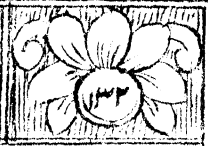
ملا جو چہرے پہ اُس مہ نے زعفران کا رنگ
شفق سے پھولے ہوا اور آسمان کا رنگ

بغور ابلق لیل و نہار کو دیکھو
بدلتا رہتا ہی ہر روز اس جہان کا رنگ

ہمارے رشک مسیحا نے جب مکان کو سجا
زمین کے سامنے بگڑا سب آسمان کا رنگ

شب فراق صنم کی جو تیرگی پھیلے
ابھی ہو تیرہ و تاریک اس جہان کا رنگ

ہزارون قتل ہوے بیخطا جو ناوک سے
ہوا الم سے سیہ ابرو کمان کا رنگ

جو ساقیا مے گلرنگ تو پلا دے مجھے
ابھی مین پیری مین کھلاؤن نوجوان کا رنگ

الٰہی باد موافق سے اب تو بدلا ہی
ہماری کشتی ہجران کے بادبان کا رنگ

دعائین بلبلین کرتی ہین موسم گل مین
الٰہی ہمکو دکھانا نہ تو خزان کا رنگ

ہزارون دیکھ کے اُسکو لوٹتے جاتے ہین
عجب طرح کا خدا نے دیا ہی بانکا رنگ

رقیب یار کی صحبت مین آتے جاتے ہین
بُرا ہمین نظر آتا ہی اب وہان کا رنگ

ذرا سی بات مین سر اک کو گالی دیتے ہین
اُکھڑتا جاتا ہی اب یار کے بیان کا رنگ

غریب خانے مین گلگون قبا کے آنے سے
تمام لال ہوا ہی مرے مکان کا رنگ

کبھی زمانہ نہین ایک حال پر رہتا
بدلتا رہتا ہی دن رات اس جہان کا رنگ

صبا پیامِ تجمل یہ اُس سے کہہ دینا
تو جا کے دیکھ لے بیمار نیم جان کا رنگ

ردیف لام

۳۳ ۶

جان میری تری فرقت مین اگر جانے نکل
ہون وہ بیمار مین سمجھو کہ گیا آج سنبھل

نام حیدر کا زبان پر ہوا جس دم جاری
مشکل آسان ہوئی اور بلائین گئین ٹل

حشر کے روز کا ڈھرکا تو قیامت کا ہی
سرخرو ہونگے وہی جنکا ہی یہان نیک عمل

آتے دیکھا مجھے کوچے مین تو بولا ظالم
کسلیے آتا ہی یہان کیون تری آئی ہی اجل

سرخیِ دستِ صنم دیکھی تو حیران ہوکر
گل نے منھدی سے کہا دست تاسف کو مل
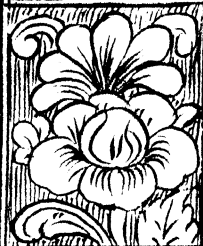
اگر تم بسمل دل مضطر کو سنبھالو اپنے
کس لیے اتنا پریشان ہی کہو جائے سنبھل
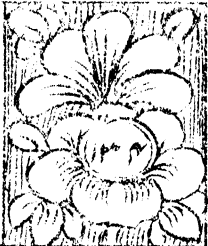
یہ مانا کہ اب تو اُچھلتا نہین دل
سنبھالے سے لیکن سنبھلتا نہین دل

ترے کوچۂ زلف مین ایسی پڑی رہ
پھنسا بے طرح ہی نکلتا نہین دل

ہی اُس بت کا کوچہ رقیبون سے خالی
اُدھر کس لیے اب تو چلتا نہین دل

چمن مین یہی بلبلون کی صدا ہی
خزان آگئی ہی بہلتا نہین دل

ہدف ہو گیا تیر مژگان کا شاید
جو پہلو مین اپنے اُچھلتا نہین دل

سمائی ہی کیا بات دل مین تمھارے
کہ صحبت سے میرے بہلتا نہین دل

ارے سنگدل یہ تو سب جانتے ہین
کہ سنگین دلون کا پگھلتا نہین دل

ارے نامہ بر خط جانان تو دکھلا
زبانی سخن سے بہلتا نہین دل

جلے آتشِ رنج مین لاکھ کوئی
تبون کا کسی طرح جلتا نہین دل

ہٹاوے وہ محبت اِسکو ممکن نہین ہی — کہ رستم سکے ٹالے بھی ٹلتا نہین دل

(۱۳۵) جدائی کے صدمے اُٹھائے ہین ایسے
تجمل کا اک دم بہلتا نہین دل (۱۳)
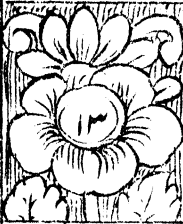
نہین زخم سینہ دکھانے کے قابل — رہا اب نہ مرہم لگانے کے قابل

سبکدوش کر کاٹ کے سر کو قاتل — نہین دوش یہ بوجھ اُٹھانے کے قابل

طلب کرکے بوسہ ہوئی یہ ندامت — نہین مین رہا سر اُٹھانے کے قابل

ہوا گل کے مٹی یہ مردہ تمھارا — مسیحا نہین اب جلانے کے قابل

ترے در سے اب مرکے جاتا ہی عاشق — رہا حشر مین منھ دکھانے کے قابل

دوپٹے سے ڈھانپو خدا کے لیے تم — یہ سینہ ہوا ہی چھپانے کے قابل

جو ہو تمکو اب شوق صیدِ افگنی کا — مرا مرغ دل ہی نشانے کے قابل

لیا رخ کا بوسہ تو وہ جاگ اُٹھے — رہا اب نہ مین منھ دکھانے کے قابل

مزے لوٹین اغیار سیب ذقن کے
یہ پھل تو نہین ہی لٹانے کے قابل

یہ مجھپر ہین شیخ و برہمن کے شورے
کرین دفن یا ہی جلانے کے قابل

تصدق سر غم پہ اشکون کو کرتا
یہ گوہر جو ہوتے لٹانے کے قابل

نکیرین پوچھو نہ قصہ ہمارا
یہ پیش خدا ہی سنانے کے قابل

تجمل گناہون سے نادم ہی اپنے
خدایا نہین منھ دکھانے کے قابل

ردیف میم

۹ ۱۴۶
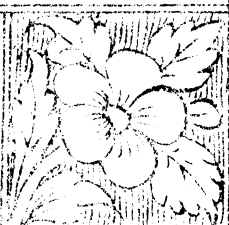
سزاوار رحمت ہون کردے کرم
خدایا نکل جائین سب دل سے غم

کہانامہ بر نے رہیگا نہ یاد
پیام زبانی بھی کردو رقم

خبر لی نہ میری کبھی یار نے
کہون کیا ہوے جو ستم پر ستم

نہ پایا کبھی یار کا کچھ پتا
نہ دیر اسکا گھر ہی نہ بیت حرم

سنا نام جھوٹون جو صیاد کا — اڑین بلبلین باغ سے یک قلم

ہوا ہر گلستان مین جلوہ نما — مرے یار کا دیکھو جاہ و حشم

ترے در پہ حاضر ہے بندہ ترا — دکھا دے ذرا منہ خدارا صنم

رخ و زلف جانان ہین یون متصل — شب و روز ہون جس طرح سے بہم

تجمل سے وہ مہ جو ہے ہم بغل

خوشی رات دن ہے نہین کوئی غم

تمہارے عشق مین دیکھو ہوئے مین کیسے رسوا ہم — اگر یہ جانتے پہلے کبھی ہوتے نہ شیدا ہم

تمہارے ہجر مین سب رات دن کلفت مین کٹتی ہے — اسی خاطر ہوئے تھے کیا جہان مین یار پیدا ہم

بہائے بوسۂ گیسو کہانتک ٹھہرائینگے — گرہ مین نقد دل گر ہے تو لے لینگے یہ سودا ہم

برہنہ جسطرح آئے اسی صورت چلے عریان — اگر ہے بے کفن لاشہ نہین رکھتے ہین پروا ہم

ہماری گردش تقدیر کا گردون بھی قائل ہے — مثال مہر و مہ ہم پھر نہین رہتے ہین یکجا ہم
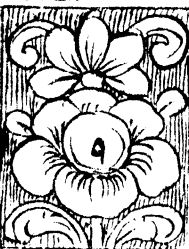
تجمل نحن اقرب سے خدا کا یہ اشارہ ہے
کہ جو جو یا ہمارا ہے ملینگے اُسکو ہر جا ہم
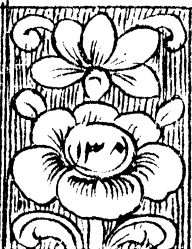
صنم وہ دن خدا لائے کہ تمکو خوب دیکھین ہم
ہر اک عضو بدن جو دل کو ہے مرغوب دیکھین ہم

فلک اُن رات مجھکو دیکھکر گردش مین کہتا ہے
نہین منظور اکبجا طالب و مطلوب دیکھین ہم

نظر اک بت کے رخ پر کرکے کیا کیا سختیان جھیلین
الٰہی اب کوئی اور خوش اسلوب دیکھین ہم

نکلتا ہے وہ بحر حسن وقت شام کوٹھے پر
ارے خورشید چرخ افروز جلد ہی ڈوب دیکھین ہم

مقابل اپنے صابر آج تک ہمنے نہین پایا
تمہارے صبر بھی اے حضرت ایوب دیکھین ہم

خوشی سے میکدے مین شادیانے خوب بجوائین
جو زاہد دختر رز سے تجھے منسوب دیکھین ہم

نتیجہ اس لڑائی کا جو یون نکلے تو خوش ہم ہون
تمہارا حسن اپنے عشق سے مغلوب دیکھین ہم

ابھی دست سبو پر دل سے بیعت ساقیا کرلین
جو اپنے دل کے دختِ رز کو کچھ مرغوب دیکھین ہم

تجمل خوابگاہ ناز مین اُنکے اگر پہونچین

بچشم غور بھر سارا سراپا خوب دیکھین ہم

ردیف نون

خدا کا لطف ہی جن پر محمد ہین محمد ہین
حبیب حضرت داور محمد ہین محمد ہین

برادر جنکے ہین حیدر لقب ہی ساقی کوثر
وہ چرخ دین کے نیک اختر محمد ہین محمد ہین

ہوا سائل جو اُس در پر گیا وہ لیکے سیم و زر
سخی کونین سے بڑھکر محمد ہین محمد ہین

بتون سے پاک کعبہ کو کیا ہی کس طرح دیکھو
جو دین حق کے ہین یاور محمد ہین محمد ہین

براق آسمان آیا شرف معراج کا پایا
شفیع عرصۂ محشر محمد ہین محمد ہین

اذان مین نام ہی انکا دیا ہی حق نے کیا رتبا
جو ہین عالم کے پیغمبر محمد ہین محمد ہین

ملی کس شان و شوکت کی سند مہر نبوت کی
ازل سے دین کے افسر محمد ہین محمد ہین

ملائک در کے تھے دربان ہمیشہ تابع فرمان
فدا جبریل ہین جنپر محمد ہین محمد ہین

وہی ہین خاصۂ داور وہی ہین شافع محشر
حسین یوسف سے بھی بڑھکر محمد ہین محمد ہین

تجمل کیون ہراسان ہو وہی بخشائینگے تمکو
ازل سے شافع محشر محمدؐ ہین محمدؐ ہین

دام گیسو سے تو اب دل کا نکلنا نہین ممکن
تھا یہ تقدیر مین قسمت کا بدلنا نہین ممکن

ای مسیحا تجھے کیا میری عیادت مین جو ہی
اک قدم بھی ترے بیمار کو چلنا نہین ممکن

اسمین بگڑے کہ بنے وہ صفت نقش کف پا
کوچۂ یار سے عاشق کا تو ٹلنا نہین ممکن

سر کو گر کاٹ لے قاتل تو بڑا مجھپہ ہو احسان
اسکا اب گردن عاشق سے سنبھلنا نہین ممکن

مجکو ڈر ہی مرا معشوق نہ ہٹ پر کہین آئے
طفل مکتب کی طرح پھر تو بہلنا نہین ممکن

یار چوگان سے کلائی نہ لچک جائے یہ ڈر ہی
دست نازک سے ترے گیند اچھلنا نہین ممکن

ای تجمل تمھین کیا فکر ہی کیون رہتے ہو پر غم
بے طلب روضۂ شبیر پہ چلنا نہین ممکن

بلبلین زمزمہ پیرا ہوئین گلزارون مین
مثل گل دامن گلچین جو پھنسا خارون مین

ایک سے گردنِ عاشق نہ کٹی او ظالم
سخت جانی سے رہی بارہ تہ تلوارون مین

کی خطا تیر نے اُسکے کوئی دیکھے تو ستم
لکھ لیا نام مرا اُسنے خطاوارون مین

شکل آئینہ مرے خون کی قسمت چمکی
ہو کے جوہر جو رہا یار کی تلوارون مین

مین نے بوسہ جو لیا اُسنے کہا او ظالم
پڑ گیا نیل مرے پھول سے رخسارون مین

لوگ کہتے ہین کہ مجنون کی طرح سے فرہاد
فکرِ شیرین مین پھرا کرتا تھا کہسارون مین

اِنکا پرتو بھی نہ حورانِ جنان مین ہوگا
واہ کیا خوب چمک ہی ترے رخسارون مین

ہاے یوسف نہ زلیخا نہ خریدار ہین آہ
اُوس بالکل ہی پڑی مصر کے بازارون مین

بیدِ مجنون ہی نہ ہی نجد کا وادی نہ غزال
کوئی باقی نہین مجنون کے عزادارون مین

ای صبا تیری رسائی ہو اگر اُس گل تک
کہیو عاشق ہی گھرا سیکڑون آزارون مین

سینک لیتے کبھی ترکیب سے آنکھین ہم بھی
روزن ای یار جو ہوتے تری دیوارون مین

منھ سے کیون بوے کباب آئے نہ ہر دم میرے
دل بھُنے آتشِ ہجران کے جب انگارون مین

۱۴۲ ۱۲

اے تجمل ترے اُس غیرتِ گلشن کے لیے
بلبلین پھول لیے آتی ہین منقارون مین

جو خونِ چشم سے رکھتا ہون داغدار کفن
دکھا رہا ہی عجب لالہ کی بہار کفن

پنھائے ہاتھ سے جسدم وہ گلعذار کفن
چُبھے رقیب کے کیونکر نہ مثلِ خار کفن

مجھے سمجھ کے کسی جامہ زیب کا عریان
کفن کھسوٹ نے چاہا کہ لون اُتار کفن

یہ کس کی زلفِ دلآویز سے ہوا ہی مس
مثالِ مشک مہکتا ہی بار بار کفن

اشارہ دستِ جنون کا پس فنا ہی یہی
رہے نہ قبر کے پردے مین برقرار کفن

یہ کسکے زلف کا کشتہ ہی اسقدر لاغر
کہ ایک تار ہوا بہرِ جسم زار کفن

برہنہ لاش کو ظالم نے جب کیا مدفون
لپٹ کے سایہ ہوا بہرِ جسمِ زار کفن

تمھارے ہجر سے بعدِ فنا یہ حالت تھی
تپان جو لاش تھی ہلتا تھا بار بار کفن

کنارِ قبر مین یکسان ہین بادشاہ و گدا
کہ زیرِ خاک ہین دونون کے بیوقار کفن

تہا کو مردۂ عاشق سے کیا عداوت تھی
دیا جو غیر نے وہ بھی لیا آتار کفن

برہنہ نکلیگا اک روز یہ تنِ خاکی
اگر ہون قاقم و سنجاب کے ہزار کفن

۱۴۳ — ۱۰
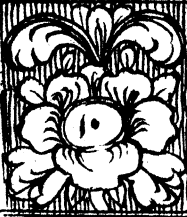
جو پاس مردہ کے خاکِ شفا تجمل ہو
تو تابہ حشر نہ میلا ہو زینہار کفن
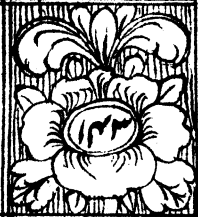
کب تلک قائم رہینگی ای ستمگر ہڈیان
خاک مین ملجائینگی اک روز یکسر ہڈیان

مجھکو خو دلتی نہین دکھون مین کیونکر ہڈیان
ہو گئی ہین جسم کی اسد رجہ لاغر ہڈیان

کلکِ دل جسدم ہوا عازم کہ لکھے خطِ شوق
بنگیا قرطاس سینہ خطِ مسطر ہڈیان

مفت دیتا ہون کیا دے تو بنا کر بیچ لے
از برای بازی طفلان کنا نگر ہڈیان

آتشِ ہجران سے میرے جسم لاغر کی بھلا
خاک کرتا ہی جلا کر کیون ستمگر ہڈیان

ای ہما شکلِ سگِ کوئے صنم تو کس لیے
عاشقون کی شوق سے کھاتا ہی خیکر ہڈیان

ای مسیحا گور پر آیا ہی تو کس واسطے
یان تو پیوند زمین ہین خاک ہو کر ہڈیان

دیکھکر مجنون کو یون آپس مین کہتے تھے غزال
رہ گئی ہین لاغری سے بید ہوکر ہڈیان

اے مسیحا مرے مردے کی خبر لے آکے جلد
پوست برگِ خشک ہین ہیزم سے بڑھکر ہڈیان
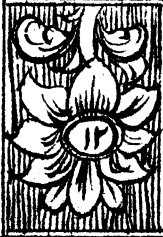
اے تجمل شمع فانوسی کی صورت رات دن
سوزِ فرقت سے جلا کرتی ہین اکثر ہڈیان

ہے ترے گیسوے شبرنگ کا سودا دل مین
سانپ کی طرح شب و روز ہے پھرتا دل مین
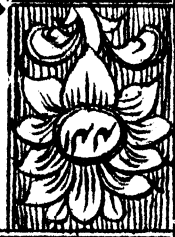
دل کسی کا جو کسی ماہ لقا سے لگ جاے
دین و دنیا کی نہ ہرگز رہے پروا دل مین

حسن اے رشکِ قمر جسنے ترا دیکھ لیا
ہو گیا عشق اُسی وقت سے پیدا دل مین

ایک کیا وعدے ہوے آپکے جھوٹے لاکھون
کیا کرین آپ کی باتون کا بھروسا دل مین

کسی صورت ترا بیمار جو اچھا نہ ہوا
ہو گئے کیسے پشیمان مسیحا دل مین

یار کے گیسوؤن سے رکھے خدا ہی محفوظ
مین نے کیون سانپ کے جوڑے کو ہے پالا دل مین

آتشِ ہجر مین دن رات جلا کرتا ہون
نہین معلوم تصور ہے یہ کسکا دل مین

مجھسے کس واسطے رہتا ہی پری رو برہم | رنج کس نے مری جانب سے ہی ڈالا دل مین
نہ کبوتر کی نہ قاصد کی رسائی ممکن | وصل کا اُسکے کرین خاک بھروسا دل مین
میری جانب سے تجھے ہی جو خیالِ فاسد | مجھکو تبلادے یہ کیونکر ہوا پیدا دل مین
جان نثاری کا تو کیا خوب عوض ہمکو ملا | ہمسے نفرت ہوئی غیر دنی سے مدارا دل مین

ای تجمل ہوسِ دولتِ دنیا چھوڑو
حسرتِ تاجِ شہی لے گیا دارا دل مین

ملا ہی خون عاشق کا جو اپنے دستِ رنگین مین | ذرا کیجے قصاص اسکا نہین کیا آپ کے دین مین
مرا سینہ بنا داغون سے مثلِ تختۂ گلشن | خیال آیا جب اُس گل پیرہن کا طبع رنگین مین
نہ کچھ تسبیح سے مطلب نہ کچھ زنار کی پروا | ہو جب سجدہ اُس بت پر ہمارے دین و آئین مین
زمانہ تیرہ و تاریک آنکھون مین ہوا اپنی | پھنسا ہی جب سے دل مضطر تمہاری زلفِ مشکین مین

بدن ہو جائیگا مٹی تجمل بعد مرنے کے

۱۴۶ بسر کرتے ہین ناحق نازنین سب عمر تزئین مین ۱۲

ماہرو بھولا ہی اپنا ابھی ہشیار نہین
نیک و بد سے وہ زمانے کے خبردار نہین

خوبروی کے سوا شوخ بھی بیباک بھی ہو
دلربائی نہین جسمین ہو وہ دلدار نہین

عشق کرنے سے شرافت تو نہین جاتی ہی
گالیان دیتے ہو ہم اسکے سزاوار نہین

غمِ ہجران کی شکایت پہ وہ ہنسکر بولے
کون عاشق ہی جہان مین جو دل افگار نہین

واعظا آتشِ دوزخ سے نہ دھمکا مجھکو
کوئی میخانے مین جانے سے خطاوار نہین

کسطرح گیسوے دلدار کو موذی مین کہون
وصف کالے کے ہین سب اُسمین مگر مار نہین

جان سے مال سے ہر طرح سے حاضر ہون مین
ایسا دنیا مین ترا کوئی خریدار نہین

تیغِ ابرو سے ابھی سر یہ قلم ہوتا ہی
آزما لیجیے ہمکو کوئی انکار نہین

کھل گیا حال ترا مجھکو امید ہی کیا
ایک بوسے کا بھی مُنھ میرا سزاوار نہین

خوابِ غفلت نہین ہرگز اسے حصے مین ملا
تم کبھی سمجھو نہ فتنہ کو کہ بیدار نہین

ہر بشر کے لیے یہ فکر ہی مخلوق ہوئی | کون دنیا مین ہی جو اسکا گرفتار نہین

۱۴۷

کیون تجھے فکر ہی دن رات تجمل درپیش
ہند سے دور در حیدر گزار نہین

۹

پلا کلال مئی خوشگوار ہولی مین | ہین طفل و پیر و جوان پُر خمار ہولی مین
بنا ہی صحن مکان لالہ زار ہولی مین | عجیب رنگ سے آئی بہار ہولی مین
تمام پیر و جوان بنگئے ہین دیوانے | اُڑاتے پھرتے ہین گرد و غبار ہولی مین
ہو اپنے کام سے پیر مغان ذرا ہشیار | رُکے نہ دور مئی خوشگوار ہولی مین
خلاف گوئی کو مستون کی تم معاف رکھو | سُنو جو کہتے ہین اے گلعذار ہولی مین
حسین اپنے مکان سے تمھارے ملنے کو | برابر آتے ہین باندھے قطار ہولی مین
سُبو پہ خم پہ صراحی پہ ساقیا تجھپر | ہر ایک مست کا ہی سر نثار ہولی مین
ہر ایک کوچے مین کب رنگ سرخ اچھلتا ہی | برس رہا ہی یہ ابر بہار ہولی مین
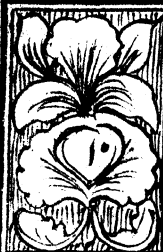
تلاش دختر رز مین کہان کہان نہ پھرے
تجمل آج ہوے ہمکنار ہولی مین

راز دل اپنا سناتے کیون نہین
کیون چھپاتے ہو بتاتے کیون نہین

ای مسیحا پاس آتے کیون نہین
اپنے مردے کو جلاتے کیون نہین

مضمحل بیٹھے ہین کیون ہر شاخ پر
گل عنادل کو بلاتے کیون نہین

مفت خورون نے ڈہی دی کسلیے
آج میخانے سے جاتے کیون نہین

پھینکتے ہین تیر کو وہ سامنے
حضرت دل لینے آتے کیون نہین

چھیڑ کر انکو خفا کیون کر دیا
حضرت دل اب مناتے کیون نہین

قتل کرنے مین تھی عجلت اسقدر
لاش عاشق کی اٹھاتے کیون نہین

پاس رکھتے ہین عنادل تیر آہ
زد پہ اب صیاد آتے کیون نہین

پردہ کیون محمل کا چھوڑا آپ نے
چہرہ عاشق کو دکھاتے کیون نہین

۱۴۹

ای تجمل آج کیون ہو باغ باغ
جامۂ تن مین سماتے کیون نہین

تلاش بلبلون کو اب چمن کی کچھ بھی نہین
خزان کے آتے ہی الفت وطن کی کچھ بھی نہین

ہوا جو مشک مقابل تمھارے گیسو سے
خطا ختن کی ہے اِسمین ہرن کی کچھ بھی نہین

نہ ایک بات بھی کی ہمسے گذری وصل کی رات
تری زبان کی خطا ہے دہن کی کچھ بھی نہین

گرا نہ تیغِ نگہ سے تو میرے سر کو قلم
گلوے سخت کو پھانسی رسن کی کچھ بھی نہین

غبارِ دشتِ بلا ہوگا پردہ پوش ضرور
برہنہ کو ترے حاجت کفن کی کچھ بھی نہین

شبِ وصال مین کیا تذکرہ ہے دوری کا
گلے کی بات حکایت محن کی کچھ بھی نہین

یہ مہر و ماہ تو گردش مین ہین بحکمِ خدا
خطائین اِسمین تو چرخ کہن کی کچھ بھی نہین

یہ برگ دستِ تاسف کو مل کے کہتے ہین
خزان کے آنے سے رونق چمن کی کچھ بھی نہین

تجمل اپنی ہی تقدیر کا یہ سب ہے بگاڑ

۱۵۰ خطا بس اِسمین مرے گلبدن کی کچھ بھی نہین ۱۲

عاشق کا خون ملا ہی جو ای یار پانون مین
گرمی سے چھالے ہون نمودار پانون مین

بگڑے حواس برہمن اُس بت کے عشق سے
گردن کے بدلے پہنے ہی زنار پانون مین

لیتا ہمارے غیرت شمشاد کے قدم
رکھتا جو سروِ طاقتِ رفتار پانون مین

دشتِ جنون مین پانون کو رکھ پھونک پھونک کے
کانٹا نہ چبھنے پائے خبردار پانون مین

لعلِ سرشک قدمون پہ تیرے کرون نثار
ملنے دے مجھکو دیدۂ خونبار پانون مین

روتی ہی دیکھ کے خارون کی لاغری
ہر آبلے کی چشم گہربار پانون مین

عشق مژہ مین سختی رہ کو جو طی کرد
ہو جائین صورتِ رگِ گل خار پانون مین

اک تو مرے جنون مین تھی بس مونس انیس
زنجیر کیون الجھتی ہی ہر بار پانون مین

چلنا تو اک قدم مجھے دشوار ہی جنون
ہین بیڑیان یہ کیسی گرانبار پانون مین

جوشِ جنون سے گرم ہی زنجیر اسقدر
گویا کہ ہر کڑی ہی شرربار پانون مین

مرحب یہ بیجوا اس تھا خیبر کی جنگ مین | نیزہ بندھا تھا پشت پہ تلوار پائون مین
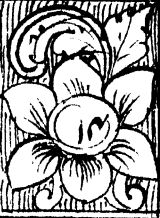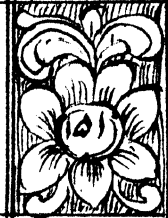
۱۵۱ بولیگی قبہ تجھپہ تجمل ہو کیون فشار ۱۴
ہر دشت کربلا کا ترے خار پائون مین

بھری جو پیر مغان نے شراب شیشے مین | کسی کا خون ہے یا ہے شہاب شیشے مین

پلاؤ بادہ کشو شیخ کو بھی دھوکے سے | کہو شراب کو ہے یہ گلاب شیشے مین

جو ساقیا ہو ترا حکم جام مین اترے | شراب سرخ ہے یا در رکاب شیشے مین

ہوا جو مصحف رخ کے مقابل آئینہ | خدا کے حکم سے اتری کتاب شیشے مین

جہان مین دختر رز ہے غضب کی آوارہ | چھپی ہے کسلیے خانہ خراب شیشے مین

نہین ہے قدر اگر شیشہ مے سے خالی ہو | یہ دخت رز کی ہے سب آب و تاب شیشے مین

بھرا ہے مستون سے میخانہ دخت رز ابھی | چھپی ہے کسلیے او بے حجاب شیشے مین

یہ جھوم جھوم کے کہتا ہے مستون سے ساقی | ہے آج دختر رز لاجواب شیشے مین

ان ابرو و مژہ مین ہے سر قتل کرنے کو — کیا ہے تمنے کسے انتخاب شیشے مین

غرور تھا جو تمھین دیکھتے نہ آئینہ — مقابلے سے ملا کیا جواب شیشے مین

لگی یہ مستون کے منھ ہی ہٹادے ای ساقی — یہ دخت رز نہ کہین ہو خراب شیشے مین

کہو یہ شیخ سے پی لے کہ جسمین بخشش ہو — نہین شراب ہے کوثر کا آب شیشے مین

ہے رہنمائی سے تو تیر مرغ بیجان کی — ملا ہے قبلہ نما کا خطاب شیشے مین
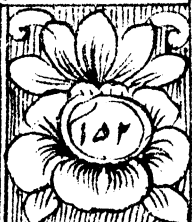
قاصد خفا وہ کیون ہوے تقصیر کچھ نہین — باتین زبانی کہتا ہے تحریر کچھ نہین

قاصد تجھے قسم ہے اُسے جا کے پھیر دے — وہ خود اگر نہین ہے تو تصویر کچھ نہین

اُس مہ لقا کا وصل ہو کس طرح سے نصیب — تدبیر کچھ نہین مری تقدیر کچھ نہین

بوسے کے وعدے کا مین اُسے کیا ثبوت دون — اقرار تھا زبانی ہے تحریر کچھ نہین

ہو گا نہین سوال یہ عاشق کے کتنے بار
بس اب زبان کو روکیے تقریر کچھ نہین

مانو نہ میری بات سنو یا نہ کچھ سنو
عاشق تمھارا دل سے ہون تزویر کچھ نہین

بیقدر سب کے آگے ہین ٹکڑے ہین ابر کے
گر ماہ وآفتاب مین تنویر کچھ نہین

کیا مرتبہ غبار رہ کربلا کا ہی
رتبے مین اُسکے سامنے اکسیر کچھ نہین

۱۵۳

اب تک مرادِ دل نہ تجمل تجھے ملی
کیا ہو گیا دعاؤن مین تاثیر کچھ نہین

۱۲
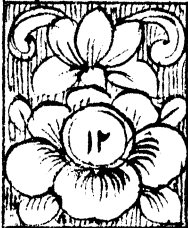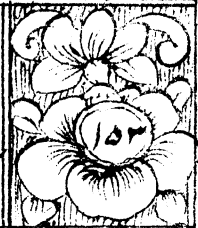
دد اس تجھکو اے رشکِ قمر ہم دیکھ لیتے ہین
ٹھہر جاتا ہے دل جب اک نظر ہم دیکھ لیتے ہین

قیامت کا تڑپتا ہے دلِ بیتاب سینے مین
ترے پہلو مین غیرون کو اگر ہم دیکھ لیتے ہین

ہوا کی طرح کس جا پر نہین ہوتا گذر اپنا
تلاش یار مین ہر رہ گذر ہم دیکھ لیتے ہین

اشارہ جھک کے غمزے سے جو تم کرتے ہو غیرو کو
تمھاری صاف بل کھائی کمر ہم دیکھ لیتے ہین

تجسس تجھ پہ جس ہے پتا تیرا نہین ملتا
درِ دیر و حرم شام و سحر ہم دیکھ لیتے ہین

ارے بادِ صبا تو گلبدن سے میرے کہدینا ترے عاشق کو پھرتے دربدر ہم دیکھ لیتے ہین

ہے حالِ صفحۂ دنیا سے دون پیشِ نظر اپنے ہو اگر تا ہے جو زیر و زبر ہم دیکھ لیتے ہین

تجسس مین ترے سیبِ ذقن کے اے گلِ خوبی درختون مین گلستان کے ثمر ہم دیکھ لیتے ہین

نہین گھونگھٹ کا چشمِ شوق سے کچھ زور چلتا ہے ترے چہرے کو حسن ادب بے خبر ہم دیکھ لیتے ہین

کہینگے منہ پہ رضوان کے بفضلِ حیدرِ صفدر ابھی جنت کو بے خوف و خطر ہم دیکھ لیتے ہین

یہ ارشادِ خدا ہے نامۂ اعمال معمولاً محبانِ علی کے اک نظر ہم دیکھ لیتے ہین
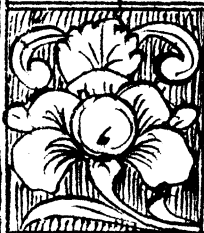
١٥٤ تجمل جب پھرا قاصد جوابِ نامہ یہ لایا
تمھارے خط کبھی با چشمِ تر ہم دیکھ لیتے ہین ٧
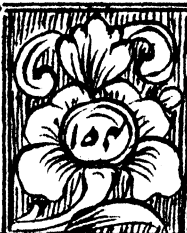
نہ ہو کس طرح سے بنت العنب رنجور شیشے مین لگاتا منہ نہین اپنا وہ رشکِ حور شیشے مین

ترشروئی نے مجھ میکش کی یہ تاثیر دکھلائی ہوئی سرکہ شرابِ ناب بے دستور شیشے مین

نہین دیکھا ہے جن لوگون نے وہ سنکر ہین دیوانے خدا جانے پری ہے یا ہے کوئی حور شیشے مین

وہ میرے دل مین رہتے ہین مگر کوئی نہین واقف
اُترا ہی پری کا کسقدر مشہور شیشے مین

مرقع مین حسینانِ جہان جتنے ہین ای گلرو
تری تصویر سے کرتے ہین دل مسرور شیشے مین

سنو اے زاہدو آوازِ قلقل میرے مینا کی
یہ کرتی ہی خدا کے نام کا مذکور شیشے مین

۱۵۵ تجمل سے تری تصویر بھی ای بت کشیدہ ہی
ہی رعنائی پہ اپنے کسقدر مغرور شیشے مین

لپٹی نہین ہی زلف گرہ گیر کمر مین
باندھی مہ انور نے ہی زنجیر کمر مین

کیون دیکھ کے جھک جاتا ہی تو مجھکو لب بام
آئے نہ لچک او بت بے پیر کمر مین

دیوانہ وہ تھا کھینچ چکا جب مری تصویر
مانی نے معاً ڈال دی زنجیر کمر مین

لے ہاتھ مین ای ترک پئے قتل زمانہ
تلوار کی ہوتی نہین توقیر کمر مین

پہونچا دے خدا جلد اسے میرے صنم تک
قاصد جو لیے جاتا ہی تحریر کمر مین

اب گردن و سر کی ہی کوئی دم مین جدائی
باندھی ہی ستم پیشہ نے شمشیر کمر مین

کھلتا نہین کچھ آج چڑھائی ہی یہ کس پر
باندھی ہی ستمگر نے جو شمشیر کمر مین

کیون قصد زیارت کا تحمل نہین کرتا
اُٹھ بخشینگے طاقت تجھے شپیر کمر مین
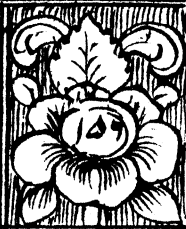
جرّاح زخم سینہ دکھاؤن کہان کہان
ناسور پڑ گئے ہین بتاؤن کہان کہان

رستے مین گھر مین بزم مین خلوت مین یار کو
یہ داستان ہجر سناؤن کہان کہان

صحرا مین تو نکل کے مین بستی سے آ رہا
اب ای جنون بتا مجھے جاؤن کہان کہان

دست دراز کا دم وحشت یہ قول ہی
ٹکڑے مین پیرہن کے اڑاؤن کہان کہان

پوچھون صلاح شیخ و برہمن سے دل مین ہی
ہرجائی ہی وہ ڈھونڈھنے جاؤن کہان کہان

کہتا ہی وہ مسیح ہی عالم مرا ہوا
مین ایک جا کے مردے جلاؤن کہان کہان

ڈر ہی کہ سیل اشک سے طوفان آ نہ جاے
ای چشم زار تجھکو رولاؤن کہان کہان

دیر و حرم مین ڈھونڈھ چکا تو نہین ملا
اب جستجو مین تیری مین جاؤن کہان کہان

عنقا ہی رزق بیٹھوں تجمل جو تم کہو
پہر تلاش ٹھوکرین کھاؤن کہان کہان

مصاریع بر مصرع مشہورہ

۱۵۶ — ۱۹

غیر محرم سے ہمین منظور رسوائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھچوائی نہین

کاغذی تصویر مین ہرگز وہ رعنائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھچوائی نہین

ہو جدا عکس اتنی بھی ہمکو شکیبائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھچوائی نہین

حسن کی غیرون نے ابتک تو خبر پائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھچوائی نہین

لوح قدرت ہاتھ اپنے آجتک آئی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھچوائی نہین

جب مرقع مین مسیحا کے مسیحائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھچوائی نہین

عیب بین منھ پر یہ کہدیتے کہ گویائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھچوائی نہین

تابع فرمان ہین ہم ہین عیب خود رائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھچوائی نہین

اُسنے تو صحنِ مکان تک کی ہوا کھائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

جیتے جی مردہ بنائین ایسے سودائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

قدرت اپنے ہاتھ مین بہزاد نے پائی نہین
اِسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

صورتِ بیجان مین جب کچھ کارفرمائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

از پے دیدار آنکھون مین سراپا ہی کھنچا
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

دیکھکر اپنا مقابل ہو نہ جائے بدمزاج
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

دیکھنے سے حسنِ نادیدہ کی شہرت ہی سوا
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

حسنِ یوسف کو زلیخا بھول جاتی دیکھکر
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

سیکڑون دیندار اُسکو پوجتے ہوتا گناہ
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

مصحفِ رخسار کو اے شیخ چھوتے برہمن
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

سیکڑون کی جان جاتی اے تجمل دیکھکر

۱۵۸ اسلیے تصویر جانان ہمنے کھچوائی نہین ۲

بوقتِ قتل کھُلا وہ مرا عدو تو نہین کہ پوچھتا ہی بتا کوئی آرزو تو نہین

فغان سے عرشِ معلا ہلا دیا کسنے یہ نعرہ کسکا ہی اے دل بتا دے تو تو نہین

چمن مین کرتے ہو سنبل کی کس لیے تعریف تمھارے گیسوے مشکین کی اِسمین بو تو نہین

وہ مل کے خون کسی بیگنہ کا کہتا ہی حنا کا رنگ ہی ہاتھون مین یہ لہو تو نہین
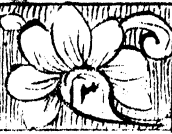
کرون مین کھینچنے کا اے ترک کسلیے افسوس نیام تیغ کا میرے رگِ گلو تو نہین

قدم مین دیر مین رکھتا ہون چھوڑکر اسلام بتا دے مجھکو صنم حاجتِ وضو تو نہین

وہ میرے دل مین ہین گو ظاہری نہین ہی وصال ہزار شکر کہ اب فکرِ جستجو تو نہین

دوئی سے ہی یہ تنفر نقاب اُلٹتے وقت وہ مجھسے کہتے ہین آئینہ روبرو تو نہین

گلے پہ تیغ کو تو رکھ کے دیکھتا کیا ہی بتا دے صاف رگِ جان کی جستجو تو نہین

ہزار شکر کہ داد سننے آتے ہین ہم ایسے نالہ وشیون مین خوش گلو تو نہین

(نہین)

عبث ہی آپ کو انکار بوسہ دینے مین
دہن مین میرے دلِ سوختہ کی بو تو نہین
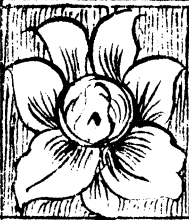
عبث ہی سنبل پیچان کو ہمسری کا خیال
صنم کے گیسوے مشکین کی اِس مین بو تو نہین

۱۵۹

شراب پینے کی تہمت لگا نہ اے واعظ
تو آکے سونگھ تجمل کے منہ مین بو تو نہین

۸

پڑا ہوا دلِ مضطر ہی بیقراری مین
گذر رہے ہین شب و روز آہ و زاری مین

ملا کے آنکھ یہ کہتے ہین مہر سے ذرّے
مزہ ہی کوچۂ جانان کی خاکساری مین
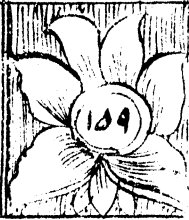
بتائیے دلِ مضطر کو چین کیونکر ہو
نہین ہی کوئی بھی مصروف غمگساری مین

اُٹھی ہوئی ہی زمانے سے آبرو ایسی
ذرا سی بوند بھی باقی نہین کٹاری مین

گلون نے رنگ اُڑایا ہی اُسکے چہرے کا
نہین ہی فرق ذرا اِسکی ہوشیاری مین

جو خشک داغِ جگر تھے ہوے تر و تازہ
جنون کا زور ہی اب موسمِ بہاری مین

گلے کے ساتھ ہوا قطع دستِ عزرائیل
غضب کی باڑھ ہی جلاد کی کٹاری مین

۱۶۰ — ۹

الٰہی کردے تجمل پہ اِک نگاہِ کرم
کٹی ہے عمر سب اُسکی گناہگاری مین

دکھائے جلوہ اگر آفتاب پردے مین
چھپا کے شیخ بھی پی لین شراب پردے مین

تمھارے آتش ہجران سے یہ دلِ رنجور
بھنا ہوا ہے مثالِ کباب پردے مین

چھپی تھی پردۂ محمل مین قیس سے لیلی
چھپا ہے مجھسے بھی وہ بیحجاب پردے مین

تمھارے تیرِ نگہ سے یہ مرغ دل میرا
شکار بن گیا خانہ خراب پردے مین

جو چاہو چھپ کے یہان کرلو میری بدگوئی
بروزِ حشر نہ ہوگا حساب پردے مین

صدائے نالہ و شیون ہمارے دل کی طرح
چھپائے رکھتے ہین چنگ و رباب پردے مین

جھلک دکھاتی ہے شیشے مین کیا مے گلرنگ
پری چھپی ہے کہ ہے آفتاب پردے مین

اب آپ چہرے سے الٹین نقاب پھیلے نور
ہے وقتِ شام گیا آفتاب پردے مین

بس اب تو یار نہین صبر ہے تجمل کو

گلے لگا اسے اے بے نقاب پردے مین

٦ — ١٢

شمیم گیسوے مشکین جو آئی مقتل مین
صبا ہر کوچہ دلبر سے لائی مقتل مین

کمان جو ہاتھ مین تو نے اٹھائی مقتل مین
قضا نے آتے ہی گردن جھکائی مقتل مین

جو تیغ ہاتھ سے تو نے لگائی مقتل مین
عجیب روح نے لذت اٹھائی مقتل مین

گلے پہ تیغ جو اُسنے پھرائی مقتل مین
تو ہو گئی تن و جان سے جدائی مقتل مین

جب اُسنے پانون سے ٹھوکر لگائی مقتل مین
مرادِ عاشقِ کشتہ بر آئی مقتل مین

ہزار شکر کہ گلشن کے عندلیبون نے
لحد پہ چادر گل ہے چڑھائی مقتل مین

کیا ہے ظلم نے قاتل کے اِسقدر اندھیر
کسی کو کچھ نہین دیتا دکھائی مقتل مین

چمک کے کان کی بجلی نے دیکھ او قاتل
ہے آگ کیسی غضب کی لگائی مقتل مین

یہ شوقِ قتل تھا جب آئے تیغ کھینچ کے وہ
تو جمع ہو گئی ساری خدائی مقتل مین

خبر ہے تجھکو یہ ہے خونِ عاشقان کا مقام
نسیمِ صبح تو رکھنا صفائی مقتل مین

ہمارے نالۂ دل نے بپا کیا محشر ۔ تمہاری یاد جو مرنے پہ آئی مقتل مین

وہی حسین تجمل مدد کو پہونچینگے
کہ جنکی لاش تھی خون سے نہائی مقتل مین

(۱۶۲) (۱۲)

حیران ہین سب کہ بول رہا ہی بدن مین کون ۔ کھلتا نہین کسی پہ کہ اس پیرہن مین کون

بیدار مغز جانتے ہین رتبۂ علی ۔ سویا تھا چھپکے چادر شاہ زمن مین کون

مجنون کا شہرہ عشق سے لیلی کے ہو گیا ۔ واقف تھا ورنہ شہر مین کون اور بن مین کون

سلائے تلک کا دشت جنون مین نہین پتا ۔ دیتا ہی ساتھ سختی رنج و محن مین کون

طفل و جوان و پیر ہین سب ایک حال مین ۔ غمگین نہین زمانۂ چرخ کہن مین کون

محشر مین چھانٹے جائینگے اسطرح مومنین ۔ لپٹا ہی کربلا کے بتاؤ کفن مین کون

عیسی بھی اپنے مردے پہ ہین اور یار بھی ۔ دیکھین کہ جان ڈالتا ہی اب بدن مین کون

غنچون کا گل کا پتون کا کچھ رنگ ہی اور ہی ۔ حیرت مین عندلیب ہی آیا چمن مین کون

ارشاد کیجیے دلِ عاشق کی طرح سے
ڈوبا ہوا ہی آپ کے چاہِ ذقن مین کون

افشان ہین کسکے عارضِ پرنور کی یہ نجم
رونق فزا ہی پردۂ چرخِ کہن مین کون

تم باغ مین جو جاتے تو ہم گل سے پوچھتے
پھولا نہین سماتا ہی اب پیرہن مین کون

غربت سے خاک جائین تجمل ہی یہ خیال
پرسان ہمارے حال کا ہوگا وطن مین کون
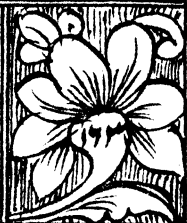
ہم اپنے نقدِ جان و دل کو دیکر مول لیتے ہین
خوشی سے عشق گیسوے معنبر مول لیتے ہین

نہ سمجھے کوئی ہمکو بوریے پر بیٹھنے والا
گدا ہین ہم مگر تختِ سکندر مول لیتے ہین

ترے افشان کے ذرون کو فرشتے روزِ ازل سے
بنانے کے لیے گردون پہ اختر مول لیتے ہین

ذرا او نونہالِ حسن حسن بوسہ ترے رخ کا
جو تو راضی ہو نقدِ دل کو دیکر مول لیتے ہین

ارے ساقی ہمین قسم ہی مے گلرنگ کی خواہش
نہ خواہان ہین صراحی کے نہ ساغر مول لیتے ہین

ہمارے قتل کو کافی ہی جنبش تیغِ ابرو کی
بھلا کس واسطے یہ آپ خنجر مول لیتے ہین

یہی ہے رنگ تو دو دن مین جائیگا ہرجائی
اُتری تصویر اب تو لوگ گھر گھر مول لیتے ہین

گرفتاروں کے ساماں سے ہے آزادوں کو کیا پروا
بھلا کب طوقِ قمری کو صنوبر مول لیتے ہین

زیادہ مرتبے مین جانکر اکسیر سے اُسکو
غبارِ کوے جاناں کیمیاگر مول لیتے ہین
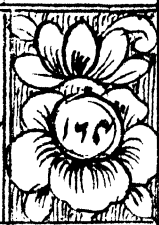
۱۶۴ — ۱۰

خدا بولیگا محشر مین ہوا آزاد یہ بندہ
تجمل کو غلامی مین جو حیدر مول لیتے ہین

خضر ہے جو اثر آبِ بقا مین
وہی تاثیر ہے خاکِ شفا مین

جواب اپنا نہ اُنکا ہے کہین مثل
وفا مین ہم ہین یکتا وہ جفا مین

کیا تقدیر نے بابِ اثر بند
اُٹھائے ہاتھ جب ہمنے دعا مین

کھلی ہے چشمِ نرگس مثلِ یعقوب
ہے کسکے پیرہن کی بو ہوا مین

ہم آہِ دل کو یا دردِ جگر لو
بتاؤ خود تمھین کس کس کو تھا مین

مریگا آپ کا عاشق تو لاشہ
لپٹوا دیجیے گا اک ردا مین

جو اصلی رنگ ہی ہاتھون کا اُسکے
نہین وہ رنگ پاتا مین حنا مین

چھپی آوازِ صورِ روزِ محشر
ہمارے نالہ دل کی صدا مین

میانِ زلف وہ چہرہ جو چمکا
نظر آیا قمر کالی گھٹا مین
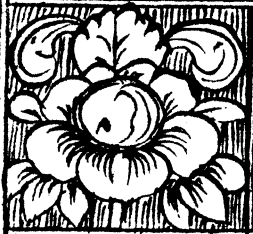
تجمل زائرِ شاہِ نجف ہو
یہی ہی عرض درگاہِ خدا مین

۱۶۵

سوے قلب درد جگر ڈھونڈھتے ہین
کدھر ہی وہ اور ہم کدھر ڈھونڈھتے ہین
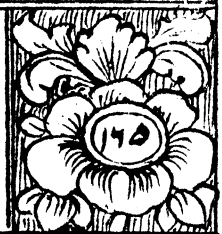
چھپے ہین جو شرما کے مہر وسے میرے
فلک اپنے شمس و قمر ڈھونڈھتے ہین

بنائینگے موباف اُس زلف کا ہم
تجھے اِس سے تارِ نظر ڈھونڈھتے ہین

جدا ائی ہین تیرے رخ و زلف کو ہم
پئے دید شام و سحر ڈھونڈھتے ہین

مرے لختِ دل لیجیے اور آنسو
عبث آپ لعل و گہر ڈھونڈھتے ہین

ہوے شوقِ غربت مین بیخود ہم ایسے
کہ بیٹھے ہوے گھر مین گھر ڈھونڈھتے ہین

یہ ہی عرصۂ حشر یان بھی چھپا ہی
تجھے کب سے ای فتنہ گر ڈھونڈھتے ہین

تجمل سے محشر مین رضوان کہیگا
تجھے توشہ ہر بحر و بر ڈھونڈھتے ہین

یہ کیون آپ تیغ و سپر باندھتے ہین
یہ کس بیگنہ پر کمر باندھتے ہین

یہ ہی ناتوانی کہ بندھتی نہین ہی
نمازون کی نیت اگر باندھتے ہین

کہون یار کے قد کو مین سرو کیونکر
بُرا عیب ہی جو شجر باندھتے ہین

بچائے خدا آپ کو چشم بد سے
ہم اس سے عدو کی نظر باندھتے ہین

رخ و زلف کی ہین ہزارون مثالین
مگر ہمتو شام و سحر باندھتے ہین

صفت کیا کرین اُنکے دندان و لب کی
فقط ہمتو لعل و گہر باندھتے ہین

چمن مین کوئی جاکے غنچون سے پوچھے
گرہ مین وہ کیون کسکے زر باندھتے ہین

عجب کیا جو بلبل کو کہتے ہین نالان
کہ عاشق کو سب نوحہ گر باندھتے ہین

چلا ہون فقط واسطے امتحان کے
سنا ہو کہ وہ درد سر باندھتے ہین

کوئی مشتری کوئی کہتا ہو زہرہ
ہم اُس ماہرو کو قمر باندھتے ہین

۱۶۷

ہو بد نظر کربلا کی زیارت
تجمل تو رخت سفر باندھتے ہین
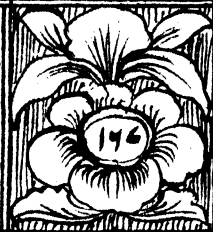
۸

باغ مین ہو شور یہ کس سرو قد کی یاد مین
گفتگو کچھ بڑھ گئی ہو قمری و شمشاد مین

کیا تعجب بارگردن سے سبکدوشی ملے
تیغ بُران دیکھتا ہون قبضۂ جلاد مین

سو طرح کی اے فلک ماتھے گئی آفت مگر
ویسی ہی شیرین کی الفت ہو دل فرہاد مین

مانی و بہزاد نے تصویر کھینچی یار کی
فرق باقی رہ گیا شاگرد و اُستاد مین

خود خدا فرما چکا ہو اے رسول دوسرا
دخل ہو تمکو بلا شک خلق کی ایجاد مین

آمد صیاد کی ہو کیا گلستان مین خبر
بلبلین مصروف جو ہین نالہ و فریاد مین

ہین جو دیوانے وہ پابند سلاسل ہوگئے
بیڑیان جو بن رہی ہین خانۂ حداد مین

١٦٨

فکرین لاکھون پیش رہتی ہین تجمل کو مدام
چین مل سکتا نہین ہر اس خراب آباد مین
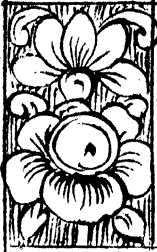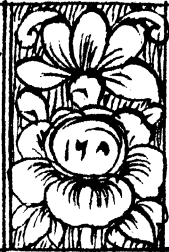
جو بہرِ سیر مین آیا چمن مین
گلِ مقصود کو پایا چمن مین

صبا کو کیون نہ مین غمّاز سمجھون
گل و بلبل کو لڑوایا چمن مین

نگہ اُسکی عجب جادو اثر ہی
گلِ نرگس بھی شرمایا چمن مین

بتا اے باغبان گلشن کا احوال
خزان آئی تو کیا پایا چمن مین

ہزارون گل ہوے صدقے صنم پر
درختِ گل جو بلوایا چمن مین

رقیبون کی جو آمد پاسبان ہی
بتا دے کسنے بلوایا چمن مین

نہ مانی بات کوئی بیوفا نے
بڑی منت سے سمجھایا چمن مین

١٦٩

تجمل کا دلِ وحشی نہ بہلا
اُسے ہر چند بہلایا چمن مین

مین ہون مبتلا سخت درد کمر مین
غضب کی صعوبت اُٹھائی سفر مین

ترے رخ پہ دیکھے جو ابرو تو سمجھا
کہ لپٹے ہین دو عقرب آکر قمر مین

خدا نے تجھے حُسن جیسا دیا ہی
وہ جلوہ کہان روے شمس وقمر مین

اُبھارا پنے سینے کا دکھلاؤ ہمکو
کہ دو پھل نظر آئین قد کے شجر مین

برہمن نے بھی دیر مین سنکھ پھونکا
اذان دی جو زاہد نے کعبے کے گھر مین

بہت ٹوٹکے اور جادو کیے ہین
کسی کو بھی کامل نہ پایا اثر مین

عجب عشق نے کی ہی دُہری عنایت
جگر مین ہی داغ اور سودا ہی سر مین

کبھی اُسکے رخ سے نہین زلف ہٹتی
جدائی نہین ہوتی شام وسحر مین

خزان نے یہ تازہ ستم آکے ڈھایا
کہ اک برگ باقی نہ رکھا شجر مین
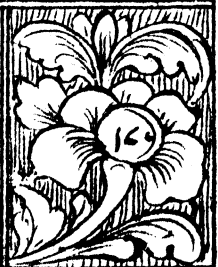
تجمل کو کیا ڈر ہی روزِ جزا کا
وہ ہوگا پناہِ شہِ بحر و بر مین

۱۷۶ ۱۱

ادھر ہمتو دل دے کے بیدل ہوئے ہین
اُدھر دلبری مین وہ کامل ہوئے ہین

نہین چین اک دم تڑپتے ہین جب سے
تری تیغ ابرو کے بسمل ہوئے ہین

جو تھی الفتِ بو ترابی ازل سے
اِسی وجہ سے قیدی گل ہوئے ہین

لگا کر لہو اے بتِ ظلم پیشہ
شہیدون مین اب ہم بھی شامل ہوئے ہین

بیگانہ چوری سے سینے مین یہ دل
کہ اِس فن مین اب آپ کامل ہوئے ہین

جواب ایک خط کا بھی کوئی نہ لایا
ہزارون مرے خط کے حامل ہوئے ہین

نہ تمسا حسین کوئی عالم مین پایا
ہزارون پریرو مقابل ہوئے ہین

حکومت جو تسخیر کی دیکھتا ہون
سمجھتا ہون اب آپ عامل ہوئے ہین

رخ و ابرو و زلف و مژگان کو دیکھو
یہ چارون مرے دل کے قاتل ہوئے ہین

سبکدوش ہونے کو گردن جھکی ہے
ابھی ہمتو سفاک گھائل ہوئے ہین

تجمل ہے دنیا عدو عاشقون کی

۱۶۱ فرشتے بھی اِس غم مین شامل ہوے ہین ۱۳

مچا غل ہی یہ کیون زاغ وزغن مین
یہ کیا صیاد آیا ہی چمن مین

خطا کی دی جو اُس گیسو سے نسبت
نہین خوشبو ہی یہ مشکِ ختن مین

قرار آئیگا مر کر بھی نہ مجھکو
تڑپتا جائیگا لاشہ کفن مین

عزیزون نے شہادت نامے کی جا
تمھارے خط کو رکھا ہی کفن مین

چھوے گیسو تو اُسنے دی یہ تعزیر
مرے ہاتھون کو بندھوایا رسن مین

سمجھتا کچھ نہین کہہ ڈالتا ہی
جو کچھ آتا ہی گلرو کے دہن مین

مضامین ہون نئے بندش بھی ہو خوب
یہ باتین ہون تو ہی خوبی سخن مین

تمھارے چہرے پر جب زلف آئی
ہوا غل چاند آیا ہی گہن مین

مرا محبوب جب سے ہم بغل ہی
سماتا اب نہین ہون پیرہن مین

اثر دیکھو ذرا سوزِ دروں کا
ہزارون آبلے ہین اپنے تن مین

کہا اُسنے جو دیکھا نخلِ تابوت
نئی یہ شاخ نکلی ہی کفن مین

عدم ہی وہ عدم ہی وہ عدم ہی
عبث ہی گفتگو بابِ دہن مین
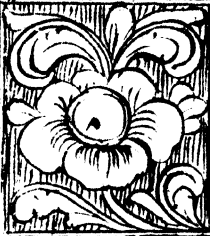
تجمل کو نہین ہی خوفِ دوزخ
ملیگا خُلد حُبِ پنجتن مین

۱۶۲ ۸

ایسی آراستگی ہی ترے ایوانون مین
کوئی سامان نہین باقی ہی سامانون مین

چپکے چپکے سے جنون دل سے یہ کرتا ہی صلاح
چھوڑ بستی کو پھرین خوب بیابانون مین

سبزۂ خط ہی نمو آئے ہین ایام شباب
طفل کی طرح نہ تم کھیلو دبستانون مین

نامہ بر خط کو مرے اُسکے حوالے کرنا
گر ملے کوئی تجھے یار کے دربانون مین

دیکھکر دشت مین مجھکو یہ کہا مجنون نے
آؤ اُستاد ہو شامل مرے مہمانون مین

جس جگہ تخت نشین تھے تو تھے دارا جمشید
آشیان زاغ و زغن کے ہین اُن ایوانون مین

برق کی طرح جلاتی ہین مرا خرمن دل
بجلیان ایسی چمکتی ہین ترے کانون مین
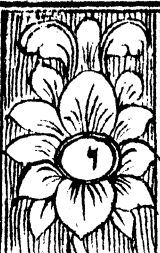
رات بھر ڈھونڈھا کیے پر نہ ملا وہ میکش
ہو گئی صبح تجمل تمھین میخانون مین
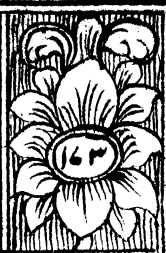
جو کھینچی یار کی بہزاد نے تصویر شیشے مین
بقصد ہمسری چاہا کرے تقریر شیشے مین

نہ ساقی ہی نہ پیمانہ نہ میخوارون کا جھرمٹ ہی
اکیلی دخترِ رز بیٹھی ہی جیب دلگیر شیشے مین

ارے ساقی یہ مینائے بلورین کیون ہی لنڈھکا تا
نہ ٹوٹے دیکھ میخوارون کی ہی تقدیر شیشے مین

بطِ می کا نہ کوئی حال پوچھے ہجر ساقی سے
ہی شل طائرِ قبلہ نما نخچیر شیشے مین

نہو بنت العنب مغرور اپنی خوبروئی پر
نہین باہر ہی جیسے حسن کی تنویر شیشے مین
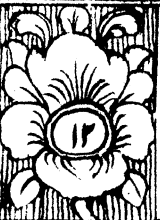
تجمل دُردِ زیرِ می تمھین جبدم نظر آئے
اُسے سمجھو نہ بے حسرت وہ ہی اکسیر شیشے مین
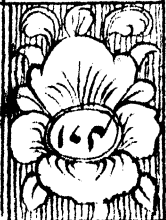
آج قاتل کے نظر آتا ہی خنجر ہاتھ مین
طائرِ جان گردن اپنی دیدے جل کر ہاتھ مین

دیکھنا پریزے کرینگے تابعِ فرمان ترے
ای جنون آیا اگر دامانِ محشر ہاتھ مین

آمد آمد محتسب کی سنکے بہاگا بے حواس
خم تہا ساقی کی بغل مین اور ساغر ہاتہہ مین

دیکھنا روز جزا اعمال نامہ کے عوض
پیش حق ظلم بتان کا ہوگا دفتر ہاتہہ مین

قتل عالم کے لیے کافی تہا اک تیر نگاہ
کسلیے ہر آج یہ تیغ دو پیکر ہاتہہ مین

کچھ گلہ تم سے نہین ہر اپنی قسمت کا قصور
تم بھی آتے گھر یہ ہم رکھتے اگر زر ہاتہہ مین

دیکھیے اب طول کھینچا ہر جنون نے کسقدر
دوڑتے پیچھے ہین لڑکے لیکے پتھر ہاتہہ مین

حفظ شگون نے نکلکر نور سارا کھو دیا
دیکھیے تو منھ ذرا آئینہ لیکر ہاتہہ مین

حسن یکتا کی تمہارے اسقدر شہرت ہوئی
دیکھتا ہون اہتو مین تصویر گھر گھر ہاتہہ مین

نعش عاشق پر نہ ہوگا بار احسان دیکھنا
خود قضا لیجائیگی یہ جسم لاغر ہاتہہ مین

کون آیا ہر الٰہی جو نچھاور کے لیے
مردم چشم اشک کے رکھتے ہین گوہر ہاتہہ مین

۱۷۵ بہر تسکین تجمل ایک بوسہ دیجیے ۲۲
نقد دل حاضر ہر لیجیے بندہ پرور ہاتہہ مین
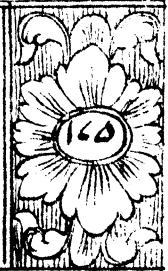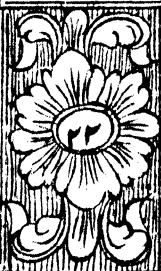
اگر ہم نالۂ دل کو زبان تک اپنے لاتے ہین
ابھی تو کنگرے عرش معلی کے گراتے ہین

یون ہین عدو کیا کرتے ہین آہین جاتے ہین
نہ سیر گھر وہ آتے ہین نہ اپنے گھر بلاتے ہین

مسی نگین لبون پر آپ جو ہر دم لگاتے ہین
قیامت کرتے ہین یا قوت کو نیلم بناتے ہین

شگفتہ یہ زیادہ ہی کہ باغ خلد تبلا دے
ہم اپنا سینۂ پر داغ رضوان کو دکھاتے ہین

غضب کی بیقراری ہی کہ اسپر بھی نہین تھمتا
دل بیتاب کو ہم دونون ہاتھون سے دباتے ہین

اگر یہ کوہ پر پڑتے تو ٹکڑے اسکے ہو جاتے
تمہارے ہجر مین ہم اسقدر صدمے اٹھاتے ہین

قیامت ہی وہ اک اک بات کہدیتے ہین غنچون سے
جو تنہائی مین اپنا راز دل انکو سناتے ہین

کیا بیجرم ہمکو قتل عالم ہو گیا واقف
بس اب کیون آپ دھبے آستینون کے چھڑاتے ہین

دماغ عاشقان کو کیون نہ بو اسکی پسند آئے
کہ آہو مشک نافے زلف جانان مین بساتے ہین

گلون کو توڑنے آیا ہی گلچین باغ مین شاید
عنادل آج گلشن مین جو اتنا غل مچاتے ہین

دہان زخم کے کھلنے کا باعث سب پہ ظاہر ہی
ہم اپنا راز دل شمشیر قاتل کو سناتے ہین

ٹھہر جا اب گھبرا ای دل بیتاب سینے مین ۔ وہ بگڑے ہین تو ہم چلکر مناتے ہین مناتے ہین

صدا ہر وقت اپنی ہی یہ محبوبون کے کوچے مین ۔ جسے لینا ہو آئے ہم یہ نقد دل لٹاتے ہین

گل نرگس بھی کرتا ہی نظارہ چشم حسرت سے ۔ وہ جب آئینہ لیکر آنکھ مین سرمہ لگاتے ہین

لکھا ہی خط شوق اسکو مگر یہ ہمکو حیرت ہی ۔ کسے بھیجین نہین ہمدم کسی کو اپنا پاتے ہین

کریگا کوئی کیون انسے جاکر میری بدگوئی ۔ خدا سمجھے رقیبون سے یہی جاکر لگاتے ہین

کف افسوس کیا کیا غیر ملتے ہین خبر سنکر ۔ جو ہم انکے گلبدن کے پانون مین منہدی لگاتے ہین

سوال وصل پر اب ہی غرض انکو اشارہ بھی ۔ نہ منہ سے بولتے ہین اور نہ گردن کو ہلاتے ہین

تو تمنے ستایا خوب ہمکو جتنا جی چاہا ۔ خدا کے سامنے اب لیکے ہم فریاد جاتے ہین

برنگ نقش پا ہی ضعف سے مشکل مرا اٹھنا ۔ وہ کیون مجھکو بٹھا کر بزم سے اپنے اٹھاتے ہین

کہانتک گالیان انکو سنے کی کوئی حد بھی ہی ۔ بس اب خاموش رہیے ورنہ کچھ ہم بھی سناتے ہین

تجمل اب نہین پیراہن تن مین سماتے ہین

اُس تیغ سے چھپے کوئی کیا قتلگاہ مین
رکھتے ہین سب کو دیدۂ جوہر نگاہ مین

کیونکر نہ خاک دل ہو خط رخ کی چاہ مین
تاثیر کشتہ کرنے کی ہے اس گیاہ مین

کیونکر مسافران عدم کا پتا ملے
نقش قدم تلک نہین ملتا ہے راہ مین

دیکھا پھرا کے آنکھ جسے اُسکا دل لیا
گردش ہے آسیا کی تمھاری نگاہ مین

کم بین ہین کتنے اہل نظر اس زمانے کے
جو بحر ہے وہ قطرہ ہے اُنکی نگاہ مین

مجمع غم والم کا پریشان نہ کیون رہے
سردار کا نشان نہین اس سپاہ مین

چلکر لٹاؤ دولت حسن وجمال کو
بیٹھے ہین بادشاہ گدا بن کے راہ مین

آنکھون پہ کسکی زلف نے ہے سحر کردیا
مارسیہ جو پھرتے ہین میری نگاہ مین

زینہ ہے بام یار کا گردون سے یہ بلند
تھک کر نگاہ رہ گئی اثناے راہ مین

مرقد مین کیون جگاتے ہین شانہ ہلا کے دوست
ہم سو رہے ہین چین سے اس خوابگاہ مین

پڑتا اگر نہ عکسِ رخِ یار رات دن
ہوتی نہ روشنی کبھی خورشید و ماہ مین

سینے گلون کے باغ مین ہو جائینگے ہدف
بلبل کا پر لگاؤ نہ تیرِ نگاہ مین

آہستگی سے پانون کو رکھ رکھ کے چل نسیم
اُس گل کی آنکھ لگ گئی ہے خوابگاہ مین

جب اُٹھ سکا نہ کوہ سے بارِ گرانِ ہجر
کیا کیا سُبک ہوا ہے ہماری نگاہ مین

طفلِ سرشک چھپلین نہ آنکھون مین کسطرح
ہر دم ہے تیلیون کا تماشا نگاہ مین

وعدے پہ وصل کے کبھی ہان ہے کبھی نہین
کہدیجیے صاف رکھیے نہ اب اشتباہ مین

قاتل نے کس صفائی سے کشتہ کیا مجھے
دھبا لگا نہ خون کا تیغِ نگاہ مین

شب کو جو بہرِ سیر وہ خورشید رو چلے
گردون دکھائے مشعلِ مہتاب راہ مین

جمتے چمن مین آتشِ گل کے نہ پھر قدم
ہوتا اثر جو برق کا بلبل کی آہ مین

پاتا نہین ہے آمد و شد کی جگہ نفس
یہ بھیڑ رنج و غم نے لگائی ہے راہ مین

روز و شبِ جہان مین ہو کے مین آؤن کیا
یہ دھوپ چھاؤن بیچ ہے میری نگاہ مین

اُس گل کے ہجر مین نہ جگر سے نکل سکے
اُلجھے جو خار غم مرے دامان آہ مین

یہ کس سخی نے دولت قارون لٹائی ہی
ریزے ہین زر کے ذرّے نہین خاک راہ مین

دُر چشم زخم کا نہین پہنو حسین بند
سونپا ہی مین نے تمکو علی کی پناہ مین

تو ریسمان زلف سے دل کو مرے نکال
یہ گر پڑا ہی تیرے زنخدان کی چاہ مین

قاضی کو روز توبہ یہ پہونچاتی ہی خبر
مَے پی کے شیخ بیٹھا ہی اب خانقاہ مین

زیب کمر ہی اُسکی جو شمشیر ماہ نو
رکھتا نہین زمین پہ قدم قتلگاہ مین

ای لاغری بتا کہ کہان گم کیا اُسے
سایہ مرا مجھے نہین ملتا ہی راہ مین

محشر مین دیکھتا نہین ہی ایک ایک کو
کیا تیرگی بلا کی ہی میرے گناہ مین

آئے مژہ کے پاس تو شوخی نہ کرنے پائے
ای چشم طفل اشک کو رکھنا نگاہ مین

گل ہوتے ہی چراغ کے گم پگڑیان ہوئین
اندھیر کسقدر رہی تری بارگاہ مین

ساون کی فصل عشق ہی اُس سبزہ رنگ کا
جس شے کو دیکھتا ہون ہری ہی نگاہ مین

فرقت کی شب جو آہ کے شعلے نکلتے ہین
ڈر ہی نہ لو لگے کہین قندیلِ ماہ مین

راہی حواس و ہوش ہوے نکلی روح جب
افسر بغیر پڑ گئی بھاگڑ سپاہ مین

ہی خضرِ رہنما جو محمد کی دوستی
کھٹکا نہین ہی کیل کا ایمان کی راہ مین

پیری ہی صبح شام جوانی نہ کر غرور
مخفی سفید رنگ ہی موے سیاہ مین

کرتے ہین زندہ دیکھ کے مضمونِ مردہ کو
عیسیٰ کا معجزہ ہی ہماری نگاہ مین

اپنے پرون کے جھلتے ہین پردے انکھیان
وہ شمع رو جو بیٹھتا ہی جلوہ گاہ مین

کیونکر نظر پڑے تنِ خاکی مین شکلِ روح
صورت سوار کی ہی نہان گردِ راہ مین

کرتے ہو خطِ سبز کا کیون ذکر بار بار
واقف ہین ہم کہ خار ہین الفت کی راہ مین

انکھون سے دیکھو آئینہ مین خطِ سبز کو
چھوڑو کبھی تو آہوون کو اِس گیاہ مین

کس منہ سے آگے حق کے تجمل مین جاونگا
آلودہ سر سے پانون تلک ہون گناہ مین

ثابت ہوا کہ آہ مین مطلق اثر نہین
رو رو کے جان دیتے ہین اُنکو خبر نہین

اللہ رے انقلاب زمانہ کہ آج کل
عزت مین بڑھکے بے ہنری سے ہنر نہین

اللہ ہو گئی ہی جوانی کی شام صبح
لیکن شب فراق کی پیدا سحر نہین

کرتا ہی بیگناہ جو بندون کو روز ذبح
قاتل کو کچھ خدا کا بھی خوف و خطر نہین

کیونکر رسائی ہو مری کہتا ہی نامہ بر
اُس گل کے پاس تک تو صبا کا گذر نہین

دن رات کی طرح سے ہماری نگاہ مین
اندھیر ہی جو پاس وہ رشک قمر نہین

انکار مین بھی اُنکے ہی اقرار کا مزہ
سمجھون مین ہان زبان سے کہین وہ اگر نہین

کافی ہی ہمکو سایۂ دیوار یار کا
کچھ غم نہین ہی چتر جو بالاے سر نہین

کیون بدگمان ہو مجھسے کرو امتحان ابھی
منگواؤ تیغ کچھ مجھے مرنے کا ڈر نہین

کہتے ہین جوہری گہر اشک دیکھکر
ایسا تو پاس ایک صدف کے گہر نہین

یوسف کے شکل اور نکل آئینگے حسین
لیکن کوئی جہان مین تم سا بشر نہین

کھونٹے ہین جو کھرے نہین انکا یہ قول ہی
انسان کی قدر کچھ نہین گر پاس زر نہین

قاتل خدا کے واسطے سرتن سے کر جدا
جب تن پہ سر نہین ہی تو یہ درد سر نہین

بلبل کی طرح ساتھ نہ اُس گل کا چھوڑتا
ناچار مرغِ دل ہی کہ اُڑنے کو پر نہین

ماتم مین میرے ابر نے دریا بہا دیے
ای برق اشک سے تری مژگان بھی تر نہین

نالان جو ہو نہین آپ ہین آزردہ کسلیے
عاشق جہان مین کون ہی جو نوحہ گر نہین

تلوار کھینچکر طرفِ مقتل آئیے
باندھینگے آپ تیغ کہان پر کمر نہین
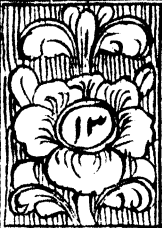
۱۶۸ — برپا غم حسین تجمل رکھو مدام
اِس غم مین کون دل ہی کہ جو نوحہ گر نہین — ۱۳
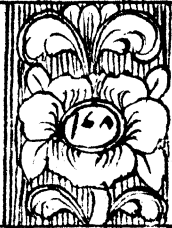
جب آیا یاد ای ساقی ترا میخانہ تربت مین
لہو نے بھر دیا بس چشم کا پیمانہ تربت مین

فرشتون کو ملیگا لاغری سے حشر مین وہ کیا
کفن مین تار سا لیٹا ہی جو دیوانہ تربت مین

قفس مین جسم کے تڑپا کیا بس مرغِ دل اپنا
اُسے یاد آگیا جب لف کا کاشانہ تربت مین

ترے محبوب کی الفت مین کٹے زندگی کے دن — پہن کر آے اب ہین خلعت شاہانہ تربت مین

ہمین جب دل کے باعث سے نہ نیند آئی کسی پہلو — معاً یاد آگیا اُس زلف کا افسانہ تربت مین

فقط اعمال نیک و بد ہین اپنے اور اک ہم ہین — نہ کوئی ساتھ اپنا ہے نہ ہے بیگانہ تربت مین

خوشی مرنے کی ہمکو اسلیے ہے زندگانی مین — کہ دیکھینگے پہونچکر جلوۂ جانانہ تربت مین

فرشتو جلوہ گر ہین اک مرے دل مین ہزارون بت — لیے آیا ہون اپنے ساتھ مین بتخانہ تربت مین

کہان مسکن گزین تھا گیسوے جانان مین مرغِ دل — کہان لایا ہے شوقِ جلوۂ جانانہ تربت مین

ہواے خلد کے جھوکے چلے نیند آگئی انکو — سُنا جب سے فرشتون نے مرا افسانہ تربت مین

موا ہون بھر کے دم مین آپ کا یا ساقیِ کوثر — پلا دیجیے مئے طاہر کا یک پیمانہ تربت مین

فرشتون نے کہا چھیڑو نہ اِسکو یہ تو بیخود ہے — ہماری گفتگو جب دم سنی رندانہ تربت مین

تجمل کو فرشتو دے رہے ہین یہ صدا حیدر
ہم آ پہونچے مدد کو تو بہت گھبرانہ تربت مین

۱۷۹ ۱۰

میرا کہنا مرے دلدار جو مانو تو کہون
تمسے مین حالِ دلِ زار جو مانو تو کہون

یون مین کہنے کا نہین حالِ دل اپنا تمسے
گفتگو محض ہی بیکار جو مانو تو کہون

رحم مجھ زار پہ لازم ہی تمھین حدادو
بیڑیان ہین یہ گرانبار جو مانو تو کہون

ہاے یہ چاند سا چہرہ ہو نہان زیرِ نقاب
نکلے کیا حسرتِ دیدار جو مانو تو کہون

نقدِ دل لایا ہون بوسے کی ہوس مین تم تک
یون تو لاکھون ہین خریدار جو مانو تو کہون

رہی جاتی ہی ہوس ہاتھ ملوگے تم بھی
رخ پہ خط اب ہی نمودار جو مانو تو کہون

دل تڑپتا ہی کسی بات کی خاطر اے جان
کچھ نہین ہی مجھے اصرار جو مانو تو کہون

بگڑے تھے جیسے کہ تم پھر ہو اُسی کی خواہش
چھوڑ دو عادتِ انکار جو مانو تو کہون

نقدِ دل گوہرِ جان پاس ہین دونون موجود
قیمتِ بوسہ تم اے یار جو مانو تو کہون

رائگان شنِ تجمل نہین کرنا منظور
تم مری بات کو اے یار جو مانو تو کہون

ردیف واو

برباد دل ہی جسمین کہ عشقِ حسین نہو
ویران وہ گھر ہمیشہ ہی جسمین مکین نہو

چبھتی ہی پانون مین رگِ گل خار کی طرح
معشوق کوئی آپ سا بھی نازنین نہو

اُس ترک پُر غضب کا یہ مقتل مین قول ہی
انسان وہ نہین ہی جو چین بر جبین نہو

یکتا ہے پُر غرور رہی کیون تمسا دوسرا
قدرت خدا کی ایسی نہین جو کہین نہو
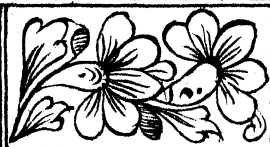
دیوانے اُس پری کے ہین ہم جسکا ہی پری
مانندِ سنگ قلب مزاج آتشین نہو

دنیا مین خاکساری کا ہر جا ظہور ہی
وہ کونسی جگہ ہی کہ جسمین جا زمین نہو

کیون آتشین مزاج دکھاتے ہو ہر گھڑی
دل یون ہی تھم رہا ہی لبِ خشمگین نہو

پانی نہو فراق مین پینے کو خون ہی
لختِ جگر ہی کھانے کو نانِ جوین نہو

ساقی بھی ہو شراب بھی ہو اور ہوا بھی ہو
لیکن نہین ہی لطف جو شب چودھوین نہو

لازم ہی ہاتھ پانون ہلانا براے رزق
رکھتا ہی گر عیال تو عزلت گزین نہو

اہلِ نظر کی آنکھ میں فی الفور ہو سبک | عکس آئینہ میں پڑ کے اگر تہ نشین نہو
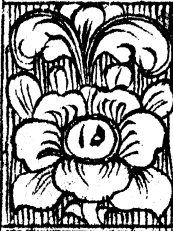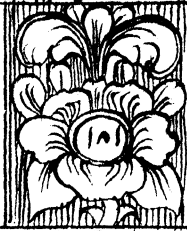
(۱۸۱) جو داغ ہجر دل پہ تجمل نے ہیں سہے
جب چاہو دیکھ لو انھیں گر کچھ یقین نہو (۱۵)

اگر پیری میں دل میرا جوان ہو | مذاقِ عاشقی کا پھر بیان ہو

بہار آئی دل اپنا شادمان ہو | الٰہی دُور گلشن سے خزان ہو

نکلجائے نہ وہ کس طرح گھر سے | کشیدہ تیر سے جس دم کمان ہو

ارے دل کھول کیون بیٹھا کمر کو | چل اب معشوق کو ڈھونڈیں جہان ہو

درِ جانان سے ٹل کر ہمتو اے دل | نہ جائیں پاس گر باغِ جنان ہو

نہ ٹھہرے ایک دم کعبہ مین زاہد | اگر کچھ دل مین عشقِ بعتان ہو

شبِ ہمکو نہ غیرون مین کرو تم | ہمارا عشق گر تم کو گران ہو

یہ کہکر وصل کی شب سو گیا یار | جگا دینا سحر کی جب اذان ہو

یہی ہر وقت بلبل کی دعا ہے
کبھی گلشن نہ پامالِ خزان ہو

غضب کا لطف اُٹھے گر میکدے مین
فقط ہم وہ ہون اور پیرِ مغان ہو

کہا کرتا تھا مجنون قبر لیلی
ملے کیونکر نہ جسکا کچھ نشان ہو

وہ گلرو کپڑے پہنے ساتھ سویا
مزہ کیا ہو جو پردہ درمیان ہو

کمالِ عشق دل کر جلد حاصل
جو کچھ پوشیدہ ہے وہ سب عیان ہو
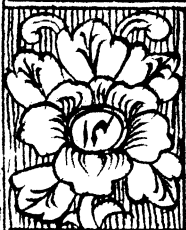
چلو اُس در پہ دل کہتا ہے مجھسے
کدھر بھولے ہوئے ہو اور کہان ہو

۱۸۲

تجمل سے وہ بت کہتا ہے ہردم
نہ تم میری طرف سے بدگمان ہو

۱۸

ہے برقِ خندۂ گل جلوہ گر پھر سو جلانے کو
چمن مین کس طرف لیجا بلبل آشیانے کو

تمہاری پیچ کی باتین پر یہ مین سمجھتا ہون
جو دل چاہے کسی کا سیکھ لے تمسے بہانے کو

خدنگِ ناز سے معشوق نے چٹکی بجانے مین
اُڑا یا تاک کے کیسا مرے دل کے نشانے کو

کسی کے گیسوون کو گرد رُخ دیکھا تو دل بولا | یہ دو کالے غضب کے ہین کہ گھیرے ہین خزانے کو
پسینا اُسکے چہرے پر جو دیکھا دل مرا سمجھا | یہ چھینٹا دینے کو پانی یہ آتش ہی جلانے کو
گُل عارض کا اُسکے تھا مین عاشق روح جب نکلی | چمن سے بلبلین آئین جنازے کے اُٹھانے کو
نہ تم خود یان تک آئے اور نہ مجھکو تمنے بلوایا | یہ بھیجی تمنے ہی تصویر کیا میرے جلانے کو
نکالو باغبانو باغ سے صیاد کو جلدی | پھر آیا ہی چمن مین عندلیبون کے ستانے کو
کسی رہبر کی حاجت دشت غربت مین نہین ہمکو گر | جنون خود ساتھ ہی اب رستہ ہر جا بتانے کو
تمھارے در پہ ہم پہونچے تو دربانونے کیون روکا | بھلا کس واسطے قاصد کو بھیجا تھا بلانے کو
خزان مین تو کبھی بلبل نہین گلشن مین آتی ہی | بچھایا دام کیون صیاد ہی اُسکے پھنسانے کو
تمھارا ہاتھ خون عاشقان سے یون ہی رنگین ہی | عبث منھدی کو پسوایا ہی اب تمنے لگانے کو
ہر اک شام و سحر رہتا ہی جھمگھٹ وان حسینون کا | چلو حمام کی جانب صنم تم بھی نہانے کو

تجمل منتظر رہتا ہی لیکن تم نہین آتے
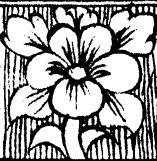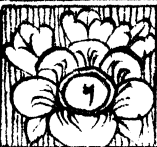
۱۸۳ زبانی تمنے قاصد سے کہا تھا اپنے آنے کو ۹
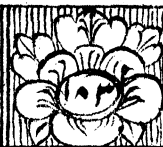
تمھاری دولتِ وصلت اگر میسر ہو
تمام عمر کو پھر دل مرا تونگر ہو

چمن مین ہنسکے یہ کہتے ہین پھول آپ ہی سے
خدا کرے کہ نہ دنیا مین کوئی بے زر ہو

خیال اُنکو ہوا دیکھکر یہ سوختہ تن
چھپا ہوا کہین اِس راکھ مین نہ اخگر ہو

کہین چھپی نہین مجنون کی خانہ بربادی
بس اس طرح سے خدایا نہ کوئی بے گھر ہو

غرور تمکو بس اتنے پہ ہے خدا رکھے
تبو تمام خدائی مین تم جو افسر ہو

۱۸۴ تحمل آج کہین گے ضرور ہم اُنسے ۱۰
جفا شعار دغا پیشہ ہو ستمگر ہو
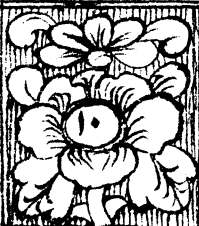
گھبراؤ نہ یار و دلِ بیتاب سنبھالو
شکوے کا کبھی حرف زبان سے نہ نکالو

غمِ فرقتِ دلدار کا جب سامنے آئے
اِس کوہ کو تم کاہ کے مانند اُٹھالو

ہمنے تو فقط تذکرۂ وصل کیا تھا
بس اتنے پہ بگڑے ہو زبان اپنی سنبھالو

ڈوبا ہی یہ دل چاہِ زنخدان مین تمھارے
اِس چاہ سے ای یوسفِ ثانی تو نکالو

ہم بھی تو ذرا چہرۂ پر نور کو دیکھین
رخسارون سے گیسوے معنبر تو ہٹالو

پھر ساری تمناے دلی میری بر آئے
اکدم کے لیے پاس جو تم مجھکو بُلالو

تم کہ کے زبان سے ابھی ای عیسی دوران
گر چاہو تو اِس مردہ بیجان کو جِلالو

منت کا ہوا سال تو اب خیر سے پورا
یہ طوق گلے مین جو تمھارے ہی بڑھالو

حداد کو دیکھا جو ستمگر نے مرے پاس
رحم آگیا بولا کہ بس اب طوق نہ ڈالو

گو روضۂ اقدس سے تجمل ہی بہت دور
لیکن اِسے ای سید ابرار بلا لو

مرا محبوب آتا ہی ذرا اُسکی پھبن دیکھو
مژہ شمشیر زن دیکھو نگہ ناوک فگن دیکھو

اداے دلبری دیکھو نزاکت کا بدن دیکھو
وہ لب دیکھو دہن دیکھو ذرا چاہِ ذقن دیکھو

حسینان جہان کے جمگھٹے ہین آج گلشن مین
نرالا سب حسینون مین ہی اپنا گلبدن دیکھو

خدا کے نیک بندون کو فرشتے مژدہ دیتے ہین
تمہارے واسطے جنت مین ہی نہر لبن دیکھو

سلف سے آجتک شاعر بہت ہین نامور گذرے
مری ان چند بیتون کو ذرا اہلِ سخن دیکھو

ستارے شرم کھاتے ہین نگینون کے مقابل مین
جو اُس مہرو کے بازو پر بندھے ہین نورتن دیکھو

۱۸۶ ۱۳

تجمل ہند کو چھوڑو یہان رہنا نہین اچھا
اب اِن آنکھون سے چل کر تم مزارِ پنجتن دیکھو

جی مین آتا ہی کہ اب مستی دکھائین شیخ کو
میکدے مین جام مے بھر کر پلائین شیخ کو

گر کسی ترکیب سے چڑھ جاے ہتھے آجکل
دشمنِ جانی ہی رندون کا رُلائین شیخ کو
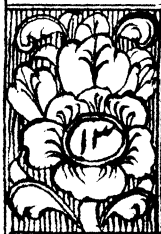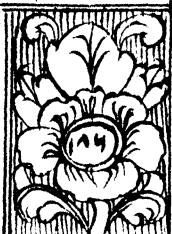
دامِ دخترِ رز مین پھنس جاے اگر ترکیب سے
باتین مستانی پھر اک دم مین سکھائین شیخ کو

نشہ کی حالت مین ملجائے اگر روتا ہوا
ساتھ میخوارون کے ہم کیا کیا ہنسائین شیخ کو

ہین بُری شکل سے آئے شیخ جی کنمھا لیے
خوبرویو آج دکھلا دو ادائین شیخ کو

ایک دن سن لین شکستِ توبہ کی بھی ہم صدا
ساقیا گر دے اجازت مے پلائین شیخ کو

پی کے مے جسوقت متوالا نبے لگجائے ہمنا
دختِ رز کے شوق مین ٹھہری گنوائین شیخ کو

آکے میخانے مین جب وہ بادہ نوشی کر چکے
خوبرویو پھر تو چٹکی پر نچائین شیخ کو

شیخ جی کے واسطے جلدی گزک تیار ہو
پھر مزہ بھولے نہین ایسی چکھائین شیخ کو

چھوڑ دے وعظ و نصیحت پھر نہ لے تقوے کا نام
ایسی میخانے مین پھر پٹی پڑھائین شیخ کو

ایک ساقی کی ہے اب پیرِ مغان کو جستجو
ہاتھ چڑھ جائے اگر ساقی بنائین شیخ کو

چھوڑ کر کعبہ چھپے وہ دیر مین مانگے پناہ
آج ملکر آؤ میخوارو ستائین شیخ کو

جام و مینا و خُمِ مے سب خدا کے سامنے
اے تجمل کیا عجب ہے بخشوائین شیخ کو

جنون گر ہاتھ کی میرے گریبان تک رسائی ہو
تو پھر پیراہنِ تن پر ذرا زور آزمائی ہو
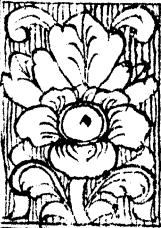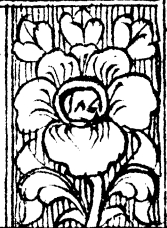
صنم گر ہاتھ کی تیرے گریبان تک رسائی ہو
تو پھر بستر محرم کی ترے عقدہ کشائی ہو

چمن مین دام سے صیاد کے بلبل بچی رہنا
کہین ایسا نہو دشوار پھر پھنسکر رہائی ہو

مقابل ناز سے اُنکے اگر ہو یہ نیاز اپنا
ادھر تو یہ اکیلا ہو اُدھر ساری خدائی ہو

ترے عاشق کے دل مین ہر گھڑی یہ تمنا ہی
کہ میرے خون سے قاتل ترا پنجہ حنائی ہو

پریشان نجد مین لیلی تھی مجنون کوہ صحرا مین
نہ ایسے عاشق و معشوق مین یا رب جدائی ہو

اب آتا ہی وہ گلرو ساقیا بھیج جلد میخانہ
صراحی ہو بلورین اور ساغر بھی طلائی ہو

۱۸۹
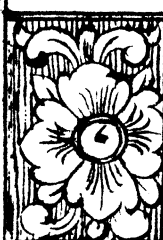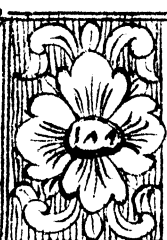
تجمل پھر تری سب مشکلین آسان ہو جائین
جو تیرے شامل احوال فضل کبریائی ہو

۷

اُڑاؤن گر ہوا مین پھاڑ کر مین اپنے ارمان کو
تو جامہ پھر تن وحشی ملے اس چرخ عریان کو

حباب آسا بھرونگا دم اگر دیکھونگا پستان کو
نہ بھولونگا کبھی مین یار کے سیب زنخدان کو

تمہارے مصحف رخ کی قسم کھا کر کرو وعدہ
مری صورت سے تم بھی اصل سمجھو نقل قرآن کو

مری قسمت کی کوتاہی اگر دست جنون مین ہی
نہین پاتا کسی صورت سے وہ میرے گریبان کو

نگہ قاتل کی جب جب دمو تلکو مجروح کرتی ہی
بھلا کیا سامنے اسکے ہے رتبہ تیغ بران کو

نہین کوئی کسی کلی بھی زدال حسن پر خواہان | گل چیدہ کی بعد شب نہین ہو قدر انسان کو

نہین ثابت تجمل کو ہو تیرا یار کیا مذہب
کہے کس طرح سے وہ گبر اک مرد مسلمان کو

(۱۸۵) (۳۵)

کس روز ہم ہنسے تھے جو رُلوائے جاتے ہو | کیون سینہ غم کے تیر بہائے جاتے ہو
گیسو کو تم جو ناز سے لٹکائے جاتے ہو | اِس کالے سانپ سے ہمین ڈسوائے جاتے ہو
سو بار تمکو منع کیا ہمنے اسپہ بھی | غیرون سے گالیان ہمین کھلوائے جاتے ہو
وہ شعر دلمیگا لگی ہو جو دل سے لو | پروانو اتنا کسلیے گھبرائے جاتے ہو
دنیا مین کیا نہین ہو کوئی تمسا اور بھی | ناز و ادا پہ کسلیے اترائے جاتے ہو
سینے مین لون ہین داغ جدائی کے تھے پڑے | کیون گل بدن پہ چھلے کے کھلوائے جاتے ہو
کھلتا نہین تمھارے تنفر کا کچھ سبب | صحبت سے میرے کسلیے گھبرائے جاتے ہو
صبح شب وصال چلے تو ہو اپنے گھر | کچھ تم ہمارے دل کو بھی سمجھائے جاتے ہو

اکدم مین قتل کرتے اگر تھے قصوروار پھانسی مین یار کیون ہمین لٹکائے جاتے ہو

خونگاریان نکلتی ہین کیا میرے جسم سے پہلو سے پہلو اپنا جو سرکائے جاتے ہو

کس منتّون سے آج یہ دولت ہوئی نصیب وصلت کی شب ہی کسلیے شرمائے جاتے ہو

ڈر ہی کہ بہ نہ جائے کہین سیل اشک سے آنکھون مین تم جو گھر مرے بنوائے جاتے ہو

قاصد ہمارا صرف تسلی کے واسطے کہتا ہی پاس یار کے بُلوائے جاتے ہو

تیرِ نگاہِ ناز سے ابروکمان مری دل بیٹھتا ہی کیون اِسے برمائے جاتے ہو

تم بھی ذرا کڑے رہیو اب ای جنابِ دل کیون سختیون سے یار کی نرمائے جاتے ہو

کیا ہوگیا تمھین جو نہین دیتے ہو جواب میرے سوال وصل پہ شرمائے جاتے ہو

دل تو چھدا ہوا ہی خدنگِ نگاہ سے چلا کے اور کیون مجھے سہمائے جاتے ہو

تیرِ نگاہ سے کہو ہو جلد دل کے پار تیغِ مژہ سے کیون مجھے دھمکائے جاتے ہو

کاندھا نہ دو اگر تو ذرا ہاتھ ہی لگاو عاشق کی لاش کیون نہین اُٹھوائے جاتے ہو

گل ہنس رہے ہین ناز کی رفتار دیکھکر
دامن چمن کے خار سے اُلجھائے جاتے ہو

ہر بار کیون دکھاتے ہو اپنی نشیلی آنکھ
کیون جام جام پر مجھے بلوائے جاتے ہو

پھانسی مجھے اگر نہین دیتے ہو تو صنم
گردن رسن سے کسلیے کسوائے جاتے ہو

کرنی پڑیگی خود تمھین تریاق کی تلاش
کیا غم جو مار زلف سے ڈسوائے جاتے ہو

آہستہ بات پر مرے کہتا ہے خوبرو
بک بک کے کیون دماغ مرا کھائے جاتے ہو

اندھیر کرتے ہو سر بازار دن کو تم
زلفون کو اپنے چہرے پہ بکھرائے جاتے ہو

غربت مین خوب حق رفاقت ادا کیا
کیون رنج و غم جگر کو مرے کھائے جاتے ہو

ظلمت کدہ تلک مرے آکر بتاؤ تو
اے مہر و ماہ کسلیے کترائے جاتے ہو

پیغام وصل لایا ہے قاصد جناب دل
دم بھر تو ٹھہرو کسلیے گھبرائے جاتے ہو

تمنے تو مجھکو طفل دبستان بنالیا
نادان کی طرح سے مجھے بہلائے جاتے ہو

کیا تمکو نیک و بد کی بھی ہوتی نہین تمیز
نفرون مین یار غیرون کے کیون آئے جاتے ہو

ہکر یہ لاش دیکھیے کس گھاٹ جائیگی
مجھکو جو آب تیغ سے نہلاے جاتے ہو

مجنون نے مجھکو دیکھ کے نالہ کنان کہا
ہر صبر خوب کسلیے چلاے جاتے ہو

راحت ملیگی قاتل و مقتول کو بڑی
ہر دم جو سنگ تیغ کو چھٹواے جاتے ہو

مرتی نہین ہی بھوک کچھ ای غار ہاے قبر
لاشون سے اپنا پیٹ کو بھرواے جاتے ہو

۱۹۰
آنکھون سے اپنے اشک تحمل یہ ہر گھڑی
کیون موتیون کی طرح سے برساے جاتے ہو
۹

دل محزون عاشق کسلیے برباد کرتے ہو
ہمیشہ نازنین انداز مین ایجاد کرتے ہو

مری گردن پہ جلاد در گرتے ہو جو تم خنجر
کسی کے حکم سے یا خود تمھین بیداد کرتے ہو

خدا کے واسطے دو حکم لاشہ دفن کرنیکا
یہ پشت استخوان عاشق کی کیون برباد کرتے ہو

جنون کہتا ہی تمنے خود مجھے مجنون بنایا ہے
ذرا خاموش ہو کیون دمبدم فریاد کرتے ہو

یہ نیرنگ زمانہ ہی زمانہ ہو گیا الٹا
ہمارا گھر تو ویران غیر کا آباد کرتے ہو

بہت بیدردہی صیادِ ظالم کچھ نہین سنتا
اسیرانِ قفس بیفائدہ فریاد کرتے ہو

کسی کے ہجر مین یا حضرتِ دل کیون ہو بیتاب
تمھین بھی پوچھتا ہو کوئی تم کیون یاد کرتے ہو

جھکا ئے سر ہین ہم طوقِ گرانِ گردنین خود ڈالو
عبث تم انتظارِ آمدِ حداد کرتے ہو

تغافل اسقدر فردا کی بھی ہو کچھ خبر تمکو
جو تعمیرِ ارم یا حضرتِ شداد کرتے ہو

۱۹۱ ۹

تجمل کیون ہراسان ہو رہو بس یاد مین اُسکی
ملیگا ایک دن تم کو جسے تم یاد کرتے ہو

وہ قدح خوار اگر زینتِ میخانہ ہو
شورِ قلقل سے خجل نعرۂ مستانہ ہو

وصل کی شب یہ ہوس ہو ترے گیسو کی قسم
آئینہ دل نبے اور ہاتھ مرا شانہ ہو

نامِ معشوق کو عاشق سے ہمیشہ ہو فروغ
شمع بیقدر ہو گر گرد نہ پروانہ ہو

خرمنِ حسن سے عاشق کے لیے آٹھ پہر
خوشہ چینی کا مزہ ہو جو نہ دیوانہ ہو

کوہ و صحرا کی اُسے سیر مبارک ہو جنون
عشق مین غیرتِ شیرین کے جو دیوانہ ہو

چھپ کے عاشق سے کہان جاؤگے دو گھڑی سوا
ڈھونڈھ لیگا تمھین کعبہ ہو کہ بت خانہ ہو

لائی اُس غیرتِ بلقیس کی مجھ تک جو خبر
دلِ صد چاک مین ہُدہُد ترا کاشانہ ہو

گرم آنسو کوئی ٹپکے جو سمندر مین مرا
آبلہ بطنِ صدف مین دُرِ یکدانہ ہو

۱۹۲
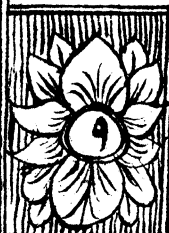
بیکسی مین ہی **تجمل** نہین کوئی بھی شریک
شکوہ کیا کیجے یگانہ ہو کہ بیگانہ ہو

۹
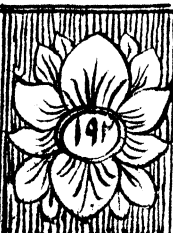
ابھی تو باغ مین ہو ہیکلی ہر اک گُل کو
جو کان دھر کے سُنے نالہ ہاے بلبل کو

تمھارے رخ سے چمن مین حجاب ہی گل کو
تمھاری زلف سے ہی پیچ و تاب سنبل کو

شرابِ خم ارے کا کیا ذکر ہجرِ ساقی مین
نگاہ بھر کے بھی دیکھا نہ ساغرِ مُل کو

یہ چار خلط جو ہین خاک و باد و آتش و آب
کیا ہی خلق انھین چار جزو سے کُل کو

بلند شیشۂ مے سے صدا ہو حق حق کی
سُنے بغور جو زاہد صداے قلقل کو

وہ چشم کرتی ہی مژگان سے مرغِ دل کا شکار
کہان یہ مرتبہ شاہین کے ہی چنگل کو

نہین ہی پاس تجھے کچھ مری رفاقت کا
نزے اُڑاتی ہی ہر گل سے دیکھ بلبل کو

نہ ارتباط ہو کسطرح غیر سے تجھے یار
نہین ہی دل مین خلش کچھ بھی خار سے گل کو

نہین ہی خوف تجمل کریگا دم مین طی
مدد سے شاہ زمن کے صراط کے پل کو

۱۱ ۱۹۳

نہ تو میرے رنج جدائی کو دیکھو
خدا سے ڈرو اور خدائی کو دیکھو

لڑاتے ہو ہر وقت غیرون سے آنکھین
تم اپنی ذرا پارسائی کو دیکھو

نیا رنگ ہی یار پہلو مین گل کے
ذرا بلبلون کی لڑائی کو دیکھو

یہ سُنکر غزل میر سودا سے بولا
ہر اک بیت کی تم صفائی کو دیکھو

نہ پھر منھ لگاؤ کبھی آئنہ کو
جو عاشق کے دل کی صفائی کو دیکھو

بسر کی جو شب اُنکے در پر تو بولے
گدا کی ذرا بینوائی کو دیکھو

لحد مین نکیرین کیا پوچھتے ہو
علی آے مشکل کشائی کو دیکھو

محبت ہی غیرون سے نفرت ہی مجھے
جو لیٹا دہ مہر و تو کروٹ بدل کر
جنون مین کیا رخت تن ٹکڑے ٹکڑے

ذرا یار کی بے وفائی کو دیکھو
مقدر کی اس نارسائی کو دیکھو
ہماری بھی زور آزمائی کو دیکھو

کھلا عقدۂ دل تجمل تمہارا
یہ اللہ کی مشکلکشائی کو دیکھو

۱۹۴

شمع سان غیر کے گھر شام سے جاتے کیون ہو
مسی ہر دم لب دندان پہ جماتے کیون ہو
صاف کہدو کہ نہین تمسے محبت مجھکو
ہوگے رسوا یہ کہے دیتے ہین تقصیر معاف
دشت مین آہو ون سے ہی دم وحشت یہ کلام
دود دل سے مرے سرمہ نہ لیگا بہتر

اپنے عاشق کے جلے دل کو جلاتے کیون ہو
گوہر و لعل کو تم داغ لگاتے کیون ہو
تیوریان نازکی پردے مین چڑھاتے کیون ہو
راہ چلتے ہوے غیرون کو ستاتے کیون ہو
ڈھیلے آنکھون کے مجھے تم بھی لگاتے کیون ہو
لیکے بازار سے آنکھون مین لگاتے کیون ہو

اپنے ہمشکل سے یہ جنگ و جدل خوب نہین | عکس سے آئنہ مین آنکھین لڑاتے کیون ہو

۱۹۵
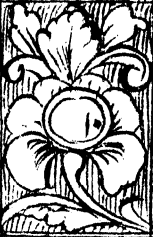
دل تجمل کا نکل کر جو گیا یار کے پاس
یون کہتا ہے اب مجھکو بلاتے کیون ہو

۱۰

جفا کو میرے دلِ داغدار سے پوچھو | وفا کا حال جو پوچھو تو یار سے پوچھو

وفورِ گریہ کا باعث مجھے نہین معلوم | ہے جستجو تو مری چشمِ زار سے پوچھو

طریقہ دشت نوردی کا سیکھو مجنون سے | جنون مین خاک اُڑانا غبار سے پوچھو

مزے اُٹھائے ہین جو وصال کے شبِ وصل | کسی کی حسرتِ بوس و کنار سے پوچھو

ہزار دل ہین ہین سوراخ کیا کہے بلبل | خلش کا رنگ گلو نوکِ خار سے پوچھو

رقیب کرتے ہین بدنام تمکو با عاشق | اِس ایک امر کو دو تین چار سے پوچھو

زمین تا بہ فلک کس نے کی ہے صنّاعی | گل و نجوم کے نقش و نگار سے پوچھو

نہ مجھسے پوچھو جو صدمے اُٹھا فرقت کے | ہمارا حال دلِ بیقرار سے پوچھو

تمھارے ہجر مین کسطرح اب گذرتی ہی
نہ اسکا حال دلِ بیقرار سے پوچھو
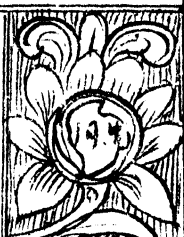
تم آکے دیکھو تجمل کو نزع کے ہنگام
جو دل کا حال ہر دم کے شمار سے پوچھو

تبو نہ ناز سے یون قتلگہ مین آکے چلو
یہ جاے سیر نہین ہی قدم اٹھا کے چلو

شہیدِ ناز کے لاشون پہ اُنسے بولی ادا
یہ سو رہے ہین عبث غافل انھین جگا کے چلو

چلو نہ حشر کی یون چال تم یہ مقتل ہی
نہ مُردے چونک اٹھین پانون کو دبا کے چلو

شہیدِ ناز کی تا خاک ہو نہ دامنگیر
یہ قتلگہ ہی ذرا پانچے اٹھا کے چلو

کھنچی جو مجمعِ عاشق مین تیغ قاتل کی
ادا یہ بولی کہ ہان سامنے قضا کے چلو

نہین ہی حسن حسینون مین ہو جو پیدا عیب
بغیر وجہ نہ یون تیوریان چڑھا کے چلو

نگاہ پڑتے ہی رستے مین سب کی جوبن تک
غضب ابھار ہی سینہ ذرا چھپا کے چلو

کسی کا دل نہو پامال شکلِ کبک دری
قدم قدم پہ نہ اسطرح لڑکھڑا کے چلو

۱۹۶

ہر اک قدم پہ تجمل سے ضعف کہتا ہی
یہ عہد موسم پیری ہی سر جھکا کے چلو

۱۱
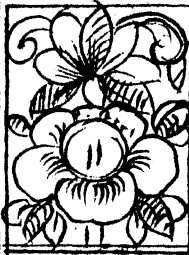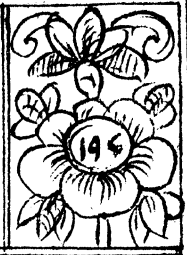
نہین معلوم کیون مجھسے خفا ہو
بتا دو گر کوئی میری خطا ہو

کرو تم مجھسے دلداری کی باتین
کسی کا ہاتھ مین گر دل لیا ہو

خطا دارون مین پہلے نام لکھ لو
قدم سے گر ہمارا سر ہٹا ہو

گدا کے واسطے ہی فرش قالین
بچھانے کے لیے گر بوریا ہو

غضب جنجال یہ عشقِ بتان ہی
نہ خالق اِسمین کوئی مبتلا ہو

جنون کہتا ہی کر دے پارہ پارہ
اگر سالم کوئی تارِ قبا ہو

لکھا ہی اُس گلِ خوبی کو نامہ
روانہ جلد ای پیک صبا ہو

رقیبون سے بہت صحبت ہی تم کو
یہی ہی وجہ جو مجھسے خفا ہو

کئی دن سے نہین آئے مرے گھر
خدا سمجھے بڑے تم بیوفا ہو

تمھارے ہجر مین ہم زہر سمجھے — قسم لو نام اگر مَی کا لیا ہو
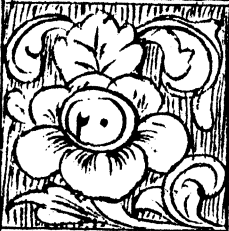
تبادو ورنہ صورت خود دکھیگی
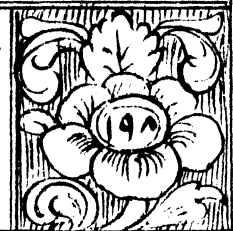
تجمل گر کسی کو دل دیا ہو

اِس عشق کی بلا مین کوئی مبتلا نہو — آگاہ اِس مزے سے کوئی یا خدا نہو

اے مرغ دل کہین تری آئی قضا نہو — اُس زلف مین نہ جا کہین دام بلا نہو

محفل مین وہ اُٹھے ہین تو یارب کہین نجائین — فتنہ بپا ہوا ہے تو محشر بپا نہو

بولے مسیح دیکھ کے بیمار ہجر کو — یارب کسی کو یہ مرضِ لا دوا نہو

بوسہ جو لب کا آتے ہی محفل مین لے لیا — صاحب خطا یہ دل کی ہے مجھسے خفا نہو

منظور قتل کا ہے جو اخفا تو کر خیال — دامن مین تیرے خون مرا بھر گیا نہو

آری بنی وہ تیغ یہ دندانے پڑ گئے — ایسا کسی کا سخت الٰہی گلا نہو

کہتا ہے دل یہ کوچۂ زلفِ سیاہ مین — وہ کون قافلہ ہے یہان جو لٹا نہو

منھ سے سوال وصل جو نکلا خفا ہوے
بس بخشدو خدا کے لیے اب خفا نہو

ساماں کی احتیاج نہین اہل فقر کو
جب ہو زمین نہین ہو اگر بوریا نہو

دنیا سے مین چلا ہون گرانبار دیکھنا
دو چار سے کہین یہ جنازہ اُٹھا نہو

یہ کہکے رد وہ کرتے ہین میرے سوال کو
کیا دون مین بوسہ تمکو کوئی دیکھتا نہو

کچھ سیم کو نہین ہے رخ صاف سے مثال
مینا جواب تیرے خط سبز کا نہو

ایسے دہان زخم مین پر درد گار خاک
جس سے کہ شکر خنجر قاتل ادا نہو

بوسے کے مانگنے پہ یہ ہوے بگڑکے وہ
بیہودگی پہ مستعد اے ناسزا نہو

خورشید کے نکلنے پہ تاریک ہے جہان
اُس رخ پہ دیکھو تو کہین زلف دوتا نہو

کیون مستعد ہین مانی و بہزاد سے کہو
شوخی سے یار کا کہین نقشہ کھنچا نہو

ہوگا یہان نہ وعظ کا اے واعظو اثر
دم جا کے اُسکو دو جو تمھین جانتا نہو

پھر کیا تمیز شیخ و برہمن مین ہو اگر
گھٹا جبین پہ ماتھے پہ قشقہ کھنچا نہو

۱۹۹ — ۸

مہرو جو ہم بغل ہو تجمل کی ہو دعا
وصلت کی شب ہو اسکی سحر یا خدا نہو

عشق مین جسکے ہو تن خاک مرا جان بھی نہو
ہو عجب دیکھ کے یہ حال وہ گریان بھی نہو

رنگ بدلے نہ دم جامہ دری دست جنون
جیب کی طرح سے تو سالم کہین دامان بھی نہو

آئیگا دیکھنے میت مری وہ پردہ نشین
چاہتا ہون کوئی لاشے پہ نگہبان بھی نہو

در دلدار پہ جانے کی کرون کیا جرات
سگ کے مانند روادار جو دربان بھی نہو

تجھ مین اور حضرت یوسف مین بڑا فرق ہی یار
وہ جو نکلین تو کوئی دید کا خواہان بھی نہو

اہی صنم ایسی کوئی شکل نکالے اللہ
کام بھی نکلے مرا اور ترا احسان بھی نہو

کہہ رہا ہی یہ جنون دل مرا بہلے کیونکر
سیر کرنے کو جہان دشت و بیابان بھی نہو

۲۰۰ — ۱۴
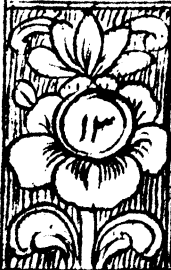
سرو کو کیا قد جانان سے تجمل نسبت
کبھی بھولے سے جو گلشن مین خرامان بھی نہو
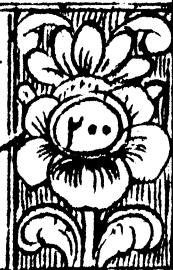
ہاتھ اُنکے پانُون تک پہنچتا تو اب جانے بھی دو
بے تکلف تم رہو اور اُنکو شرمانے بھی دو

داستان ہجر سُنتے سُنتے مہرو بول اُٹھا
رات تھوڑی رہگئی بس اب مجھے جانے بھی دو

دیکھکر کہتا ہی مجنون ہمسے دشتِ نجد مین
اب نہو ہمدم ہمارے دل کو گھبرانے بھی دو

صاحبانِ فقر کرتے ہین بسر گڑدن یہ عمر
ہمکو ای رنج و محن لختِ جگر کھانے بھی دو

ہر سزا اسکی یہی ہو جائے بھُن بھُن کر کباب
مرغِ دل کو آتشِ ہجران مین جل جانے بھی دو

صید بننے کے لیے اُس ناوک افگن بُت کے پاس
کہ رہا ہی مرغِ دل بہرِ خدا جانے بھی دو

بولتی ہی دشت مین زنجیرِ پا ہو کر کڑی
تھک گئی ہون ایکدم اب مجھکو ستانے بھی دو

ہو گیا ہی مہربان اب یار مجھپر دوستو
زندگی بھر دشمنون کو میرے پچھتانے بھی دو

ہی یہی شانون سے ایما اِس دلِ صدچاک کا
گیسوے جانان کو ای دم ہمکو سُلجھانے بھی دو

قید سے کردو رہا صیاد واز بہرِ خدا
اب بہار آئی ہی بلبل کو ہوا کھانے بھی دو

منع کرتے ہو طبیبو کیون مریضِ ہجر کو
خونِ دل پینے بھی دو لختِ جگر کھانے بھی دو

بوسہ لینے کی خطا پر گالیان بھی دیچکے
جو ہوا بس وہ ہوا اب چپ ہو جانے بھی دو

اب عبادت مین تجمل اسطرح مصروف ہو
سجدۂ خالق مین پیشانی کو گھس جانے بھی دو

(۸) (۲۰۱)

ایکدم کے لیے دردِ دلِ شیدا سُن لو
تمکو اخفا جو ہو منظور تو تنہا سُن لو

آے کس واسطے کیون جاتے ہو بالا بالا
اپنے بیمار کا کچھ حال مسیحا سُن لو

ہر گلی کوچے مین رسوا تو ہوے حضرتِ دل
اب بُرا کوئی کہے تمکو کہ اچھا سُن لو

جان دینا مرا تم پر نہین پوشیدہ رہا
جا کے ہر کوچہ و بازار مین چرچا سُن لو

قصہ غیرون کا تو ہر دن ہی سنا ہے تمنے
دم کے دم بزم مین کچھ حال ہمارا سُن لو

وامق و کوہکن و قیس کی فریاد ہے کیا
نالۂ دل ہے مرا سب سے نرالا سُن لو

تمسے کہتا ہون ذرا غور سے اے اہلِ سخن
اِس غزل کا بھی مرے طور نرالا سُن لو

آج تک کیون یہ تجمل نہ نجف مین پہونچا

اسکی فریاد کو اے سید والا سُن لو

ردیف ہا ہوز

شریعت سے سیدھی نہین کوئی راہ
بہک کر چلا جو ہوا وہ تباہ

تو بیوفا کوئی تم سا نہین
عجب سنگدل ہو خدا کی پناہ

غنیمت سمجھیے کہ ہون دم بخود
جلے ساری دنیا جو کھینچون مین آہ

فلک سے کوئی پوچھے نیرنگِ عشق
ہزارون ہی گھر کر دیے ہین تباہ

زلیخا نے سمجھو لیون سے کہا
کنوئین اب جھکاتی ہے یوسف کی جاہ

تمھین خوبروئی کی اپنے قسم
عنایت کی مجھپر کرو اب نگاہ

فلک پر ہے چرچا ترے حُسن کا
فرشتے بھی سجدہ ہین اے رشکِ ماہ

کرون کس زبان سے مین شکرِ خدا
دیا اُسنے بوسہ ہوا وہ براہ

نہان گیسوون نے کیا ہے وہ رخ
رقیبون کو خالق کرے روسیاہ

تجمل نبی وعلی کے سوا

وسیلہ نہین کوئی رب ہی گواہ

غربت مین مجھکو ہی وہ محبت وطن کے ساتھ
بلبل کو ہی قفس مین جو الفت چمن کے ساتھ

قربان مشتری تو ثریا ہوے نثار
جوشن جو بازوون پہ ہے بند نورتن کے ساتھ

ہر اک پری جمال کو سکتہ سا ہو گیا
تقریر کر سکا نہ مرے کم سخن کے ساتھ

اُسکی دم حجاب بھی ترچھی نظر رہی
کہتے اِسے ہین ناز و ادا بانکپن کے ساتھ

دیتے نہین جواب جو بیمار ہجر کو
معدوم جان لو اُسے اپنے دہن کے ساتھ

سرکا وُ رخ سے زلف یہ اندھیر کب تلک
سورج کو رابطہ ہی تو چندے گہن کے ساتھ

مٹی مین کب لطیف ملے ہمرہ کثیف
رہتی نہین ہی روح لحد مین بدن کے ساتھ

گردن بندھے تو ہم نہ کبھی سرکشی کرین
سودے کو ابتدا سے ہی بیعت رسن کے ساتھ

شیرین مقام حسرت و افسوس ہی یہی
تو جان پر نہ کھیل گئی کوہکن کے ساتھ

دن وصل کا ہی دیکھ ذرا چشم مہر سے ‏ — کیون دیکھتا ہی چرخ کہن تو جلن کے ساتھ

لائق جو خرد ہین وہ شریک بزرگ ہین ‏ — گردش مین مہر و مہ بھی ہین چرخ کہن کے ساتھ

پالا پڑا چمن مین جو بلبل کی آہ سے ‏ — نرگس کا رنگ زرد ہوا یاسمن کے ساتھ

ٹپ ٹپ ہماری آنکھ سے گرتے ہین اشک خون ‏ — اغیار دوڑتے ہین جو اُسکی فٹن کے ساتھ

میدان مین آج ترک کے تیور ہی اور مین ‏ — زہ بر نہ کیون ہون آپ جبین کے شکن کے ساتھ

نازک کجا لب اُنکے کجا سنگ سرخ رنگ ‏ — دون اُنکی کیا مثال ہین لعل یمن کے ساتھ

کھوٹا ہی غیر آپ کے سکے پڑے ہوے ‏ — بازار مین نہ جائیے اُس بدچلن کے ساتھ

مرنے کے بعد غنچۂ امید کھل گیا ‏ — ٹرسے ملے جو خاک شفا کے کفن کے ساتھ

ابرو جو طفل شوخ کا دیکھا تو یہ کھلا ‏ — چھوٹی سی اک کمان ہی ناوک فگن کے ساتھ

آقا کا اپنے دل سے تجمل غلام ہی

محشر مین ہوگا دیکھنا شاہ زمن کے ساتھ

وقتِ زینت جوہرِ تیغ نظر ہی آئنہ
بزم مین اسواسطے سینہ سپر ہی آئنہ

اُسکو حیرت تکیہ جسکا یار کا زانو بنے
کسقدر غافل ہی کتنا بےخبر ہی آئنہ

بند کیون آنکھین ہین وقتِ صبح بیداری کے بعد
آرسی دیکھو نہین موجود گر ہی آئنہ

ٹکٹکی باندھے ہوے تکتا ہی ہر دم یار کو
بزم مین بیباک اُنکی کسقدر ہی آئنہ

تا سکندر صورتِ اصلی کو دیکھے بعد دفن
لاکے عبرت سامنے رکھدے کدھر ہی آئنہ

اُسکی پشتی پر یقیناً یار کی تصویر ہی
بزم جانان مین جو بیخوف و خطر ہی آئنہ

پوچھتے ہو کیا تجاہل سے کہ پوشیدہ نہین
میرے دل کا حال اے رشکِ قمر ہی آئنہ

کیا اِسے پیکا ہی اُس رشکِ قمر کے دید کا
بدر کی صورت جو پھرتا در بدر ہی آئنہ

تو جو دریا مین نہانے کو گیا ہی اے حسین
پرتوِ رخ سے ترے ہر اک بھنور ہی آئنہ

۲۰۵

یار سے آنکھین لڑاتا ہی تجمل ہر گھڑی
واقعی فولاد کا رکھتا جگر ہی آئنہ

۱۰
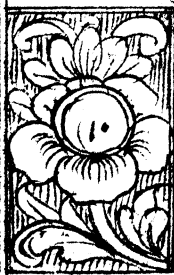
وحشت کا سلسلہ ہی جنون میرے دم کے ساتھ
زنجیر کا ہی سابقہ میرے قدم کے ساتھ

گردن سے بوجھ اُتر گیا ہوتے ہی سر جدا
احسان کیا یہ تیغ نے اک میرے دم کے ساتھ

دشتِ ختن مین یار کے گیسو جو کھل گئے
خوشبوے نافہ اُڑ گئی آہو کے رم کے ساتھ

میدانِ جنگ مین تنِ خاکی کو چھوڑ کر
روح روان چلی تری تیغِ دودم کے ساتھ

اعمال جب تلینگے ترازو سے حشر مین
پلّے پہ ہوگی رحمتِ یزدان کرم کے ساتھ

دیتی زمین فشار ہی مانند آسمان
مرقد مین بھی ہی سابقہ اہل ستم کے ساتھ

غیروں سے اب ملینگے نہ ہرگز یہ کیا کہا
فرمائین پھر حضور مکرر قسم کے ساتھ

مین نقدِ دل کو دیتا ہون بوسہ اگر ملے
گھاٹا نہین بدلنے مین ایسی رقم کے ساتھ

اے دل بجاے بوسۂ عارض پناہ مانگ
بل کھا رہی ہی زلف غضب پیچ و خم کے ساتھ

محشر کے روز اُٹھ کے تجمل مزار سے
جائیگا خلد مین شہِ والا ہمم کے ساتھ

۲۰۶ ردیف یاے تحتانی ۱۲

ٹھیرو رندو ایک دم رنگین شراب آنے کو ہی | جام زرین دختِ رز اب بیحجاب آنے کو ہی

وہ قمر کہنے لگا جانے دے ساقی اب مجھے | سن رہا ہون عاشقِ خانہ خراب آنے کو ہی

روکتا ہون اس دل ریان کو مین رکتا نہین | آہ کے ہمراہ اب منھ کو کباب آنے کو ہی

کہدو ساقی سے رہے ہشیار اپنے کام سے | آج میخانے مین ہر اک شیخ و شاب آنے کو ہی

بلبلین اس گلبدن سے آکے یون کہنے لگین | تجھ پہ صدقے ہونے گلشن سے گلاب آنے کو ہی

بھیجکر خطِ ناامیدی مین یہ سمجھاتا ہی دل | رکھ نظر لطفِ خدا پر اب جواب آنے کو ہی

شمع بھی افسردہ دل ہی عابد و بیدار تو | آئی تارون مین سفیدی آفتاب آنے کو ہی

یا الٰہی خیر ہو کیون دل دھڑکتا ہی مرا | شاید اسکا نامۂ غیظ و عتاب آنے کو ہی

چھوڑو میخواری کو رندو چلکے ہو جاو مرید | شیخ جی کو آسمانی اب کتاب آنے کو ہی

ایک مشتِ استخوان پر اسی زمین اتنا فشار | دل ترے ملنے کا بھی خانہ خراب آنے کو ہی

جان نثارو ظلم اٹھانے پر رہو تم مستعد
گذرے دن طفلی کے اب انکا شباب آنے کو ہی

چھوڑ کر دیرِ بتان کو اب تجمل آپ کا
سوے کعبہ بہرِ تحصیلِ ثواب آنے کو ہی

مصر مین لاکھون تھے یوسف کے خریدار بنے
یان مسیحا کے مرے کتنے ہین بیمار بنے

بس یہی کہنا ہی کافی کہ ہین عاشق ہون ترا
کچھ زبان سے جو کہون اور تو طومار بنے

بت پرستو کبھی گر کوئی ہمارے بت کا
نام لے بے ادبی سے تو گنہگار بنے

آجتک فرقتِ جانان مین ہون اتنا رویا
دانۂ اشک ہمٹواؤن تو انبار بنے

لائقِ دید ہی نیرنگِ جہانِ فانی
کل جو بے سیم تھے وہ آج ہین زردار بنے

مرغِ جان دینے احسان کیا کاٹ کے سر
بار گردن کا جو اُترا تو سُبکبار بنے

آکے بالین پہ مرے میرے مسیحا نے کہا
ہی صحیح امر یہ تم جھوٹ ہو بیمار بنے

طائرِ دل کے پھنسا لینے کو اے صید افگن
صورتِ دام ہین زلفون کے ترے تار بنے

دے جو اسلام کو تبخانے مین وہ شوخ رواج
لیکے تسبیح برہمن ابھی دیندار بنے

ناخنِ دستِ جنون سے جو ابھی چاک کرون
دامنِ وحشت گریبان کے لیے تار بنے

سیرِ گلشن کو جو تجمل کا جو گلرو نکلے
دیدۂ بلبلِ گلزار مین گل خار بنے

بھلا باد خزان جب سے چلی ہے
کہو اے بلبلو کیا سب کے کلی ہے

ہوے اس گل پہ صدقے گل چمن کے
حسد سے دیکھکر بلبل جلی ہے

بنے ہین ثانیِ نقشِ کفِ پا
اب او جشم ہم ہین اور تیری گلی ہے

تنا ہے جب سے تیغ وہ سفاک
مرے دل مین پڑی اک کھلبلی ہے

رقیب اس بزم سے نکلا ہوا کیا خوش
کہ صرف اک دم کو یہ آفت ٹلی ہے

نہین شک کوئی اسکی سادگی مین
کہ مادرزاد میرا دل ولی ہے

گھٹے دم کیون نہ بلبل کا قفس مین
کہ یہ صحنِ گلستان مین پلی ہے

جوابِ گلستان ہو کیون نہ دیوان
مری تصنیف کیا پھولی پھلی ہی

تبا بلبل چمن کی کیا ہی حالت
خزان کی وان ہوا جب سے چلی ہی

لحد مین کسلیے ہو خوف مجھکو
کہ سینے پر رقم نادِ علی ہی

کریگا اب دلِ عشاق پامال
جو منہدی پانون مین اُسنے ملی ہی

برائے مغفرت مجھکو تجمل
بروزِ حشر کافی یا علی ہی

آیا کبھی قریب نہ آرام کے لیے
سینے مین دل تڑپتا ہی گلفام کے لیے

غفلت مین ہم بھی خاک نہ سمجھے ہزار حیف
پیدا ہوے تھے آے تھے کس کام کے لیے

دل ہی حسین پرست ذرا اُسنے ساقیا
بانکی سے دخترِ رز ہو مرے جام کے لیے

مجھکو شمیمِ زلف سونگھا دیجیے مسیح
درکار یہ علاج ہی سرسام کے لیے

گلشن سے آج بلبلین گلرو کے واسطے
پھولون کے گجرے لائی ہین سب نام کے لیے

رزاق رزق وقت پہ پہونچائیگا ضرور
فکرِ غذا نہ صبح کو کر شام کے لیے

۲۱۰
ہو عاقبت بخیر تجمل کی یا خدا
آغاز مین دعا ہی یہ انجام کے لیے
۱۰

قول آنکھ کا ہی سُنکے صفت تیری کمر کی
تشخیص سراسر ہی غلط تا رِ نظر کی

فواروں سے تعظیم کو اُٹھا ہی جو پانی
حمام مین آمد ہی یہ کس رشکِ قمر کی

وہ آہ ہی کیا جسمین نہ لاکھون ہون شرارے
بے پھولے پھلے قدر نہین ہوتی شجر کی

اُس زلف مین دیکھا دلِ پر داغ کو جسدم
تصویر پھری آنکھون مین طاوس کے پر کی

یہ کثرتِ داغ اُسمین نہ جسدم نظر آے
دون لالہ سے کسطرح مین تشبیہ جگر کی

اے چرخ ستا مجھکو ستائیگا کہان تک
کٹتا نہین دن رات تو مر مر کے سحر کی

کیون دُبلے ہوے جاتے ہو کچھ خیر ہی قاضی
کیا شہر کی کچھ آج کسی نے ہی خبر کی

لینا خبر اُسوقت مری اے شہ ابرار
جسوقت خبر ہوگی پدر کو نہ پسر کی

انسان ہین ہم حیف نہین اسپہ بھی قانع
گر حورون نے تو تجھ مین ہی غلت سے ابھر کی

۲۱۱

آتش سے جہنم کی تجمل کو ہو کیون خوف
دامن یہ نچوڑے تو بجھے نار سقر کی

۵

کل جو ساقی ترے میخانے سے مخمور چلے
سنگ غم سے گئے ہم شیشۂ دل چور چلے

جاتے وقت آپ بہت شاد تھے ای حضرت دل
اب نکالے جو گئے کس لیے رنجور چلے

مل گیا دست درازی کا رقیبون کو محل
یار میخانے سے کیون نشہ مین یون چور چلے

عمدہ و بہتر ہوا دل بھی ہی آخر بھی ہی رنج
آئے تھے روتے ہوے ہنستے ہین بچور چلے

۲۱۲

کسلیے تمنے تجمل کو کیا ہجر رنجور
ہائے اغیار تو سب جاتے ہین مسرور چلے

۸

وصل کی شب کوئی دم مین گذر جانے کو ہی
مہر آنے کو ہی وہ رشک قمر جانے کو ہی

چند دن سے ہی خبر مشہور اسکے کوچ کی
ای صبا تبلا دے وہ گلرو کدھر جانے کو ہی

پھنس کے تیرے دامِ گیسو مین اے نازک ادا
طائرِ دل جا چکا مرغِ جگر جانے کو ہے

ہو نہ نازان حسنِ زلف و رخ پہ کر کے اعتبار
ایک دن یہ شام غافل یہ سحر جانے کو ہے

شوق کے معنی یہ ہین گو وہ نہین لکھتا جواب
خط ہزارون جا چکے پھر نامہ بر جانے کو ہے

سر فروشی کے لیے تیار ہے عاشق ترا
اب ترے کوچے مین بے خوف و خطر جانے کو ہے

آمد اس سروِ سہی کی سن کے استقبال کو
سرو لیکر فاختہ کو بے خطر جانے کو ہے
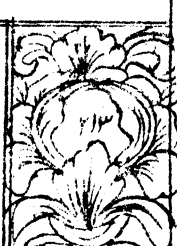
اے تحمل مصلحت یہ ہے کہ مل لو راہ مین
دوست اِس دم سنتے ہین دشمن کے گھر جانے کو ہے

ایک دم دل نہین سنبھلتا ہے
دم بدم سینے مین اچھلتا ہے

بیوفا نے بگڑ کے مجھسے کہا
کیون نہین در سے میرے ٹلتا ہے

یار کہنے لگا کہ کوئی کام
نہین تحمل سے نکلتا ہے

بتا کیا خطا ہوئی مجھسے
آنکھیین کس واسطے بدلتا ہے

پہلے روکا اُنھین نہ کیون دل نے
نفع کیا اب جو ہاتھ ملتا ہی

لاکھ چاہا نہ آئے وہ مرے گھر
نہین فقرون سے کام چلتا ہی

ہر گہ حسن سے وہ بت سرمست
چال متوالی کیسی چلتا ہی

دیکھ ساقی کہین نہ سر کہ ہو
خُمِ مے آج کیون اُبلتا ہی

یا خدا خیر آج سینے مین
بے طرح دل مرا اُچھلتا ہی

کیون نہ حیرا کھون مین گردون کو
ہر دم اک رنگ یہ بدلتا ہی

۲۱۴ یار تو بس مین ہی تجمل کے
کفِ افسوس غیر ملتا ہی ۹
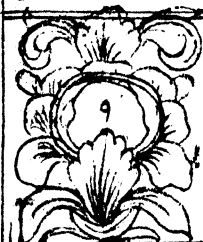
زمین رہیگی نہ باقی نہ آسمان باقی
رہیگی ذاتِ خداوندِ انس وجان باقی

بتاؤ لیلی و مجنون ہین اب کہان باقی
جہان مین رہگئی ہی اُنکی داستان باقی

غرورِ حسن پہ اے طفل کر نہ بہرِ خدا
جہانمین پیر رہینگے نہ یہ جوان باقی

یہ سوزِ ہجر نے اسکو جلا کے خاک کیا
رہا نہ سینے مین دل کا کہین نشان باقی

گرسنگانِ جہان کا جو دست رس ہوتا
نہ رہتا مہرِ فلک کا بھی قرصِ نان باقی

تمام پیشِ سگِ کوے یار صرف ہوئین
رہی نہ ایک دعا بہرِ پاسبان باقی

یہ تیرے دور مین ہی بت رواج کفر کا ہی
کہ مسجدون مین نہین نام کو اذان باقی

شبیہ تیری کفِ پا کا چہرہ اسکا ہی
یہ آجتک ہی دلِ ماہ مین گمان باقی

اجل تحمل اُلٹ دیگی ایک دن یہ بساط
رہینگے یار نہ ہمدم نہ مہربان باقی

آج میخانے مین میرا دلربا آنے کو ہی
ساقیا ہشیار رہو گلگون قبا آنے کو ہی

نغمہ سنجی پھر کرینگے عندلیبانِ چمن
فصلِ گل گلشن مین ہی بادِ صبا آنے کو ہی

باغبان سے کہدو کر دے ہر روش آراستہ
سیرِ گلشن کو مرا نازک ادا آنے کو ہی

چار دن کی فصلِ گل پر تو بہت اترا گئی
بلبلِ خود رفتہ اب تیری قضا آنے کو ہی

گل سے دل گھبرا رہا ہے یا الٰہی خیر ہو
سر پہ عاشق کے کوئی تازہ بلا آنے کو ہے

صبح سے اے عندلیبو باغ میں ہوں منتظر
کچھ پیام اُس گل کا اب لیکر صبا آنے کو ہے

جامِ مے خم اور صراحی میکدہ بھی صاف رکھ
ساقیا دم میں ہمارا مہ لقا آنے کو ہے

کیوں پریشان اے تجمل ہو زیارت کے لیے
جلد اب وقتِ حصولِ مدعا آنے کو ہے

۲۱۶ ۱۲

وصل کے اقرار کی تحریر آدھی رہگئی
ہو گئی جلدی سحر تقریر آدھی رہگئی

قیس کہتا تھا جنوں ہے دیکھ تو گردش مری
پاؤں میں گھس گھس کے اب زنجیر آدھی رہگئی

تھی تمنا دو کی مجھکو اور اک بوسہ ملا
کیا دعاؤں میں مرے تاثیر آدھی رہگئی

لاغری نے قیس کے طرفہ دکھایا شعبدہ
گھٹ کے آئینہ میں بھی تصویر آدھی رہگئی

دستِ قاتل کی نزاکت سے ہوا پورا نہ کام
کھنچ کے میرے حلق پر شمشیر آدھی رہگئی

بڑھ گئی خودرفتگی یہ مانی و بہزاد کی
کھنچتے کھنچتے یار کی تصویر آدھی رہگئی

دوپہر کے وقت اُلٹی رخ سے جب اُس نے نقاب
چرخ پر خورشید کی تنویر آدھی رہگئی

ہوگیا حجام کا کاٹا جو گیسو اُسکا نصف
دل تھے جکڑے جسمین وہ زنجیر آدھی رہگئی

خاک پاے یار سے کیا تو نے کی تھی ہمسری
کیون تری توقیر اے اکسیر آدھی رہگئی

خط بنا کر نصف یہ حجام بولا یار سے
مصحف رخ کی بس اب تفسیر آدھی رہگئی

سرو قد اُٹھتا تھا یا اب نصف قد اُٹھنے لگا
یار کے آگے مری توقیر آدھی رہگئی

گھر نہ آرستے ہی مین کرے تجمل سے کلام
اب تو خواہش اے بت بے پیر آدھی رہگئی

رگ گردن نہ کٹی اُسکی تبر ٹوٹ گئے
رشتۂ امید کے اے بانی شر ٹوٹ گئے

عزت دہر ہے اک چشم زدن مین ذلت
اشک آنکھون سے گرے جبکے گہر ٹوٹ گئے

حال میخانہ مین مستون کا نہ پوچھو ہم سے
شیشہ کیا ٹوٹ گیا اُنکے جگر ٹوٹ گئے

وامق و کوہکن و قیس تو موقوف ہی کیا
اُسکی دیوار سے کن کن کے نہ سر ٹوٹ گئے

اڑ کے جا سکتے نہین سوے چمن ای صیاد — ایسے مرغانِ قفس ترپے کہ پر ٹوٹ گئے

شیشۂ قلبِ شکستہ کا ہی جڑنا دشوار — ق — سنگِ غم سے مرے سب لختِ جگر ٹوٹ گئے

ہنسکے بولا وہ ستمگر ہین کہان لختِ جگر — جھوٹ کہتا ہی دکھا مجھکو کدھر ٹوٹ گئے

شوق سے دیکھیے لیکر گہرِ اشک مرے — کیا سزا ہاتھ سے یہ گرکے اگر ٹوٹ گئے

کیون نہ آنکھون مین مری پھر یار اندھیرا چھائے — پھنسکے گیسو مین ترے تارِ نظر ٹوٹ گئے

فرقتِ یار مین آندھی یہ چلی آہون کی — جتنے عالم مین تھے سرسبز شجر ٹوٹ گئے

کوہکن کوہ کو کاٹا کیا پر کٹ نہ سکا — مقصدِ دل نہ ملا کتنے تبر ٹوٹ گئے

رہگئی دل مین ترے سیبِ زنخدان کی ہوس — نخلِ امید مین آ آکے ثمر ٹوٹ گئے

شمعِ محفلِ اغیار مین پروا کیا ہی — شیشے فانوس کے ٹکرا کے اگر ٹوٹ گئے

خالِ رخسارِ صنم سے وہ مقابل جو ہوے — تیغ کے ہاتھ سے گلہاے سپر ٹوٹ گئے

زندگی بحرِ جہان مین ہی تحمل کوئی دم

۵ بلبلے دیکھو ادھر اُٹھے اُدھر ٹوٹ گئے ۲۱۸

ساقیا خاموش کیون بیٹا لعنت بوتل مین ہی
بیچکے رندون سے ہی کیسی دختر رز دم بخود
محتسب کی میکدے مین ہی جو آنے کی خبر
ہی پری کی طرح سے شیشے مین اُتری دخت رز

بھول ہی آواز قلقل کیا سبب بوتل مین ہی
جلوہ آرا خوب با عیش و طرب بوتل مین ہی
دخت رز بیتاب ہو کر جان بلب بوتل مین ہی
چھپ کے میخوارون سے برنج و تعب بوتل مین ہی

۶ پی چکے سب رند اب حصہ تحمل کا ہی یہ
ساقیا جلدی پلا جو کچھ کہ اب بوتل مین ہی ۲۱۹

جان دیدین یہ دل مین آیا ہی
میکدے مین جو واعظ آیا ہی
مجھسے ہر دم وہ ہنسکے کہتے ہین
زلف مشکین یہ تیرے ہوتے ثنا

تمنے ہمکو بہت ستایا ہی
اِسکو کسنے پتا بتایا ہی
کسلیے تمنے دل لگایا ہی
مشک نافہ ختن سے آیا ہی

میری آواز سُنکے وہ بولا
دیکھو ڈیوڑھی پہ کون آیا ہی

بلبلین اُڑ گیئین ہین گلشن سے
کیسا صیاد نے ستایا ہی

اے صنم پوچھتا ہون مین کسنے
روٹھہ جانا تجھے سکھایا ہی

گلبدن کی جو آج ہی آمد
باغ نے فرشِ گل بچھایا ہی

بات تم شرم سے نہین کرتے
کسلیے پھر ہمین بُلایا ہی

بلبلین کسلیے ہین نغمہ سرا
آج گلشن مین کون آیا ہی

۲۲۰
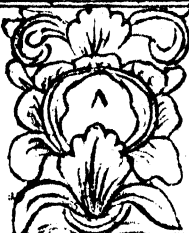
اب ہمین کچھ نہین تحمل غم
اُس قمر نے گلے لگایا ہی

۸

یار تھا مجھسے مکدر اب صفائی ہوگئی
شکر ہی قیدِ مصیبت سے رہائی ہوگئی

تجھسے شکوہ کچھ نہین اے بت ہی قسمت کا قصور
ایک تو دشمن ہوا کیا سب خدائی ہوگئی

دیکھکر اُس گلبدن کو کیسی دونون مین چلی
بلبل و گل مین عجب باہم لڑائی ہوگئی

بار اب پھولون کے کنگن کا بھی اٹھ سکتا نہین
رفتہ رفتہ آنکی یہ نازک کلائی ہوگئی

دیکھکر مہر و کو میرے چہرۂ خورشید پر
ایسی زردی آگئی رنگت طلائی ہوگئی

مرکے دنیا سے گیا ہر ہاتھ خالی کس طرح
کیا سکندر کی وہ ساری بادشاہی ہوگئی

طمع سے دانے کی پھنسکر دام مین صیاد کے
بلبل و گل مین بس اب کیسی جدائی ہوگئی

اے تجمل پھر تو تجھسا کوئی دنیا مین نہین
یار کے در تک اگر تیری رسائی ہوگئی

مرید آکے صغیر و کبیر کیون ہوتے
سفید ریش نہوتے تو پیر کیون ہوتے

حسین ہوتے نہ تم تو اسیر کیون ہوتے
تباہ حال یہ برناؤ پیر کیون ہوتے

تمھارے حسن کی شہرت اگر نہ ہم کرتے
تو تم جہان مین عدیم النظیر کیون ہوتے

ہمین جو بھول کے ہوتی ہوس رہائی کی
تمھاری زلف سیہ کے اسیر کیون ہوتے

تمھارے دل مین اگر ہوتی میری کچھ بھی جگہ
رقیب میرے تمھارے مشیر کیون ہوتے

تمھارے عشق مین گر آن بہا سے رہتے
خدا کرے کہ کسی سے نہ کوئی دب جائے
اگر علی کو نہ مرغوب طبع ہو جاتے
پہنتے جبہ و دستار اسطرح نہ اگر

تمھاری آنکھون مین اتنے حقیر کیون ہوتے
شریر ہوتے جو ہم تم شریر کیون ہوتے
سواے دانۂ گندم شعیر کیون ہوتے
جہان مین سالکون کے شیخ پیر کیون ہوتے

۲۲۲

نہوتا دل سے تحمل جو دستدار علی
خدا کے سامنے وہ دستگیر کیون ہوتے

۱۰

جو ساقی یار رہتا میکدے مین اور ہم ہوتے
جیا جب تک جہان مین بس رہی یہ آرزو مجھکو
مزہ اس رنج غربت کا جو عاشق ہو وہی جانے
جو زندہ قیس ہوتا ہم مقابل اسکے ہو جاتے
ترے زیر قدم خود دو ڈکے یہ فرش ہو جاتے

تمنا سب نکل جاتی نہ پھر رنج و الم ہوتے
کہ سینہ سینے سے اور لب لبا سے لگے ہم ہوتے
جو تم عاشق مرے ہوتے تو پھر کیا کیا ستم ہوتے
نہ ہم سے بیش وہ ہوتا نہ ہم کچھ اس سے کم ہوتے
میسر مردم دیدہ کو میرے گر قدم ہوتے

نحوست تیرے عاشق کی جہان مین صاف ظاہر ہے
میان عاشق و معشوق خواہش تھی یہ الفت کی
یقیناً لاش عاشق کی لحد مین بخیط ہوتی
گرفتار مصیبت ہین ہم اہر بت اپنے ہاتھون سے

کبھی جلتا نہ وحشت و در نہ ایسے گر قدم ہوتے
بظاہر گو تھے دو قالب باطن ایکدم ہوتے
سر تربت اگر وہ فاتحہ خوان ایکدم ہوتے
نہوتے گر ترے عاشق تو کیون یہ رنج و غم ہوتے

تجمل کس زبان سے کرسکے توصیف احمد کی
نہوتی ذات اقدس تو نہ یہ لوح و قلم ہوتے

ہر جا گا بخت خوابیدہ وہ عیا کیون تغافل ہے
نہین ہو زلف جانان سے اگر کچھ سلسلہ اسکو
دہن کا تیرے قایل ترے عارض کا وہ عاشق
ادھر زر ادھر زر ادھر بیمار ادھر اچھا

رخ جانان کے بوسے لے لبس اب دل کیا تامل ہے
پریشان باغبانو کس لیے گلشن مین سنبل ہے
ترا مداح گلشن مین ہر اک غنچہ ہر اک گل ہے
اگر دیکھو تو کوئی شی نہین یان بے تقابل ہے

نہ ٹال اسکو خدارا وعدۂ فردا سے محشر پر

(۲۲۴) ترے دیدار کا مشتاق مدت سے تجمل ہے

وصل کی شب یا خدا کیون اتنی چھوٹی ہوگئی
نقدِ دل دینے پہ بھی تقدیر کھوٹی ہوگئی

چشم و ابرو خال و خط سب یہ تو موذی تھے مگر
دل کے ڈس لینے کو ناگن تیری چوٹی ہوگئی

(۲۲۵) بلبلو خوش ہو تجمل یہ سناتا ہے خبر
مر گیا صیاد تو تیجے کی روٹی ہوگئی

جھوٹے وعدے ہو روز کر جاتے
کر کے اقرار ہو مکر جاتے

سبزۂ روے یار گر پاتے
آہو آنکھون سے آکے چر جاتے

عاشقون مین بڑی تھی بدنامی
تیرے کوچے سے ہم اگر جاتے

ہجر مین میرے نالۂ سوزان
آگ لگتی اُدھر جدھر جاتے

پر کترتا اگر مرے صیاد
باغ مین اُڑ کے بال و پر جاتے

روکتے پھر نہ یار کے دربان
ساتھ گر لے کے سیم و زر جاتے

رکھدے تلوار کے تلے گردن
وہ نہ تھے ہم ذرا جو ڈر جاتے

تو نہوتا جو راہبر مجنون
کسلیے سوے دشت و در جاتے

ہمنے ایسی کڑی اُٹھائی ہی
آ کے سب کہکے الحذر جاتے

گر زبان سے نہ دیتے مجھکو جواب
ابرو‌ون سے اشارہ کر جاتے

دیکھ لیتے جو شیخ میخانہ
خم کے خم آکے خالی کر جاتے

آستان پر جو اُسکے ملتی جا
کیون تجمل اِدھر اُدھر جاتے

کھدی جب قبرِ عاشق خاک نکلی
صدا اک ہاے کی غمناک نکلی

ہزارون کو کیا اک دم مین زخمی
عجب تیغِ نگہ سفاک نکلی

خدا سب کو بچائے دخترِ رز سے
عجب ناکتخدا چالاک نکلی

نہ ڈوبی یہ کبھی بحرِ جہان مین
بطِ مے کس قدر پیراک نکلی

قضا بھی بھاگ جائیگی جہان سے
جو تیری تیغ اے سفاک نکلی

دیا بھی اُسنے تو اک لب کا بوسہ
ہماری آرزو کیا خاک نکلی

تری تصویر سے تصویر یوسف
مقابل جب ہوئی کاواک نکلی

وہ وحشی تھے کہ دیوانے ہمارے
جو نکلی بیت وحشتناک نکلی
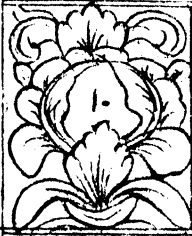
۲۲۷ حسد سے دیکھنا روحِ تجمل ۱۰
غم شبیر مین غمناک نکلی

اے بت گداہین در کے ترے دل جلے ہوے
دھونی کا ہین بھبوت بدن پر ملے ہوے

پامال کرنے کو دلِ عاشق کی فکر ہے
قاتل جو دست و پا ہین ہے منھدی ملے ہوے

ابرو ہین عقرب اور ہین گیسوے یار مار
جوڑے یہ موذیون کے غضب ہین پلے ہوے

آویزے ہین سیاہ جو اُس بت کے کان مین
یہ عاشقون کے دل ہین لٹکتے جلے ہوے

مردون کو دیکھکر یہ نکیرین کہتے ہین
مہمان لحد مین آئے ہین منزل چلے ہوے

چھیڑا جو مہروش کو تو قسمت کو دیکھیے
کیا موسمِ خزان ہی کہ ویران ہوے چمن
کہنے لگا صنم کہین نازل نہو بلا
دارا کا ہی پتا نہ سکندر کا ہی نشان
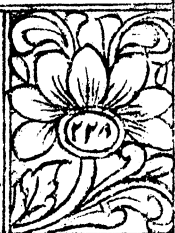
بولا وہ تمسے ہمتو بہت ہین جلے ہوے
بے پھول پھل ہے ہو جو شجر تہے پھلے ہوے
کوچے سے میرے رہیو ذرا تم ٹلے ہوے
لاکھون اِسی طرح سے زمین کے تلے ہوے

۲۲۹

محشر مین حق کے آگے تجمل کو دیکھنا
جائیگا خاک تربتِ حیدر ملے ہوے

۸

مثالِ صاعقہ بجلی جو کانون کی چمکتی ہی
گلون کے چند روز حسن پر یہ کبر کی باتین
پلاتا کیون نہین ساقی ہمہ دل بتیاب مستون کا
ارے صیادِ ظالم بال و پر کیون نوچ ڈالے مین
نہ آجائے کہین جانے تجھے کو دنا چھوڑو

یہ ضو ہی جس سے آنکھ اہلِ تماشا کی جھپکتی ہی
ارے بلبل زبان کو روک کیون بکا بکتی ہی
مے گلرنگ کیسی آج شیشے مین چمکتی ہی
قفس مین مثلِ بسمل بلبلِ نالان پھڑکتی ہی
تمھاری بار کا کل سے کمر ہردم لچکتی ہی

نہ ڈس جائے کسی کو زہر اسکا لا دوا سمجھو
کمر پر زلف جانان کی جو ناگن سی لٹکتی ہی

مکان یار مین تو بے طلب جانا ہی نا ممکن
اری باد صبا سر اپنا کیون در پر ٹپکتی ہی

تجمل سُننے والون مین ہی عالم مرغ بسمل کا
طبیعت میری ہر اک شعر کو سنکر پھڑکتی ہی

۲۲۹

بلندی کا نہین ہی نام بھی اس پست ہستی ہی
لحد پر عاشق ناشاد کے حسرت برستی ہی

کسی بسمل مین دم تک بھی نہین باقی ہی مقتل مین
تری تلوار اے سفاک کیون ہر بار کستی ہی

سحر کو شام کو زلف سیہ اُس ماہ تابان کی
دل عاشق کو ناگن کیطرح بل کھا کے دستی ہی

متاع مہر ہی وہ قیمتی بازار عالم مین
اگر ملجائے نقد دل کے دینے سے تو سستی ہی

یہ چلا کر ترا عاشق سر بازار کہتا ہی
متاع نقد دل ہان مول لیلو کیسی سستی ہی

ہون قائل ظاہری اسلام کے کیا اہل تنخانہ
خدا کے گھر مین کہ شیخ صرف بت پرستی ہی

خمیدہ ابروئے قاتل کا ہونا عین خوبی ہی
اصالت مین وہی اچھی ہی جو تلوار کستی ہی

۱۷

پلا دے ساقی کوثر تجمل کو مُو طاہر
دل بیتاب کو اُسکے ازل سے شوق مستی ہے

مے سے اور قاسم مے سے جو مرا زور چلے
دور مے آٹھ پہر خوب شرابور چلے

ہم بغل ہوتے ہی پہلو سے روانہ وہ ہوے
رہگئی دل مین ہوس کرتے ہوے شور چلے

سیر گلشن کو ہمارا جو سلیمان نکلا
اُسے لینے کے لیے رقص کنان مور چلے

عمر بھر مانگین دعائین نہ بر آئی امید
لیکے ہم لشکر اندوہ تہ گور چلے

ڈر سے دربانون کے دیکھو شب دیجور مین ہم
چلے اسطرح پہ جسطرح کوئی چور چلے

حق نے کِسواسطے بھیجا تھین کیا تمنے کیا
آنکھین کھولے ہوے آئے تھے مگر کور چلے

کیسی حسرت سے یہ کہتا ہے تجمل دل سے
سچ تو کہتے ہو کہ تقدیر سے کیا زور چلے
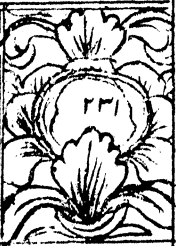
تری فرقت مین ایسی نیند عاشق کی اُچٹتی ہے

نہین کاٹے کسی صورت سے کالی رات کٹتی ہی
سوا اُس گل کے پڑ جاتے ہین اُسکو جان کے لالے
وہ کاکل مثلِ افعی جسکی گردن سے لپٹتی ہی
کہو اُس طفل سے نازان نہو خوبی کے بڑھنے پر
شباب آتا نہین ہی دیکھ تیری عمر گھٹتی ہی
صدا تکبیر کی دیتی ہی دم الفت کا بھر بھر کر
رگِ گردن جو میری خنجرِ قاتل سے کٹتی ہی
مثالِ مرغِ وحشی ہی پر پرواز کو تولے
جدا ہونے کو مجھسے روح قالب مین سمٹتی ہی
محبت کیا نہین باقی ہی اب گلشن کے پھولون سے
بتا بلبل تو کیون گلرو کے دامن سے لپٹتی ہی

تعجب پر تعجب ہی کبھی اُلجھی نہ تھی ایسی
جنون تبلادے کیون زنجیر پاؤن مین لپٹتی ہی
خدا کی شان میرے گھر پہ اُنکو غیر لے آیا
عدو بھی دوست ہو جاتے ہین جب قسمت پلٹتی ہی

تجمل کو بشارت یہ ملی ہی اپنے آقا سے
کہ آ پہونچے خوشی کے دن مصیبت ساری کٹتی ہی

ہوا خزان کی چلی اب بہار چل نکلی
چمن سے بلبلون کی بھی قطار چل نکلی
فراقِ غنچہ و گل مین چمن سے اب بلبل
لیے ہوے جگرِ داغدار چل نکلی
تمھارے رخ پہ خطِ سبز کی جو آمد ہی
شبابِ حسن کی اب تو بہار چل نکلی
تلاشِ قیس مین لیلی بھی جانبِ صحرا
حجاب کچھ نہ رہا بیقرار چل نکلی
ہماری روح مسیحا تلاش مین تیرے
بدن کو چھوڑ کے کیا بیقرار چل نکلی
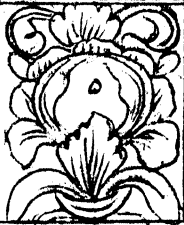
تمھارے ہجر مین اب تو ہماری آہِ جگر بر
رُکی نہ رُکنے سے بیقرار چل نکلی

ہوا جو قلب تجمل کا آب ہو کر بہ
اُسی سے چشم کی بھی جو ئبار چل نکلی

یہ سلجھانے سے میرا اور کچھ بڑھکر اُلجھتی ہے
بتا یہ کاکلِ مشکین تری کیونکر سُلجھتی ہے

نہین ہے بے سبب یہ مسکرانا اے صبا ہر دم
چمن مین ہر کلی بلبل کی باتون کو سمجھتی ہے

خدا کی شان ہے زائل کیا ہے حسن کب اُسنے
تمھاری زلف اے جانا خط سے کیون کر دم اُلجھتی ہے

کبھی سیلا منا کرتی نہین ہے شیخ صاحب کا
نہین معلوم کیا بنت العنب دل مین سمجھتی ہے
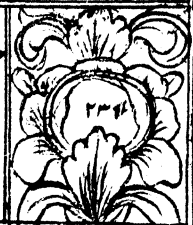
تجمل ہجر جانان مین طبیعت ہے یہ شوریدہ
کہ اسکو لاکھ سمجھائے کوئی یہ کب سمجھتی ہے

مشکل عشق الٰہی مری آسان ہو جائے
ملنے کا اُس ستم ایجاد سے سامان ہو جائے

وہ پری وش جو سوے میخانہ جو آ نکلے کبھی
دیدۂ جام مین کچھ اور ہی سامان ہو جائے

باغ جنت کو بھی گر یار سے خالی دیکھون
کیا عجب نظرون مین میرے وہ نیستان ہوجاے

دل دیوانہ یہ کہتا ہی کہ اِی جوشِ جنون
ٹکڑے ٹکڑے ترے ہاتھون سے گریبان ہوجاے

ہاتھ کا تیرے لکھا ہو جو شہادت نامہ
میری بخشش کا وہی حشر مین فرمان ہوجاے

عکس پڑ جاے اگر چہرۂ روشن کا ترے
ذرہ ہم مرتبۂ مہر درخشان ہوجاے

تیغِ ابرو سے قلم سر کو جو میرے کر دے
ہون سبکدوش مین قاتل ترا احسان ہوجاے

دیکھ لے گر سر بازار کہین حسن و جمال
بس خریدار ترا یوسفِ کنعان ہوجاے

کبک اشرمندہ ہو اور برگِ حنا ہو پامال
گلبدن اپنا چمن مین جو خرامان ہوجاے

چشمِ انصاف سے دیکھے جو ترا جاہ و حشم
ہر شہنشہ ابھی در کا ترے دربان ہوجاے

دستِ دشمن سے اُسے پہونچے بھلا خاک گزند
مثل یوسف کے خدا جسکا نگہبان ہوجاے

قبرِ عاشق پہ گذر ہو جو مسیحا تیرا
زندہ اک آن مین وہ مردۂ بیجان ہوجاے

خالقِ کون و مکان گر کرے رحمت کی نظر
گل نہین خار سر اک دشت گلستان ہوجاے

بخت شوریدہ وہ ہوجاؤن تو ہر ذرۂ خاک
روکنے کے لیے در کا ترے دربان ہوجاے

ہے دعا تجھسے یہ ہر دم مرے ستار عیوب
لاش عاشق کی پس مرگ عریان ہوجاے

فصل گل کی جو ابھی آئے تو ہر زخم جگر
لالہ و گل کیطرح سینے مین خندان ہوجاے

حکم خلاق ہو تو ہر کوہ پر کاد بنے
مور رتبے مین ابھی رشک سلیمان ہوجاے

٢٣٥

کچھ نہین روضۂ حیدر پہ پہونچنا مشکل
گر تجمل پہ ذرا رحمت یزدان ہوجاے

ساقی کوئی دم تو مے گلفام کی ٹھہرے
ہان طالب مے کے لیے آرام کی ٹھہرے

اے پیر مغان کسلیے ہے تجھکو تامل
زر دینے کو تیار ہون اک جام کی ٹھہرے

ہم پہلے ہی سے دیچکے تجھے نقد دل اپنا
اب جان بھی حاضر ہے اگر کام کی ٹھہرے

اس گل سے تو اب سامنے گفتار ہے مشکل
بلبل کے وسیلے ہی سے پیغام کی ٹھہرے

گھربار لٹا دون مین ابھی راہ خدا مین
اے بخت اگر وصل گل اندام کی ٹھہرے

گھبراتا ہے کیون کوچۂ جانان مین یہ دل
چلنے کے لیے صبح نہین شام کی ٹھہرے

فرقت کے تو ابتک ہین پڑے داغ ہزارون
اب دیکھیے کیا اِس دلِ ناکام کی ٹھہرے

قاصد مرے گلرو کی خبر جلد جو لادے
تجویز ترے واسطے انعام کی ٹھہرے

دکھلاتے نہین شکل جو کوٹھے سے اُتر کر
راضی ہون مین دیدارِ لب بام کی ٹھہرے

ہے دل کو یقین وصل مین کچھ ہو نہ تامل
گر دخترِ رز شیخ کو بیدام کی ٹھہرے

ہوجاے صفائی مرے ساقی کی بدولت
اُس گل سے جو تفہیم کی ابہام کی ٹھہرے

کرتا ہون نصیحت اُنھین لیکن مجھے ڈر ہے
ایسا نہو نیکی مین بھی الزام کی ٹھہرے

کعبے کے عوض پھر طوافِ درِ جانان
اب قصد مصمم ہے کہ احرام کی ٹھہرے

ڈر مجھکو ہے ایسا نہو بوسے کی طلب مین
بیفائدہ پھر یار سے دشنام کی ٹھہرے

دنیا کے بکھیڑون مین پڑے کیون ہو تجمل
آغاز مین سب کر چکے انجام کی ٹھہرے

نقد دل دیتے نہ گر تجھکو توانگر ہوتے
کسلیے دست نگر تیرے ستمگر ہوتے

وجہ آوارگی دہر ہی کوچہ تیرا
نہ قدم رکھتے یہان لوگ نہ بے گھر ہوتے

دیکھ لیتے جو کبھی مسند خوبی پہ تجھے
تو گمسران ترے دارا و سکندر ہوتے

خانہ بربادیِ عاشق کا کہان ذکر نہین
سن لے ای شوخ کہ چرچے ہین یہ گھر گھر ہوتے

ای فلک ہوکے خجل تیری نظر سے گرتے
یار کے رخ سے مہ و مہر جو ہمسر ہوتے

اشک آنکھون سے مرے ہجر مین تیرے گر کر
ٹوٹتے گر نہ تو گوہر سے بھی بہتر ہوتے

جب جِلا سکتے مسیحاے فلک کشتۂ ناز
تب مسیحائی مین وہ تیرے برابر ہوتے

گنجفے کے ہین ورق میری نظر مین افلاک
آہ کرتا مین تو دم بھر مین یہ ابتر ہوتے

مثلِ بلبل نہ جدا ہوتا مین اپنے گل سے
اپنے بازو مین بھی پرواز کو گر پر ہوتے

ضربتِ تیغِ علی تھی کہ خدا کا تھا قہر
قطع کسطرح نہ جبریل کے شہپر ہوتے

ٹھیک سنتے نہ نکیرین امامت کا جواب
نام معصوم اگر مجھکو نہ ازبر ہوتے

اپنے سینے مین یہ کیون داغ ہزارون ٹپتے
آتش رخ پہ جو اسپند نہ دلبر ہوتے

حشر کے روز بھلا کون شفاعت کرتا
حامی کل امم گر نہ پیمبر ہوتے

تیرے بیمار غم ہجر کو اے رشک مسیح
دیکھنے آتے جو عیسی بھی تو ششدر ہوتے

طوق گردن مین غلامی کا پہن لیتے ابھی
قامت یار سے ہمسر جو صنوبر ہوتے

دین اسلام کسی طرح نہ اکمل ہوتا
نائب احمد مرسل جو نہ حیدر ہوتے

۲۴
اے تجمل کبھی اصنام نہوتے پامال
دوش احمد پہ جو کعبے مین نہ حیدر ہوتے
۲۵

مین تنگ آیا ہون اُس بت کی کمر سے
دہن کی طرح غائب ہے نظر سے

نہ دیکھو تم نگاہ تیز تر سے
گذر جائیگا یہ ناوک جگر سے

رخ سیمین کا اک بت کے ہون کشتہ
لکھین سب لوح تربت آب زر سے

یہی ہے آرزو مجھ ناتوان کی
کہ ٹیکا بن کے لپٹون اُس کمر سے

جہان تھا قیس وان پیدا ہی اب تک
صداے ہاے لیلی دشت و در سے

قدم گر ضعف سے اُٹھتے نہین ہین
چلونگا کوچۂ جانان مین سر سے

ہوائی چاند کے چہرے پہ چھوٹی
بر آمد جب ہوا وہ مہر گھر سے

تری تیغ نگہ کے روکنے کو
ہمارا سینہ ہی بہتر سپر سے

نہین اِنین فروغ روے جانان
تنفر ہی مجھے شمس و قمر سے

پڑا ہی رات دن گردش مین گردون
ہمارے نالۂ دل کے اثر سے

مرے رشکِ چمن کی کچھ خبر ہی
بتا بادِ صبا آئی کدھر سے

ہمین جب تیرے دربانون نے رُوکا
پھرے مایوس کیسے تیرے در سے

لکھا خط مین اُسے مین نے کہ سب حال
زبانی پوچھ لینا نامہ بر سے

شرافت کا نہین ہی کوئی پرسان
ہی اب تو ساری عزت سیم و زر سے

تمنا ہی یہی مقتل مین میری
فدا ہون اُسکے قدمون پر مین سر سے

اشارہ پاتے ہی بس جان دیدی
نہین گردن ہلائی تیرے ڈر سے

ترے سیب ذقن کو یار تل نے
مشابہ کردیا داغی ثمر سے

بتون پر کیون نہ خاموشی ہو طاری
نکالے یہ گئے خالق کے گھر سے

ابھی کشتی گردون غرق ہوجاے
اُٹھے طوفان جو میری چشم تر سے

ہوئی کیون گل سے بلبل کو ندامت
چھپاے آج کیون ہی منہ کو پر سے

گوارا دل نہین کرتا ہی یہ بھی
کہ اک دم بھی وہ پنہان ہو نظر سے

غم یوسف مین یہ یعقوب روئے
کہ دھویا ہاتھ ہی نور نظر سے

نہین اٹھتا ہی مثل اشک عاشق
گرا ہی جو کوئی اُسکی نظر سے

سنا ہی غیر کے گھر وہ گئے ہین
نہ کیون وحشت ہویدا اس خبر سے

۲۳۹
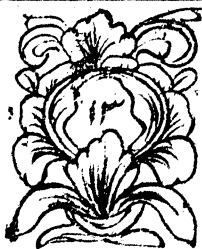
تجمل کو نہین کچھ خوف محشر
بچائینگے علی نار سقر سے

۱۳
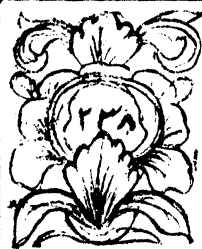
دل کو وصلت کی تمنا یار باقی رہگئی
آنکھ کو بھی حسرت دیدار باقی رہگئی

لاکھ سیدھا آسکے نقشے کو مصور نے کیا
پر کجی ابروے خمدار باقی رہگئی

سختی گردن کو میری پوچھے قاتل سے کوئی
ٹوٹ کر آدھی فقط تلوار باقی رہگئی

لاکھ اُس بے مہر نے ساری محبت دور کی
دل مین لیکن الفت اغیار باقی رہگئی

اُسکو بھی پیری نے دو ہی دن مین زائل کردیا
کب بہار سبزۂ رخسار باقی رہگئی

گو مرے ہمدرد مجنون نے نکالی پانون سے
پر شکستہ ہوکے نوک خار باقی رہگئی

ہر کہان فصل خزان مین کبک جو دکھلائے چال
زاغ کی اب باغ مین رفتار باقی رہگئی

ہو مسلمان برہمن قشقہ جبین پر کفر کے
اک علامت اے بت عیار باقی رہگئی

جسم سارا خاک مرقد ہوگیا مشتاق کا
چشم تر لیکن پئے دیدار باقی رہگئی

کیون نہ آسان ہوگئی مشکل مری حیران ہون
آجتک کیون حیدر کرار باقی رہگئی

دختر رز کے شوق مین سب جامۂ تن دیچکا
ساقیا سر پر فقط دستار باقی رہگئی

ایک دن تو نے نہ پاس اپنے بٹھایا بزم مین | حسرت دل ای بت عیار باقی رہگئی

۲۳۹

ہو تجمل آرزو یہ ہی ہین نجف مین مرتضی
اب تمنا کون ای زردار باقی رہگئی

۵

گر جاتے ہو ہر سخن پہ ہنستے ہنستے | آئی نہ کبھی دہن پہ ہنستے ہنستے
کیا شوق ہی پھانسی کا مجھے ای قاتل | رکھدی گردن رسن پہ ہنستے ہنستے
دینے نہ دیا کفن تو پروا کیا ہی | جاتے ہین برہنہ تن پہ ہنستے ہنستے
دھوکے سے بہار کے جو آئی بلبل | کیا کیا روئی چمن پہ ہنستے ہنستے

۲۴۰

غم دوست کوئی نہین تجمل ہمسا
گل کھاتے ہین ہم بدن پہ ہنستے ہنستے

۲۶

یاد جسوقت تری زلف رسا آتی ہی | ای پری سر پہ مرے کالی بلا آتی ہی
شب فرقت نہین آتی ہی بلا آتی ہی | جان لینے کے لیے بن کے قضا آتی ہی

کوچۂ گیسوے دلدار سے کیا آتی ہی — تجھسے بو مشک کی اے بادِ صبا آتی ہی

اُڑ گیا رنگ محبت کا چمن سے بلبل — ایک گل سے بھی نہین بوے وفا آتی ہی

دیکھتا ہی وہ مسیحا جو رگِ نبضِ مریض — جلد مثلِ خبرِ تارِ شفا آتی ہی

ٹوٹنے مین مرے دل کے نہ کچھ آواز آئی — شیشہ ہوتا ہی شکستہ تو صدا آتی ہی

اِسقدر تنگ ہی بلبل کا قفس اے صیاد — بوے گل آتی ہی اسمین نہ ہوا آتی ہی

حوصلہ دل کا نکلنے نہین پاتا افسوس — شبِ وصلت ہی کے ہمراہ حیا آتی ہی

خوابگہ مین ترے اے غیرتِ گل شام و سحر — پانون رکھتی ہوئی آہستہ ہوا آتی ہی

ہین وہ لاغر کہ کسی طرح نہین ملتے ہم — ڈھونڈھنے کے لیے ہر روز قضا آتی ہی

مس ہوئی ہی جو مرے گل کی تنِ نازک سے — ناز کرتی ہوئی گلشن مین صبا آتی ہی

چل تکبر سے نہ آگے ترے پیچھے مغرور — موت کھینچے ہوے شمشیرِ فنا آتی ہی

گوشِ دل سن کہ ہر اک قبر سے عبرت آمیز — گریۂ حسرت و حرمان کی صدا آتی ہی

سانس لینے کی بھی اُسکو نہین دیتی مہلت
جان لینے کے لیے جسکی قضا آتی ہی

اِسطرح آتے ہین پوشیدہ وہ میرے گھر مین
پردۂ چشم مین جس طرح حیا آتی ہی

بادۂ نکہتِ گل پی کے ہوئی مست ایسی
لڑکھڑاتی ہوئی گلشن سے صبا آتی ہی

بزمِ عالم مین کہین عیش کہین ہی ماتم
کہین شادی کی کہین غم کی صدا آتی ہی

ذکرِ اغیار یہ کہتا ہی سنانے کو وہ شوخ
نام ایسون کا نہ لو مجھکو حیا آتی ہی

جان کی طرح نکلتی ہی بتون کی اُلفت
کعبۂ دل مین اگر یادِ خدا آتی ہی

آہ صرصر سے جو مین زار اُڑا وہ بولے
پر نکلتے ہین تو چیونٹی کی قضا آتی ہی

دیکھیے ہوتی ہی پامالیِ دل کس کس کی
پھر پابوسیِ دلدار حنا آتی ہی

دستِ وحشت ہی کہ ہی موج نسیم اے بلبل
چاک کرتی ہوئی ہر گل کی قبا آتی ہی

زندگی چل کے تجمل ہو بسر اُس در پر
بے اجازت نہین جس در پہ قضا آتی ہی

چلے ہین دیر کو کیونکر حرم کی راہ یاد آئے
بتون کے ہم ہین طالب کسطرح اللہ یاد آئے

پتا ملتا نہین ظلمت کا جسکا نور رہتا ہی
زمانے بھر کا غم بھولے اگر اللہ یاد آئے

تعلق ایک دم غم کا نہ چھوٹے ہجر جانان مین
اگر نالہ کبھی بھولون تو مجھکو آہ یاد آئے

ارے کافر تو اُسدم سورۂ یاسین کو پڑھنا
بوقت نزع گر مجھکو کلام اللہ یاد آئے

ترے گیسو کو دیکھون تو نہ کیونکر دھیان ہو رخ کا
شب تیرہ مین تبلاؤ نہ کیونکر ماہ یاد آئے

مبدل عیش وصلت کا یقین ہی غم سے ہو جائے
اگر فرقت کا مجھکو صدمۂ جانکاہ یاد آئے

اگر رتبے سے بے سایہ نشینی کے ہو آگاہی
نہ پھر تجھکو کبھی یہ خیمہ و خرگاہ یاد آئے

چڑھانا چادرِ گل آبرو کے ساتھ مرقد پر
جو مرنے پر کبھی گلرو ہماری چاہ یاد آئے

بتون کی بندگی سے اب **تجمل** تنگ آیا ہی
یہی ہر دم دعا ہی اب اِسے اللہ یاد آئے

لے کے کروٹ آپ تو سویا کیے
شب کو ہم جاگا کیے رویا کیے

دولتِ وصلت رقیبون کو ملی / ہجر مین ہم جان کو کھویا کیے

بنگیا جوہر نہ چھوٹا میرا خون / لاکھ وہ تلوار کو دھویا کیے

دانۂ امید وصلت جان نثار / کشتِ دل مین عمر بھر بویا کیے

انتہا کا غم تھا ساری عمر ہم / ابتداے عشق سے رویا کیے

عشق مین اُسکے دُرِ دندان کے ہم / زندگی بھر آبرو کھویا کیے

جامِ مے غیرون کو تم دیتے رہے / ہاتھونکو مل کے ہم رویا کیے

خونِ بسمل کا نہ اک دھبا مٹا / آستین کو لاکھ وہ دھویا کیے

میرے حصے مین نہ آیا وہ مسیح / لاکھون مردے زندہ اور گویا کیے

کچھ نہ پوچھو حالِ ایامِ فراق / منہ کو آبِ اشک سے دھویا کیے

ہم بلائین دور سے لیتے رہے / بسترِ راحت پہ تم سویا کیے

آبرو پایا کیے اغیار حیف / پاؤن تیرے مل کے ہم دھویا کیے

یہ تجمل رات بھر جاگا کیا
غیر کے پہلو مین تم سویا کیے

کیا جانے وفا سوا جفا کے
پچھتاتے ہین اُس سے دل لگا کے

تبلاؤ تو جاتے کس طرف ہو
اُلٹی سیدھی مجھے سُنا کے

للہ صنم رخِ منور
دکھلا دے کاکلین ہٹا کے

بیتابی دل جو دیکھتے ہو
رکھ سینہ پہ اپنا ہاتھ لا کے

کب شانہ تھا مو شگاف آنا
گستاخ کیا ہے سر چڑھا کے

زاہد کو بھی میکدے مین ہمنے
بدمست کیا ہے مے پلا کے

ساقی نے کر دیا ہے مدہوش
رندون کو مے پلا پلا کے

کیا افعی زلف سے مرا دل
ڈسوایا ہے کاٹنا سکھا کے

صد شکر تمام شب کل اُنسے
باتین رہین مُنھ سے مُنھ ملا کے

جاگے نہ لحد کے سونے والے | ہم تھک گئے شانہ کو ہلا کے

۲۸۴ | تجمل | ۱۱

بندہ بت کا نہین تجمل
ادنی بندون مین ہی خدا کے

جنون یہ جاکے کہدیناکہ مردے کے نشان لیجے
امانت پاس تھی اُسکے یہ اپنی بیڑیان لیجے
ہوئی جب پی کے خون میرا تمھاری تیغ آسودہ
تواب کہتے ہین سب عاشق ہمارا امتحان لیجے
ہمارا مرغِ دل اب صید بننے کو ہی آمادہ
ذرا اب صید افگن ہاتھ مین تیر و کمان لیجے
جلا ہون سوزِ الفت سے اگر شک آپ کو کچھ ہو
دکھاتا ہون دلِ پر داغ فرقت کے نشان لیجے

ذرا آہستہ چلیے ہم بھی کچھ عیب و ہنر دیکھین
سمندِ حسن کی بہرِ خدا دم بھر عنان لیجے
مزہ تلخیِ فرقت کا ذرا چکھیے تو کیسا ہی
دہن مین اپنے دم بھر کے لیے میری زبان لیجے
نکالا ہی اُسے خشکی دل اپنی دکھانے کو
لگا خون تک نہین ہی ہاتھ مین اپنے سنان لیجے
غبارہ تھا جلا ڈالا ہی میری آہ نے اُسکو
زمین پر گر رہا ہی اک ذرا تھام آسمان لیجے
بنایا ہی چمن سینے کو اپنے دل کے داغون سے
پئے فرحت تر و تازہ ہمارا بوستان لیجے
تمھاری بیوفائی کا عوض ہم کو خدا دیگا

کہیگا مجھسے رضوان دیکھکر حورین جوان لیجے

ترے عاشق کے مقتل سے صبا چن چن کے لائی ہر
مسیحا گر جلا سکیے تو سوکھی ہڈیان لیجے

تجمل سے لحد بولیگی یہ شیرین کلامی سے
غنم شیرین رورو کے عیش جاودان لیجے

قدم تک وہ زلفِ دوتا آگئی ہر
بلا سر سے اب تا بہ پا آگئی ہر

اثر لینے آیا ہر اللہ رے رتبہ
لبون تک جب اپنے دعا آگئی ہر

ملی ہر گلے سے جو ای تیغ قاتل
محبت ترے دل مین کیا آگئی ہر

گیا ہر وہ گلگشت کو جب چمن مین
قدم چومنے کو حنا آگئی ہر

رہا کردے بلبل کو صیادِ ظالم
ترے دام مین بخیطا آگئی ہر

مرا نالہ سنکر کہا آسنے سب سے
کدھر سے یہ پرغم صدا آگئی ہر

لحد دیکھکر نعشِ عاشق یہ بولی — کہ یہ لاش کیون بے ردا آگئی ہی

وہ اِس سمت تیرِ نظر پھینکتے ہین — تری مرغِ دل اب قضا آگئی ہی

یہ کہتی ہوئی چلتی ہی تیغِ قاتل — کہ کُل کی قضا بے قضا آگئی ہی

نہین آئی ہی زلف چہرے پہ آنکے — قمر پر یہ کالی گھٹا آگئی ہی

ہوگیا دردِ سر خاک ہی وان کی صندل — عجب ہاتھ میرے دوا آگئی ہی

گلون نے کہا ہی کہ ہی سچ بیان یہ — زبان پر جب اُسکے ثنا آگئی ہی

بتون کی محبت بُھلا دے تحمل
کہ اب دل مین یادِ خدا آگئی ہی

اب نہ شرمائیے خدا کے لیے — چہرہ دکھلائیے خدا کے لیے

دمبدم اپنی زلفِ مشکین مین — دل نہ اُلجھائیے خدا کے لیے

گلے ملنے کو جی ترستا ہی — ق — ہاتھ پھیلائیے خدا کے لیے

بولے وہ آپ کو جنون تو نہین — جائیے جائیے خدا کے لیے

آپ کے وعدے جھوٹے ہین انیر — نہ قسم کھائیے خدا کے لیے

دور سے میکدے مین آتے ہین — مے تو پلوائیے خدا کے لیے

سب ہین مشتاق وقت صبح کا ہی — بھیرویں گائیے خدا کے لیے

بے رضا آپ کو نہ چھیڑونگا — آئیے آئیے خدا کے لیے

جنس دل کو اگر لیا ہی مول — دام دلوائیے خدا کے لیے

کسلیے آپ ہو گئے ہین خفا — صاف فرمائیے خدا کے لیے

کہتے ہین آپ مجھکو سودائی — فصد کھلوائیے خدا کے لیے

قتل سے آپ کیون ڈراتے ہین — تیغ منگوائیے خدا کے لیے

سیر گلشن کی کیجیے چل کر — دل کو بہلائیے خدا کے لیے

آپ مجھکو رلا کے غیرون مین — اب نہ ہنسوائیے خدا کے لیے

رسنِ زلف سے گلا میرا
خوب کسوائیے خدا کے لیے

کیون ہر اب دیر تیرِ مژگان سے
دل کو برمائیے خدا کے لیے

عفو کر دیجیے خطاؤن کو
اب نہ جھنجھلائیے خدا کے لیے

گردنِ سخت پر رکی شمشیر
باڑھ رکھوائیے خدا کے لیے

گھر غریبون کا کیجیے آباد
بیٹھ بھی جائیے خدا کے لیے

خونِ عاشق سے ہوگیا رنگین
ہاتھ دُھلوائیے خدا کے لیے

بندِ محرم کا کیون شکستہ ہی
جا کے سلوائیے خدا کے لیے

دلِ تجمل کا ہی بہت غمگین
آکے سمجھائیے خدا کے لیے

کس کو مین دکھاؤن دلِ صد چاک کے ٹکڑے
جب دیکھ کے ہوئے دلِ افلاک کے ٹکڑے

کچھ مرتبۂ شبر و شبیر اُنہ پوچھو
دونون تھے دلِ سید لولاک کے ٹکڑے

مل جائینگے اس مٹی مین اک روز سب انسان
یہ خاک کے پتلے ہین یہ ہین خاک کے ٹکڑے

پاتا نہین کوئی بھی تری کنہ حقیقت
اڑتے ہین یہان فہم کے ادراک کے ٹکڑے

اس عشق مین حالت ہوئی ہی کیسی کتان کی
مہتاب نے اکدم مین کیے تاک کے ٹکڑے

گل سیر کو گلرو جو گیا اپنا چمن مین
کانٹون سے الجھکر ہوے پوشاک کے ٹکڑے

حیرت مین ہون یہ چوٹ لگی دل پہ ہی کیونکر
غرفے سے کوئی گر گیا ہی تاک کے ٹکڑے

جسجا پہ بچھا کرتی تھی کل مسند شاہی
وان آج نظر آتے ہین خاشاک کے ٹکڑے

ہر شام و سحر حق سے تجمل کی دعا ہی
شمشیر سے ہون دشمن ناپاک کے ٹکڑے

ہمارے نالۂ دل کو نہ سمجھو لاؤ بالی ہی
کہو گر تم تو دکھلا دین اثر اسمین جلالی ہی

چھپر کھٹ کے سرہانے یار کی چوٹی جو لٹکی ہی
دم اس ناگن نے الٹی ہوکے بانبی سے نکالی ہی

ترے بیخانمان عاشق سے عاشق گل کے بہتر ہین
نشیمن بلبلون کا باغ مین ہر گل کی ڈالی ہی

مرے باریک مضمون دیکھکر کہتے ہین سب شاعر
ترا دیوان نہین بے شبہہ دیوانِ ہلالی ہی

کہان ہی بعدِ مرن تختِ زرین وہ سکندر کا
سرہانا خاکِ مرقد اور مٹی کی نہالی ہی

ترا ابرو پہ خم دیکھکر کہتا ہی یہ گردون
کسی سفاک کی شاید یہ شمشیرِ ہلالی ہی

ہوئی شعر سر مین عروسِ گل کا جو تھی مین آیا ہون
مرے نزدیک اُسکی تیغ بھی پھولون کی ڈالی ہی

دلِ آشفتہ کا ہی یہ مقولہ زلفِ جانان مین
کسی صورت نہین کٹتی یہ کیسی رات کالی ہی

ہی آمد خط کی رخسارون پہ تیرے خوبرونے
گلی جانے کی کیسی مانگ سے سیدھی نکالی ہی

جوانانِ چمن بھی دیکھکر کمھلا گئے کیسے
حسینون مین ہمارا یار بھی طرفہ جمالی ہی

معاذ اللہ وہ تو مشیوا ہی سارے مستونکا
عبث پیرِ مغان کی یارنے پگڑی اچھالی ہی

تمہین خود لے گئے ہو چاک کرکے دیکھ سکتے ہو
تجمل اب کہان ڈھونڈھے یہ سینہ دل سے خالی ہی

مرقد پہ کیون نہ پانون سے ٹھوکر لگا گئے
قم کہ کے مجھکو کیون نہ مسیحا جلا گئے

افیون سے تو موا نہ تمھارا یہ نوحہ گر
کس واسطے نہ زہر ہلاہل پلا گئے

گیا بیکسی کا وقت ہی اللہ کی پناہ
مردے کو زندے لا کے لحد مین لٹا گئے

یان چاہ مین تمھاری ہی اب جان پر بنی
صورت نہ اپنی یوسفِ ثانی دکھا گئے

ساقی بنا صنم مے گلگون کا دور ہی
میخانے سے رقیب تو اب ٹل ٹلا گئے

رخ کو چھوا نہ خال سیہ کو لگایا ہاتھ
راندے تے تمھارے عشق مین ہم ہنجیا گئے

ہمکو گلہ نہین ہی سُنے یا نہ تو سُنے
دل تھم گیا جو ہان مین تیرے ہان ملا گئے

۲۵۰

وہ رشکِ نوبہار تجمل جو آگیا
سب گل چمن مین دیکھ کے کیا کھل کھلا گئے

۷

صبا کچھ حال اُس گُل کا بتا دے
جو کچھ پیغام لائی ہو سُنا دے

زبان سے ہان تو کہلاتا نہین ہون
سوالِ وصل پر گردن ہلا دے

گلے سے اپنے اے مہرو لگا کر
یہ سارے داغ سینے کے مٹا دے

مین تیرا چہرہ پر نور دیکھون
خدا کے واسطے زلفین ہٹادے

ہمارا یار رہے اور ہم ہین اسدم
مۓ گلرنگ اے ساقی پلادے

زبانی نامہ بر اتنا بھی کہنا
کسی کاتب سے اک پرچہ لکھادے

۲۵۱ ۱۰
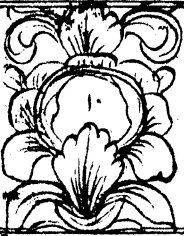
بڑا بیرحم ہے وہ بت تحمل
اُسے توفیق ملنے کی خدادے

خبر جمال کی تیرے کہان کہان پہونچی
زمین تو ایک طرف تا بہ آسمان پہونچی

فراقِ یار مین اک شب مین ایسا چلایا
صداے گریہ مری تا بہ لامکان پہونچی

ہمارے خط کا یہ قاصد جواب لایا ہے
تمہارے ہاتھ کی تحریر مہربان پہونچی

ہمارے عشق کا مذکور بھی وہان نکلا
تمہارے حُسن کی شہرت جہان جہان پہونچی

شفیعِ حشر شفاعت کو اُس جگہ پہونچے
جدھر سے کان مین آوازِ الامان پہونچی

ہر ایک حور ہوئی دل سے طالبِ دیدار
خبر جو حُسن کی تیری سوے جنان پہونچی

ندا یہ آتی ہی مرقد مین نعشِ مومن کو نہ خوف کر کہ درِ شاہِ انس و جان پہونچی

غضب ہی دام مین آتے ہی پھنس گئی بلبل گلون تلک ابھی تھی وہ خستہ جان پہونچی

پتا ملیگا نہ صیاد اب عنادل کا گئے بہار کے دن باغ مین خزان پہونچی

تجمل اک بتِ کافر پہ جان دیتا ہی
زمین سے عرش تلک ہی یہ داستان پہونچی

وہان جو چہرے پہ حسنِ شباب باقی ہی یہان بھی زلف صفت پیچ و تاب باقی ہی

رہے بخیر پریشان نہو وہ مصحفِ رخ خدا کی آخری جب تک کتاب باقی ہی

مٹا نہین ہی ابھی سوزِ ہجر سے دل زار جلا بھنا ہوا مثلِ کباب باقی ہی

خراب ہو گئے دنیا کے سارے میخانے نہ بادہ کش ہین نہ جام و شراب باقی ہی

دوبارہ نوح کا طوفان جہان مین آئیگا جو چند روز یہ چشمِ پر آب باقی ہی

نہوے خط سے نہ دلگیر غبار کچھ لاؤ تمہارے رخ پہ ابھی آب و تاب باقی ہی

گنہ کا اپنے تبون سے توکر چکے ہم عذر
خدا کے سامنے دینا جواب باقی ہی

صدا مین دیتا ہون جب در پہ وہ یہ کہتے ہین
ہوا نہین ابھی خانہ خراب باقی ہی

ہزارون منتون سے ہی شب وصال آئی
نقاب اُلٹو بس اب کیا حجاب باقی ہی

خدا جو چاہے تو دے لاکھ دشمنون مین نباہ
ہزار کانٹون مین دیکھو گلاب باقی ہی

بدن تو خاک ہوا ہی انتظار مین آنکھ
نشان بحر نہین ہی حباب باقی ہی

تجمل اُس یم خوبی سے کوئی جا کے کہے
کہ زندگی مری مثل حباب باقی ہی

۲۵۲ — ۱۱

خفا مجھسے ہو تم بھلا کس لیے
نہین سُنتے میرا گلا کس لیے

خدا کو بھی کب مانتا ہی وہ بت
کہون اُس سے بہر خدا کس لیے

بتا ای جنون مجھکو شام و سحر
لیے کو وصحرا پھرا کس لیے

وہ دیوانہ ہون مین کہ کھلتا نہین
پریرو ہی مجھسے خفا کس لیے

سحر سے ستمگر ترے ہاتھ مین
یہ تیغ و سپر ہی بھلا کس لیے

کوئی پوچھے قاتل کی شمشیر سے
کیا سر نہ تن سے جدا کس لیے

وہ واقف ہی خود آئینہ سے کہو
سکھاتا ہی ناز و ادا کس لیے

اگر تم کو میری محبت نہ تھی
لیا ہاتھ مین دل مرا کس لیے

شب وصل سے کیون تجھے ہی جلن
نہین چلتی تو ای ہوا کس لیے

ہمارا مرض لا دوا ہی طبیب
منگائی ہی تو نے دوا کس لیے

۲۵۴

تجمل کو ہر دم یہ افسوس ہی
کہ اس بت کو دل دیدیا کس لیے

۱۵

ابھی صیاد گلشن مین نہان ہی
عنادل پر نہین کھلتا کہان ہی

غم فرقت سے سینے پر دھرے ہاتھ
جنازہ تیرے عاشق کا روان ہی

نہین آمد جو اس مہ کی جہان مین
پئے تسلیم کیون خم آسمان ہی

صنم وعدے سے اپنے پھر نہ ہرگز | کہ میرے تیرے خالق درمیان ہی
نجاؤ منہہ اندھیرے میرے گھر سے | کہ رستے مین ہجوم دشمنان ہی
نظر کی مینے جب پہلو مین اپنے | پکارا وہ ترا دل تو یہان ہی
جہان مین طائر رنگ حنا ہین | کف جانان ہمارا آشیان ہی
مجھے سولی چڑھاکر یار بولا | کسی کو اوج حاصل یہ کہان ہی
کھلا جب نجد مین مجنون کو ڈھونڈھا | فقط تربت کا باقی اک نشان ہی
نگاہ مہر و مہ خیرہ ہوئی ہی | ترے سر پر دو تاج زرفشان ہی
تری الفت مین سب دشمن ہوے ہین | اکیلے ہم ہین اور سارا جہان ہی
جوانون سے ہی پیرون کو تنفر | کشیدہ تیر سے کتنی کمان ہی
مناسب ہی مجھکے پیرون کی صورت | جہان مین آدمی جب تک جوان ہی
حسینان جہان کہتے ہین مجھے | تمہارا یار کیا خوش رو جوان ہی

گذرتی ہی تجمل عیش سے اب
ہمارا یار ہم پر مہربان ہی

گلو رہیگی نہ باقی بہار جوبن کی
چمک دکھاتے ہو کیون بار بار جوبن کی

تمھارے حسن کی شہرت سے باغ جنت مین
ہر ایک حور ہی مشتاق یار جوبن کی

خدا حسینون سے سمجھے یہ کیسے ظالم ہین
پڑی ہی دل پہ مرے کیسی مار جوبن کی

تجمل اُس گل تر کی بلائین دور رہین
خدا کرے رہے قائم بہار جوبن کی

کسلیے ہو گئے خفا مجھسے
بولتے کیون نہین بھلا مجھسے

یار سے کل ہوئی جو یکجائی
کوئی فقرہ نہ وہ چلا مجھسے

کر زبان سے نہ وصل کا اقرار
سیدھی گردن ذرا ہلا مجھسے

مجھے آنے کو کیون کیا تھا منع
رات کا ماجرا بتا مجھسے

اہ صبا گر اُدھر سے آئی ہو
کچھ پتا یار کا بتا مجھے

بخشند دتم کو میرے سر کی قسم
گر ہوئی ہو کوئی خطا مجھے

یا خدا یار اس طرح سے ملے
ہو نہ محشر تلک جدا مجھے

۲۵۷

کیون تحمل نہ جان پر بنجاے
یار میرا بگڑ گیا سے مجھے

۱۲
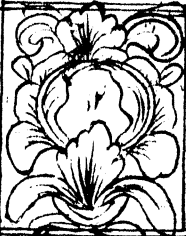
بغیر وجہ مچلنے کی ضد کی خو نہ گئی
دہن سے دودھ کی پیری مین بو نہ گئی

اگرچہ دشت مین گذری تمام عمر اپنی
وطن کی آج تلک دل سے آرزو نہ گئی

ذراسی بات پہ عاشق سے برہمی ایسی
شباب مین بھی لڑکپن کی تجھسے خو نہ گئی

ہزار شکر خدا ہے کہ تیرے کوچے مین
گئی یہ جان بلا سے پر آبرو نہ گئی

حرم مین جانے نہ پائے تو کیا شکایت ہے
صبا خطا یہ تری ہے کہ با وضو نہ گئی

لحد تک آئے تھے جو ساتھ اپنے گھر کو گئے
مزار چھوڑ کے اے یاس ایک تو نہ گئی

ابھی اچھوتا ہی فضل خدا سے وہ گلرو — کہین ہوا بھی تو اُس گلبدن کو چھو نہ گئی

ہماری خاک لپٹتی ہی اُسکے دامن سے — وصالِ یار کی مرکر بھی آرزو نہ گئی

ہزار رنگ نے دکھلائے راستے سیدھے — کسی طرح کجیِ زلفِ مشکبو نہ گئی

تو انگری سے شرافت کبھی نہین ملتی — بنے امیر رذالت کی دل سے بو نہ گئی

ترا یہ خوف تھا صیاد بلبلِ تشنہ — تڑپ کے مرگئی نزدیکِ آبجو نہ گئی

۲۵۸
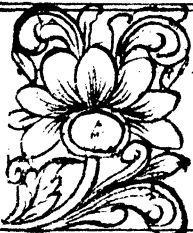
یہ کسکی فکر مین دن رات اہی تجمل تھے — کہ بے حصولِ زیارت وہ جستجو نہ گئی

علی کا نام لیتا ہون مین ساعت وضو کرکے — منگاتا آبِ کوثر ہون بڑی مین جستجو کرکے

لباسِ پارسائی مین نہ لگجائے کہین دھبّا — بٹھاتے کسلیے غیرون کو ہو تم آبرو کرکے

اگر قسمت سے ہوجاتی رسائی بزم مین اُنکے — دہن کا عقدہ کھل جاتا زبانی گفتگو کرکے

سراپا روز تیرا بھول جاتا ہون یہ نسیان ہی — ذرا صورت دکھادے چہرہ اپنا روبرو کرکے

سبب کُھلتا نہین کوئی نہ کوئی بھید ہی اسمین
تجمل سے ملا ہی آج وہ کیون آرزو کرکے

مکانِ یار آج ایسا سجا ہی
نمونہ گلشنِ فردوس کا ہی

تجھے ای دل یہ کیا سودا ہوا ہی
کہ جا کر اُسکے گیسو مین پھنسا ہی

ڈرو تم آہ و زاری سے ہماری
فلک تک دودِ دل اب جا چکا ہی

خطِ رخسار مین یہ تل نہین ہی
یہ نقطہ کلکِ قدرت نے دیا ہی

تمھاری بیوفائی پہونچی یانتک
گلی کوچے مین چرچا ہو رہا ہی

مُقدر سے جو آئی ہی شبِ وصل
سحر کا ہر گھڑی دھڑکا لگا ہی

بس اس جینے سے مرجانا ہی بہتر
جدا ہم غیر کی پہلو مین جا ہی

صبا کہتی ہی کیون جاتے نہین ہو
کئی دن سے درِ جانان کُھلا ہی

کرون کیا جا کے مین دیر و حرم مین
مرا دل یار کے در سے لگا ہی

۱۳ — ۲۶۰

تجمل کو نجف پہونچا دے جلدی
خدایا یہ مری تجھسے دعا ہے

بلبل خستہ و رنجور چمن سے نہ گئی
شاہد اسکی ہے خزان حب وطن سے نہ گئی

کیا وفادار ہی کشتہ تھی کہ اب تک قاتل
بو لہو کی ترے پیراہن تن سے نہ گئی

رات بھر فکر تھی پھینکو نہیں وہاں چھپ کے کمند
چاندنی صبح تلک میری جلن سے نہ گئی

دیکھکر مجھکو بیابان میں وہ ایسا بھاگا
وحشت اسوقت تلک دیکھو ہرن سے نہ گئی

ہمسر اس زلف سے ہوکر یہ ہوا منھ کالا
تیرگی آج تلک مشک ختن سے نہ گئی

دیکھکر اس گل غنچہ لبی کو ہوئے ایسے خجل
آج تک شرم جوانان چمن سے نہ گئی

کرکے اقرار کبھی یار نے پورا نہ کیا
بیوفائی کبھی اس عہد شکن سے نہ گئی

اے پری یون ترے وحشی کا جنازہ اٹھا
لاش لپٹی ہوئی تا گور کفن سے نہ گئی

مس ہوئی تھی جو شب وصل میں زلف جانان
عمر بھر بو مرے پیراہن تن سے نہ گئی

خط سے زائل نہوا چہرۂ جانان کا فروغ
روشنی مہر منور کی گہن سے نہ گئی

پردہ پوشی مرے گل کی جو صبا سے سن لی
آجتک شرم عروسان چمن سے نہ گئی

پیر بھی ہوگیا طفلی بھی جوانی بھی مٹی
کجروی آج تلک چرخ کہن سے نہ گئی

عشق صادق اسے کہتے ہین تجمل دیکھو
خواہش وصل کبھی نل کی دمن سے نہ گئی

عشق کے مکتب مین پہلی اپنی بسم اللہ ہی
ہمنشین کہتے ہین اہ نادان یہ مشکل راہ ہی

ہر گلی کوچے مین مجھکو دیکھکر مجنون صفت
دیکھیے جس سمت غول اطفال کا ہمراہ ہی

ہی زلیخا کو ترے چاہ زنخدان پر گمان
حضرت یوسف گرے تھے جسمین یہ چاہ ہی

شیخ کی وعظ و نصیحت پر نہ آنا عاشقو
سالکان عشق کو کرتا یہی گمراہ ہی

ہین ہوا طالب تجھسے رزق خود تو نے دیا
کب گدا سمجھا کوئی ہی اور تجھسا شاہ ہی

دیکھکر اُس ماہ رو کو کہتے ہین باہم ملک
آسمان پر چاندنی ہی اور زمین پر ماہ ہی

پوچھتے ہین وہ جو میرے مقبرے کو دیکھکر
لوگ کہتے ہین کسی مرشد کی یہ درگاہ ہی
تیشے سے خاراشگافی کر رہا ہی کوہکن
وہ مگر قسمت کے لکھے سے نہین آگاہ ہی

۲۶۲ ۹

اے تجمل کیا ہوا ب میدانِ الفت اُس سے طی
چلتے چلتے گھس گیا پاے قلم کوتاہ ہی

کعبہ کے سامنے تبخانہ بنایا ہمنے
پر ترا شربتِ دیدار نپایا ہمنے
مہربان یار کبھی تجھکو نہ پایا ہمنے
سخت افسوس ہی کیون دل کو لگایا ہمنے
ایک دم بھی نہ ترے وصل سے دلشاد ہوا
عمر بھر بارِ غم و رنج اُٹھایا ہمنے
شمع رو دیکھ کے محفل مین ترے غمزے کو
مثلِ پروانہ جگر شب کو جلایا ہمنے
بولے وہ باغ مین جب سیر کا دکھا کر جلوہ
بلبلِ زار کو کانٹون پہ لٹایا ہمنے
تھے نہ واقف کہ رہِ عشق بڑی مشکل ہی
بیٹھے بیٹھے یہ غم و رنج اُٹھایا ہمنے
اُس قدح کش کی جو محفل مین بنے ہم ساقی
رات بھر جام مئے ناب پلایا ہمنے

جب تلک بطرہا گلبدنون سے تب تک
سبز باغ ایک نیا روز دکھایا ہمنے

حشر مین بھی یہ تجمل کو رہیگی حسرت
قدم یار نہ آنکھون سے لگایا ہمنے

زمانہ عجب بیوفا ہوگیا ہی
مرا دم بھی مجھسے خفا ہوگیا ہی

صفت گیسوے یار کی کرتے کرتے
مرا ذہن بھی اب رسا ہوگیا ہی

پس قتل خنجر نے مڑکر نہ دیکھا
ستمگر عجب بیوفا ہوگیا ہی

یہ برسون سے سنتے ہین اے شاہ خوبی
ترے در کا یوسف گدا ہوگیا ہی

غضب ہین وہ تیری لگاوٹ کی باتین
کہ سو جان سے دل فدا ہوگیا ہی

شب ہجر مین کیا شکایت کسی کی
مرا سایہ مجھسے جدا ہوگیا ہی

دھوان جو نکلتا ہی کوے صنم سے
کوئی دفن یان دل جلا ہوگیا ہی

رقیب آے شب کو گئے صبح ہوتے
مکان انکا مہمانسرا ہوگیا ہی

مرے اُنکے قصہ سے عالم ہو واقف
یہ جھگڑا تو اب بر ملا ہو گیا ہی
مجھے نزع مین پا کے بولا مسیحا
تجھے پوچھتا ہون مین کیا ہو گیا ہی
سکھے جب ہین ہم سختیون مین بتون کی
مددگار اپنا خدا ہو گیا ہی

(۲۶۴) تجمل رہو یاد مولا مین ہردم
بتون سے محبت یہ کیا ہو گیا ہی (۱۴)

کعبہ کے پہلو مین میخانہ بنانا چاہیے
دورِ ساغر شیخ صاحب کو دکھانا چاہیے
سُننے کے قابل ہین مزوشون کی باتین وقتِ صبح
زاہد و تمکو بھی میخانے مین آنا چاہیے
مر گیا عاشق کدورت اب ملاؤ خاک مین
لاش اُٹھتی ہی تمھین ہمراہ جانا چاہیے
ساری شب مستی مین گذری غافلو ہشیار ہو
وقتِ طاعت آب خجلت مین نہانا چاہیے
عرصۂ عشقِ خدا مین سست چلتا ہی بہت
اِس سمندِ عقل کو اب تازیانا چاہیے
عاشقو سیمین تنون کا عشق کافی ہی ہمین
طالبِ دنیا کو دولت اور خزانا چاہیے

مے بھی ہے مینا بھی ہے ساقی بھی ہے محبوب بھی
مطرب و اِس دم ترانہ کوئی گانا چاہیے

کجروی مین ہو چکی برباد سب عمرِ عزیز
راستی پر اب دلِ گمراہ آنا چاہیے

چھوڑ دو غیرون سے الفت یہ چلن اچھا نہین
اپنے عاشق پر تمھین اب رحم کھانا چاہیے

منزلِ الفت مین ہے دل سوچ کر رکھنا قدم
اسکے طے کرنے کی خاطر اک زمانا چاہیے

دشتِ غربت مین مجھے کب تک پھرائیگا جنون
کوچہ دلبر کا اب رستا بتانا چاہیے

تیر کو سینے مین رکھکر منتظر ہو کس لیے
مرغِ دل حاضر ہے گر تمکو نشانا چاہیے

صاف کہتا ہے ستمگر تیغ پر رکھوا کے ہاتھ
گردنِ عاشق پہ اِسکو آزمانا چاہیے

فکر مین کیون ہو تجملؔ ہند سے کسکر کمر
روضۂ سبطِ نبی پر تم کو جانا چاہیے

ہمارے دل مین ایسی نون وحشت سمائی ہے
کہ جیسی نجد مجنون فہن مین بات آئی ہے

ہو فضلِ خدا محبوب نے خط مین لکھا ہے
کہ میرے دل پہ بھی اشتیاق عاشق کی جدائی ہے

ہمارے زخم دل کی کچھ نہین پروا یہ کیا صاحب
کسی استاد نے اچھی تمھین پٹی پڑھائی ہی

مرے مرقد کی جانب سے ہوا اکدن گلبدن گذرا
تو یہ سمجھا مین باغ خلد سے اک حور آئی ہی

مئے گلنار کا ساغر پلا مجھکو کہین ساقی
ہوا سرد ہی سبزہ ہی دریا کی ترائی ہی

گذر جسکا ہوا ہی روضۂ شاہ شہیدان پہ
عنایت سے خدا کے نام اسکا کربلائی ہی

ظفر ہوتی ہی کسکے معرکہ مین دیکھتا ہون مین
بڑی ای حسن عشق و عقل مین باہم لڑائی ہی

ہماری بیکلی کا حال گلرو سے کہے کیونکر
صبا کی جیب کے بھی دشوار جب وانتک رسائی ہی

تجمل منھ چھپینگے کیا نکیرین آکے تربت مین
زبان پر نام حیدر رہی یہ بندہ کربلائی ہی

ہماری عمر غفلت کے سبب برباد جاتی ہی
خدا کی یاد دم بھر بھی نہین ہمکو لے سکتی ہی

تمھاری یاد مین شام و سحر ہم تڑپتے ہین
کبھو دل مین تمھارے بھی ہماری یاد آتی ہی

خدا حافظ ہی وقت جوشش گریہ مرے دل کا
یہ کشتی بحر طوفان خیز مین غوطے لگاتی ہی

وہ جب آتے ہین بہرِ فاتحہ یہ ہی ہوا خواہی
صبا پھولون کی چادر قبرِ عاشق پر چڑھاتی ہی

ملا ہی راستی سے مرتبہ شمشادِ گلشن کو
کہ قمری بھی غلامی سے نہین گردن ہلاتی ہی

صبا کھٹکا ہی یہ مجھکو ابھی صیاد سوتا ہی
نہ چونک اُٹھے کہین بے طور بلبل غل مچاتی ہی

بتادے ساقیا اب یہ کیا ہی مے پلانے مین
گھٹا چھائی ہی کالی برق بھی جلوہ دکھاتی ہی

تجمل ہوش مین آؤ ذرا ہشیار ہو جاؤ
چلو کوچے مین جانان کے چلا دن رات آتی ہی

چمن مین پھولون کا زیور بھی بھاری رہی ہی
ہر اک درخت کی پوشاک نو بہاری ہی

چمکتے ایسے ہین پھولون پہ قطرہ شبنم
کہ جیسے موتیون کے گرد مین کناری ہی

ہزارون قتل ہوے تیرے ہاتھ سے قاتل
نہ ہاتھ روک خدا را کہ میری باری ہی

کہین بھی رہنے نہین پاتے دیکھتا ہی جنون
ہمارے شور و فغان سے زمانہ عاری ہی

لحد مین بھی نہین عاشق کو چین ہر اک دم
یہ سوزِ دل ہی کہ اُف اُف زبان پہ جاری ہی

کچھ اور دل کو ہمارے ہی کرتا ہی وہ نرم
عجب طرح کا اثر آہ مین ہماری ہی

تمھارے گیسو و رخسار اسکے شاہد ہین
کہ دن سے بڑھ کے کہین ہم پہ رات بھاری ہی

نہین ہی عشق مین ثانی کوئی تجمل کا
تمام عمر اسی شغل مین گذاری ہی

کبھی گھونگھٹ جو تیرے روے روشن سے سرکتا ہی
ہر اک ذرہ زمین پر مہر کی صورت چمکتا ہی

پلانے آتے ہین وہ آب خنجر اپنے ہاتھون سے
کوئی دم مین ہماری عمر کا ساغر چھلکتا ہی

سمجھ مین میکشون کے معنی قلقل نہین آتے
کہو یہ شیشۂ مے سے کہ کیا بیہودہ بکتا ہی

تہی بختون کا جاے نفع مین بھی ہاتھ ہی خالی

میانِ بحر کب گرداب کا ساغر چھلکتا ہی

نہین کچھ منحصر گلزار ہی پر موسم گل مین

اٹھا کر آنکھ دیکھو منزلون سبزہ لہکتا ہی

تنِ لاغر کو میرے دیکھکر کہتا ہی وہ گلرو

ہر اک ساعت مرے دل مین یہی کانٹا کھٹکتا ہی

نکل کر کفر سے اسلام مین آؤ تو پھر دیکھو

کہ پیشانی سے نورِ دینِ احمد کیا چمکتا ہی

نسیم صبح بھی مستانہ کیسی چال چلتی ہی

شرابِ بوے گل سے جس گھڑی گلشن مہکتا ہی

کہین اے شہسوارِ بادپا غافل نہو جانا

مری وحشت زدہ صورت سے گھوڑا بھی بھڑکتا ہی

تجمل خیر تو ہی غیر ہی بتلاؤ کیون حالت
دلِ مضطر کئی دن سے تمہارا کیون دھڑکتا ہی

۲۶۹ ۱۰

ہی کمتر بقا یان فنا بیشتر ہی
ہی جو شام وہ کوئی دم مین سحر ہی

نہ دھمکا مجھے تیغ و خنجر سے قاتل
تو کر وار جانباز سینہ سپر ہی

مری روح مرقد مین گھبرا کے بولی
فرشتو مرا یار جانی کدھر ہی

سلیمان کی بھی قبر پر جا کے دیکھو
نہ ہی جا درِ گل نہ سوزان اگر ہی

یہی تو لِ مجنون تھا ہر ساربان سے
بتا دے خدارا کہ لیلی کدھر ہی

مرا دل یہ دیتا ہی مجھکو گواہی
کہ عازم ادھر یار کا نامہ بر ہی

یہان بت ہین حامی وہان حق تعالے
نہ کچھ خوفِ دنیا نہ عقبی کا ڈر ہی

نہین کھانے کی ہجرِ جانان مین اخشا
کہ دامن مین موجود لختِ جگر ہی

نہین کوئی تدبیر چلتی ہماری
پئی وصلِ جانان خدا پر نظر ہی
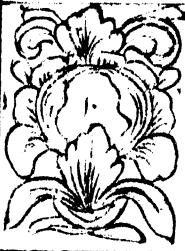
تجمل یہ کیا چند روزہ ہی دنیا
کہ در پیش یان سب کو اک دن سفر ہی

شب وصلت قیامت ہی غضب ہی
ہمارا یار ناخوش بے سبب ہی

تجھے قاصد خوشی کیسی ہی اسدم
بتا جلدی سے کیا میری طلب ہی

کوئی جا کر مسیحا سے یہ کہدے
ترا بیمار فرقت جان بلب ہی

محمد کے وصی اور جانشین کا
علی ہی نام اور حیدر لقب ہی

مسلمان ہو کے مین کہتا نہین جھوٹھ
دل کافر مری فرقت کی شب ہی

اٹھائے ہین بہت فرقت کے صدمے
وصال اب انسے ہو تو کیا عجب ہی

غلامون سے کہا کرتا تھا محمود
ایاز خوبرو کیا با ادب ہی

عدم کی راہ مین ہی کیا پس و پیش
کوئی آگے گیا کوئی عقب ہی

مجھے کیا ہمنشینون مین ہی اعزاز
کہ میرا ماہرو عالی نسب ہی
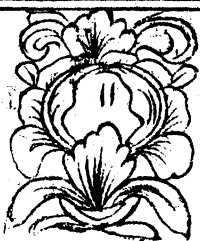
تجمل کیون تمھین ہی خوف محشر

تمھارا پیشوا شاہ عرب ہی

مرا شاہ وہ شاہ کون ومکان ہی — کہ جبریل بھی جسکا اک پاسبان ہی

نہ باقی ہی دنیا مین شاہون کی حشمت — نہ باقی مزارون کا اُنکے نشان ہی

سلیمان کے لاشے سے مرقد نے پوچھا — بتا تخت اور تاجِ زرین کہان ہی

نہین خاکسارون کو حاجت مکان کی — زمین صحنِ خانہ تو سقف آسمان ہی

حرم مین نہین مجھکو سجدے کی پروا — مرا سر ہی اور یار کا آستان ہی

نہ پوچھو نکیرین کچھ حال میرا — خدا سے کہونگا بڑی داستان ہی

رہِ عشق مین بادشہ یا گدا ہو — جو ہی مبتلا اُسکا بے خانمان ہی

بہارِ جوانی تو ہی چار دن کی — بڑھاپا جب آیا خزان بر خزان ہی

یہ ماہی مراتب کہان بعد مردن — فقط چار کے کاندھے لاشہ روان ہی

یہ دولت کے سارے کرشمے ہین دیکھو
محل بن رہے ہین مکان پر مکان ہی

۲۷۲

تجمل کے دل مین نہ افسوس کیون ہو
جوانی کی اب تاب و طاقت کہان ہی

۱۰

نہین جہان مین اب ایک بھی بشر باقی
وہ تیغ باقی ہی یا ہی وہ فتنہ گر باقی

فراق مین مجھے دیتا ہی یون تسلی دل
ملیگا یار رہی زندگی اگر باقی

بتادے مجھکو یہ کیسا ستم کیا صیاد
کہ بلبلون کا نہین ایک بال و پر باقی

کیا تمام بدن کو یہ خشک پیری نے
کہین رگون مین نہین اپنے خونِ تر باقی

تمام باغِ جہان کو ہی ایک روز فنا
نہ گل رہینگے نہ پتے نہ اک شجر باقی

کہون مین کس سے کہ اس تک مری خبر لیجا
نہ چاہ مین ہی کبوتر نہ نامہ بر باقی

پلِ صراط کی منزل تو ہی بڑی دشوار
ہی سب کے واسطے یہ راہِ پر خطر باقی

مآل و دولت دنیا ہی فقر ظاہر ہی
رہا ہی پاس کسی کے بھی سیم و زر باقی

تمھارے ہجر مین کٹتے نہین یہ لیل و نہار | کٹی جو شام تو ہی سختی سحر باقی

۲۷۳

نہ کار خیر سے غافل کبھی تحمل ہو

رہیگا بعد زمانے مین خیر و شر باقی

۱۲

چھانتی ہی خاک تو ہر کوچہ و بازار کی | اے صبا تجھکو خبر ہی کچھ ہمارے یار کی

آج کل ہی تیری جانب اے برہمن یہ رجوع | شیخ بھی سوگند کھاتے ہین ترے زنار کی

بادشاہی کی ہوس دل مین نہ پھر باقی رہے | ہمکو ملجائے جو دربانی در دلدار کی

جب یہ سمجھین سرو کو اُس قد سے کچھ نسبت نہین | اڑ گئین آزاد ہوکر قمریان گلزار کی

دوستو مجھ خستہ تن سے کیون شکایت ہی تمھین | عاشقون کو کچھ خبر رہتی نہین گھربار کی

عنبرین زلفون کی خوشبو سے تری اے گلبدن | بو ہوئی شرمندہ مشک نافۂ تاتار کی

سب جہان کے خوبرو ہین دست بستہ پیش و پس | خوبیان ہین لکھ نہین سکتا ترے دربار کی

دختر رز کی بدولت گھر ہوے لاکھون خراب | ساقیا کیون قدر کرتا ہی مے و میخوار کی

باغ عالم مین برابر عیش کے ہی رنج بھی
دیکھ لین سب ہی جگہ پہلوے گل مین خار کی

ای طبیب نبض پر میرے نہ ڈالو ہاتھ تم
کچھ دوا ممکن نہین ہی ہجر کے آزار کی

باپ مان تجھپر فدا ہون ای شہید کربلا
کیا بزرگی دو جہان مین ہی ترے زوار کی

کیون تجمل حشر کا دھڑکا لگا ہی رات دن
مومنون پر ہی عنایت حیدر کرار کی

آئی ہی پھر بہار چمن سب ہرے ہوے
ہر شاخ گل ہی پھولون سے دامن بھرے ہوے

جلوہ فگن ہین تخت پہ سب شاہد چمن
کس کر و فر سے تاج سرون پر دھرے ہوے

یارب تو کہکشان کی نظر سے بچائیو
افشان سے آج مانگ ہی مہرو بھرے ہوے

آئینہ دیکھنے سے نتیجہ ملا خراب
ہمسر تمھارے دیکھ لو اب دوسرے ہوے

ای سیمتن ہی پاس ترے بس انھین کی قدر
آتے ہین اپنے جیب مین جو زر بھرے ہوے

قوت زیادہ ہو گئی نکلا ہی جب سے خط
آہوے چشم یار ہی سبزہ چرے ہوے

گلچین بتادے کیا کہین صیاد ہی چھپا
مرغان باغ آج ہین کیسے ڈرے ہوے

کیا زندہ پاس اُسکے تجمل کا ہو گذر
لاکھون ہین جس حسین پہ عاشق مرے ہوے

تمھارے گیسوون کے پیچ نے کیا پیچ ڈالا ہی
غضب افعی کا جوڑا تمنے ڈس لینے کو پالا ہی
خبر فصل بہاری کی جواب آئی ہی گلشن سے
تو رستہ دل مین آنے کا جنون نے بھی نکالا ہی
نہین ممکن ہی لکھنا داستان ہجر اہی جانان
یہ ہر دفتر کا دفتر اور رسالے کا رسالا ہی
جنون مین تو کسی عاشق کو ایسی تھی بیتابی
ہمارا رنگ اہی دل ایک عالم سے نرالا ہی

بتا اہی چرخ تجھکو کیا عداوت ہی تجمل سے
کہ تو نے داغ ہجر یار اُسکے دل پہ ڈالا ہی

کانون مین تیون کے ہین چھالے پڑے ہوے
ہین نورتن مین یار کے ہیرے جڑے ہوے
دیکھین تو کب تلک نہین گھر مین بلاتے وہ
ہم بھی تو اتنی بات پہ ہین اب اڑے ہوے

مین نے زبان سے جو لیا نام تو بے کا
بیٹھے بٹھائے آپ بگڑ کیون کھڑے ہوے

گر وہ مسیح گور غریبان پہ قم کہے
مردے کبھی نہ اُٹھین لحد مین گڑے ہوے

کیا موسم خزان ہے یہ گلچین کہ مثل خس
طائر ہین آشیانون مین بیحس پڑے ہوے

کیسی اُداسی باغ مین دیکھو خزان سے ہے
ہین جتنے نخل سب کے ہین پتے جھڑے ہوے

جھوکا ہوا کا تیز جو گلشن مین چل گیا
کانٹون سے گل چمن کے ہین زخمی پڑے ہوے
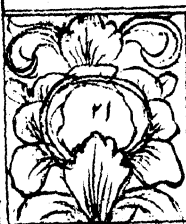
درگاہ کبریا مین تجمل بصد نیاز
ہین مانگتے مراد مؤدب کھڑے ہوے

فصل گل آتے ہی ہم سوے بیابان نکلے
دست وحشت سے کیے چاک گریبان نکلے

چرخ پر چاند وہ کوٹھے پہ زہے شان خدا
آج کی رات تو دو مہ تابان نکلے

قبر سے حشر کے دن کچھ نہ عجب جان اے
گریہ عاشق ترا با دیدہ گریان نکلے

جانتا ہے جو غضب ہے ترے دیوانون مین
سامنا کرنے کو کیا شیر نیستان نکلے

بندہ لیجا کے مجھے اک بت کافر کا کیا
حضرت دل ہی مرے دشمن ایمان نکلے

تیغ ابرو سے بس اب کیجے مرے سر کو قلم
دل سے ارمان شہادت کا مری جان نکلے

نہین نقصان ضعیفی کی تلافی ممکن
حسن جا کر نہ پھرا گر کے نہ دندان نکلے

محفل یار مین آمد جو رقیبون کی ہوئی
دل سنبھالے ہوے ہم کیسے پشیمان نکلے

نعش عاشق کی صدا تھی کہ در جانان سے
نکلے تو ساتھ لیے حسرت و ارمان نکلے

فاتحہ پڑھنے کا ہے قصد کہ یا الی کا
آج کیون آپ سوے گور غریبان نکلے

جبتلک زندہ رہے پانون نہ باہر رکھا
تیرے کوچے سے جو نکلے بھی تو بیجان نکلے

عمر ساری تو یون ہی عسرت و حرمان مین گئی
عیش و عشرت کے کبھی ہاے نہ ارمان نکلے

اے صنم چشم حقیقت سے جو دیکھا ہمنے
ذرے کوچے کے ترے مہر درخشان نکلے

یار کے غمزہ و انداز و ادا نے مارا
یہی دو تین مری جان کے خواہان نکلے

کیا شب ہجر چمکتے ہین مرے داغ جگر
بیفروغ انکے مقابل مین چراغان نکلے

نہین اعلیٰ کو کبھی پیش روی ادنی عیب
آگے روباہ کے کب شیر نیستان نکلے

اشکِ خون دیکھ کے یہ جوہری غم نے کہا
معدنِ چشم سے کیا لعلِ بدخشان نکلے

آدمیون سے جنون مین یہ ہمین نفرت تھی
بستیان چھوڑ کے ہم سوے بیابان نکلے

آمد اُس سروِ سہی کی جو سُنی گلشن مین
چھپ کے قمری سے ہر اک سروِ گلستان نکلے

عندلیبون کا جو صیاد کرے سر بھی قلم
دل سے ممکن نہین جو شوقِ گلستان نکلے

باغبان نے جو نہین سیر کی رخصت دی ہی
باغ سے کیسے تجمل ہین پریشان نکلے

اُس رشکِ پری کی جو طلبگار ہین ہم بھی
دیوانہ نہ سمجھو ہمین ہشیار ہین ہم بھی

ہین صید پہ بھولے ہوے نسقار ہین ہم بھی
کیا تیر کماندار کے سوفار ہین ہم بھی

گو شعر کی حاجت نہین پر خلق ہی مشتاق
سچ ہی کہ عجب طرح کے بیکار ہین ہم بھی

الفت نے کیا ہی ہمین مشہورِ زمانہ
لاکھون مین ہزارون مین نمودار ہین ہم بھی

دیکھے جو ترا حسن تو بولی یہ زلیخا
یوسف کی قسم اسکے خریدار ہین ہم بھی

پروانہ فقط شمع پہ ہوتا نہین سوزان
دو حکم تو جل جانے پہ تیار ہین ہم بھی

پاؤگے وفادار نہ ہمسا کوئی عاشق
سمجھو تو عنایت کے سزاوار ہین ہم بھی

چھوڑیگا نہ طاقت تری آنکھون کا تصور
بیمارونسے صحبت ہو تو بیمار ہین ہم بھی

مین روکے جو دون ابر سے اپنی کبھی نسبت
وہ ہنسکے کہین برق شرربار ہین ہم بھی

دیکھے جو تجھے بول اٹھے روح سکندر
حیران ترے اے آئینہ رخسار ہین ہم بھی

اللہ کے سجدے مین لیا نام بتون کا
جنت کے جہنم کے سزاوار ہین ہم بھی

ہین زخم بدن پر جو بہت تیغ جفا کے
چھڑکو نمک اسپر کہ نمکخوار ہین ہم بھی

پوشیدہ کرو ہمسے نہ یون چاہ ذقن کو
تشنہ دہن شربت دیدار ہین ہم بھی

تھے کوہکن و قیس اگر دشت و جبل مین
آوارۂ ہر کوچہ و بازار ہین ہم بھی

زاہد کے جو کہتے سے کرین بھول کے توبہ
ساقی ترے البتہ گنہگار ہین ہم بھی

چھانے ہین بہت عالمِ وحشت مین بیابان
مجنون نہین لیلی کے تعشق مین دین جان

کچھ شک نہین گندھی دم رفتار ہین ہم بھی
ہو جنس جو اچھی تو خریدار ہین ہم بھی

۲۹ ہو عرش پہ کیونکر نہ دماغ اپنا تجمل ۱۵
خاکِ قدمِ حیدرِ کرار ہین ہم بھی

کیون نہ دیوانگیِ عشق کرے شاد مجھے
فاتحہ پڑھکے تو کرتا تھا کبھی شاد مجھے

فرقتِ یار مین یان سر ہے وبالِ گردن
طوقِ منت کا ہے اُس سروِ سہی نے پہنا

دو ہی نالون مین دلِ یار کو مین نرم کرون
بال و پر نوچ کے کرتا ہے قفس مین کیون بند

تلخیِ ہجر کا خوگر مین ہوا ہون ایسا
مل گیا آپ سا معشوقِ پریزاد مجھے

آسنے مرنے پہ بھی اک دن نہ کیا یاد مجھے
ڈھونڈھتا پھرتا ہون ملتا نہین جلاد مجھے

بیڑیان کیون نہین پہناتا ہے حداد مجھے
ضعف دے اب بھی اگر رخصتِ فریاد مجھے

عین احسان ہے کرے ذبح جو صیاد مجھے
شربتِ وصل تھا کیسا یہ نہین یاد مجھے

شمع تک رو نئی مری قبر پہ لیکن تمنے
جھوٹون اک اشک بہا کر نہ کیا شاد مجھے

ہمصفیران چمن سے ہی ملاقات کا شوق
فصلِ گل آئی رہا کر کہین صیاد مجھے

نامہ بر دے کے مرا خط یہ زبانی کہنا
بھولتی آپ کی اکدم بھی نہین یاد مجھے

یار آیا ہی تو اے موت ٹھہر جا دم بھر
غمِ فرقت کی بیان کرنے دے روداد مجھے

بیڑیان توڑ رہا ہون کہ بہار آئی ہی
دستِ وحشت تری درکار ہی امداد مجھے

ہجر مین اس گلِ رعنا کے گیا جب سوے باغ
شکل سولی کی دکھلانے لگا شمشاد مجھے

ایسا مشتاقِ شہادت کا ہون مین اے قاتل
سر کے بل آؤن ابھی تو جو کرے یاد مجھے

۲۸۰

آئی ہچکی بھی نہ غربت مین تجمل مجکو
کبھی بھولے سے بھی اُسنے نہ کیا یاد مجھے

۵

تم پہ روشن ہی وہ سب جو کچھ ہمارے دل مین ہی
ہی زبان پر وہ ہماری جو تمہارے دل مین ہی

ایک مدت تک جنون صحرا نوردی کر چکے
لیچل اب تو ہمکو دریا کے کنارے دل مین ہی

تیری باتین اُلٹی سیدھی آجتک ہمنے سنین
ہم بھی ہو جائین کسی دن اک بارے دل مین ہی

ای جنون گنتے دو دن فرقت کا گھبراؤ نہ تم
رات آتی ہی گنینگے اب ستارے دل مین ہی

۲۸۱

چاہتی ہی اہ تجمل پہ نکل سکتی نہین
کس بلا مین یار کی الفت ہمارے دل مین ہی

۱۲

سختیان لاکھ سہین ایک تباہی کیسی
دشتِ غربت مین جنون ہمنے نباہی کیسی

لب جدا ہو کے جدائی کی خبر دیتے ہین
آتی ہی وصل کی شب ہمکو جماہی کیسی

ساحلِ امن تلک لیگئے حیدر ورنہ
کشتیِ نوح پہ آئی تھی تباہی کیسی

اب تو عاشق ہی تمھارا کوئی دم کا مہمان
نزع کے وقت مین یہ تیز نگاہی کیسی

دے رہا ہی جو شہادت خطِ رخسارِ قاتل
محضرِ حسن پہ یہ ایک گواہی کیسی

چھوڑ کر زہد کو جب بُت کے پرستار بنے
اُسکو نفرت ہوئی ہی ہم سے الٰہی کیسی

خاک مین ملتے ہین جب مر کے سلاطینِ جہان
پھر کہان تختِ شہی اور ہی شاہی کیسی

جوش سودا ہی نمایان مرے رنگ جنون سے
تیری تلوار مین آئی ہی سیاہی کیسی

کیا ہین بانہی پہ یہ حلقہ کیے بیٹھے کالے
گرد کانون کے ہی گیسو کی سیاہی کیسی

قیس کہتا تھا نہ کچھ قافلے والو پوچھو
گھر چھٹا یار چھٹا آئی تباہی کیسی

رات دن زلف ترے رخ پہ پڑی رہتی ہی
غالب آئی ہی سفیدی پہ سیاہی کیسی

شکر خالق کا تجمل کرے کس منھ سے ادا
آگئی دل مین ہی اب یاد الہی کیسی

گر چلے چاک گریبان کو تو دامن کیا ہی
دشت وحشت جو سلامت ہی تو الجھن کیا ہی

خوش بیانی تری سن سن کے چمن مین اہل گل
عندلیبون کی زبان لال ہی سوسن کیا ہی

یہ تو فرمائیے سیارے ہین کیون شرماتے
آج بازو پہ بندھا آپکے جوشن کیا ہی

کیا مرے یار نے ہی شمع جلائی آکر
اے فرشتو مری مرقد پہ یہ روشن کیا ہی

کثرت داغ بیان اور دہان قلت گل
سامنے اس دل پر داغ کے گلشن کیا ہی

کوچۂ یار مین پھر چلتے ہین گھبرا نہ بہت
دمبدم اے دلِ رنجور یہ دھڑکن کیا ہے

وعظ اور پند و نصائح سے نہین باز آتا
کوچۂ عشق کا یہ شیخ بھی رہزن کیا ہے

چین لینے نہین دیتا جو مجھے دل میرا
پہلوے خستہ مین یہ جان کا دشمن کیا ہے

دونو آنکھین جو لحد مین بھی ہماری وا ہین
شوق دیدارِ صنم کا پسِ مردن کیا ہے

آگے ابرو کے حقیقت نہین کچھ عقرب کی
سامنے زلف کے اُڑتی ہوئی ناگن کیا ہے

سارے معشوقون کے عشاق ترے عاشق ہین
سب حسینون سے نرالا ترا جوبن کیا ہے

روزِ محشر سے تجمل نہ ذرا خائف ہو
وان علیؑ ہونگے مدد پر تجھے الجھن کیا ہے

ہزار شکر کہ بوس و کنار ہونے لگے
بسر خوشی سے یہ لیل و نہار ہونے لگے

گئے بہار کے دن اب خزان کی فصل آئی
ہین جلتے نخل وہ بے برگ و بار ہونے لگے

غضب ہے ذرّے زمین کے بھی دشتِ غربت مین
ہمارے پانون مین چبھنے کو خار ہونے لگے

بچھائین راہ مین آنکھون کی پتلیان ہمنے
سمند ناز پہ جب وہ سوار ہونے لگے

تھی ایک کی بھی نہ امید اب ہی شکر خدا
کہ اُنسے وصل کے وعدے ہزار ہونے لگے

چلینگے کوچۂ جانان مین شام ہونے دو
ابھی سے حضرت دل بیقرار ہونے لگے

نگاہ لطف سے دیکھا جو غیر کو اُسنے
ہزار تیر مرے دل کے پار ہونے لگے

تجمل اب تو کئی دن سے آپکے آگے
یہ کیسے کس لیے بے اعتبار ہونے لگے

بھری ہی جو دل مین عداوت کسی کی
ترے دل مین کیا آئے الفت کسی کی

گیا ہاتھ خالی سکندر جہان سے
نہین ساتھ جاتی ہی دولت کسی کی

وہ نکلے ہین خنجر لیے صبحدم سے
ضرور آج آئیگی شامت کسی کی

عجب رنگ ہی چرخ نیلوفری کا
نہین دیکھ سکتا ہی راحت کسی کی

مرے دل سے ہارے ہین عالم کے ناصح
یہ سنتا نہین ہی نصیحت کسی کی

لحد مین سوائے علی اے تجمل
نہین کام آئیگی الفت کسی کی

دل کا سینے مین دکھانا کوئی تمسے پوچھے
یار عاشق کا ستانا کوئی تمسے پوچھے

آنکھ در پردہ لڑانا کوئی تمسے سیکھے
کھل کے گھر غیر کے جانا کوئی تمسے سیکھے

اپنی زلفون کو بناتے ہین حسین سب ناگن
کاٹنا انکو سکھانا کوئی تمسے سیکھے

پائچون کا بصد انداز و ادا و غمزہ
دم رفتار اٹھانا کوئی تمسے سیکھے

دیکھکر کہتے ہین گلشن مین جوانان چمن
گل و بلبل کا لڑانا کوئی تمسے سیکھے

پہلے الفت کا شب و روز بڑھانا اے یار
دفعۃً اسکا گھٹانا کوئی تمسے سیکھے

بزم مین ذکر پہ الطاف و کرم کے فوراً
بطرح غصے مین آنا کوئی تمسے سیکھے

بیٹھے آرام سے سینے مین تھے اے حضرت دل
گھر مین آفت کا مچانا کوئی تمسے سیکھے

عاشقون سے تو تنفر ہو مگر غیرون کو
خفیہ تحریر لکھانا کوئی تمسے سیکھے

چشمِ آہو سے جو دے آنکھ کو نسبت اسکو — دمبدم آنکھ دکھانا کوئی تمسے سیکھے

ابر کب چہرۂ خورشید سے یون ہٹتا ہے — پردہ عارض سے اُٹھانا کوئی تمسے سیکھے

وصل کی رات یہ کہکر کہ ہے دل مین تری یاد — رنجِ فرقت کا بھلانا کوئی تمسے سیکھے

صفتِ نقشِ قدم خاک نشین کو اپنے — مثلِ آندھی کے مٹانا کوئی تمسے سیکھے

زلف کے پیچ ہین یا چاہِ زنخدان ہے جگہ — دل کے رکھنے کا ٹھکانا کوئی تمسے سیکھے

گفتگو سب کی یہ ہر دم ہے **تجمل** کے ساتھ
گردنِ عجز جھکانا کوئی تمسے سیکھے

لاکھون ہین پاس ترے آگ لگانے والے — ہاے باقی نہین دنیا مین بجھانے والے

راز کچھ قدرتِ خالق کا نہین کھلتا ہے — کسلیے آئے ہین کیون جاتے ہین جانے والے

بعد مرنے کے تو وعدون پہ نہ ٹالین ایسا — آئین وہ ہین جو مرے قبر پہ آنے والے

خاک ہونے کو بنایا تھا ہمین بتلادے — اے مرے اِس تنِ خاکی کے بنانے والے

دل صدچاک دیا مین نے جو شانے کے عوض
نہ بگڑ اے مری زلفون کے بنانے والے

ایک مدت سے مری خاکِ لحد ہے مشتاق
ادھر آناز سے دامن کے اٹھانے والے

آ کبھی کھینچ کے تلوار کو مقتل کی طرف
سیکڑون جمع ہین گرد کے کٹانے والے

دل نالان مرا تکبیر کی دیتا ہے صدا
سن تو اے دیر کے ناقوس بجانے والے

تجھسا ہوگا نہ زمانے مین کوئی شوخ مزاج
چٹکیون پر مجھے ہر وقت اڑانے والے

طرف طائرِ دل بھی کوئی ناوک ہو روان
نہ اسے چھوڑ نشانے کے اڑانے والے

غیر سے میرے جنازے پہ وہ فرماتے ہین
لاش کو ہمتو نہین ہاتھ لگانے والے

دشمنی اچھی ہے اس الفتِ دور وزہ سے
کیون بڑھاتے ہین محبت کو گھٹانے والے

خضر و الیاس ترے کوچے مین کب آتے ہین
رستہ دور ہی سے ہین وہ بتانے والے

واعظو جبہ و دستار سنبھالو ہم ہین
دھجیان دامنِ محشر کی اڑانے والے

حق تعالیٰ تجھے تا حشر سلامت رکھے
اے مرے خانۂ ویران کے بسانے والے

روزِ محشر کی تجمل نہین پروا رکھتا
ہین علی نارِ جہنم سے بچانے والے

شبِ وصال وہ آکر جو بیحجاب ہوے
دلِ رقیب کو کیا کیا نہ اضطراب ہوے

مرے سوال کا اغیار بزمِ جانان مین
جواب دے نہ سکے ایسے لاجواب ہوے

نقاب رخ سے اٹھا کر وہ آے محفل مین
حیا ذرا نہ رہی خوب بیحجاب ہوے

حساب انکا تو ہرگز مین دے نہین سکتا
گناہ مجھسے الٰہی ہین بیحساب ہوے

یہ شوقِ بیعتِ دستِ سبو تھا پیرِ مغان
مرید آکے ترے طفل و شیخ و شاب ہوے

خدا کوئی نہ پھنسے آکے دامِ الفت مین
ہزارون مر گئے لاکھون کے گھر خراب ہوے

ازل کے روز قضا و قدر کی آنکھون مین
حضور سارے حسینون مین انتخاب ہوے

ہے یہ بھی پاس ترا ہم کہ پیشِ خدا
گناہِ عشق سے ہم داخلِ ثواب ہوے

نقاب تو نے تو الٹی مگر یہ کج تھا بخت
ہمارے واسطے گیسو ترے نقاب ہوے

تمھارے گیسو نے ابرو نے قہر کیا
وہ میری جان کے جنجال یہ عذاب ہوے

طلب ہماری ہوئی اب خیال ہین بدلے
ہزار شکر کہ سچے ہمارے خواب ہوے

جو مہر و ماہ کو تھی آرزوے پابوسی
تمھارے ابلق چالاک کے رکاب ہوے

بلائی ہاتھ سے اسنے جو مے رقیبون کو
حسد کی آگ پہ جل بھن کے ہم کباب ہوے

گرا پسینہ جو گرمی سے روے گلرو کا
چمن مین تر عرق شرم سے گلاب ہوے

دلایا غیر نے غصہ جو کان بھر بھر کر
حضور ہم پہ برس پڑنے مین سحاب ہوے

دل حزین نے تو کام اپنا کر لیا شب وصل
ادھر سے کیا کہون جو کچھ کہ پیچ و تاب ہوے

مزا ملیگا بھلا دل جلون کو کیا زاہد
نہ ساتھ جب مے کوثر کے کچھ کباب ہوے

ارادہ کوے صنم مین کیا جو جانے کا
رقیب بن گئے فرشتے بھی سد باب ہوے

وہ روز دیکھتے ہین روز بھول جاتے ہین
نظر مین یار کے ہم کیا ہوے کہ خواب ہوے

چھپایا ابر کے پردے مین ماہ نے چہرہ
وہ شب کو بام پہ اپنے جو بے نقاب ہوے

ہمارا غم ہی ہمیشہ سے ایک حالت پر | ہزار طرح کے عالم مین انقلاب ہوے
بتادے بہرِ خدا مجھسے ماجرا یہ تو | رقیب کیون یہ ترے پاس باریاب ہوے
مے طہور ملی انکو جو کہ تھے مینوش | شراب پی نہ جنھون نے وہی خراب ہوے
گرا جو ہاتھ سے جامِ شراب محفل مین | خطا یہ آپ ہی ہم اپنی آپ آپ ہوے
کیا ہی ہمپہ یہ احسانِ غمِ جدائی مین | کہ زار ہو کے کمر کا ترے جواب ہوے

۲۸۴

تجمل امتِ احمد مین فخر کیون نکرین
ازل سے ہم بھی غلامِ ابو تراب ہوے

۱۰

اب تو ہم بقدر ایسے دربا ہونے لگے | ایک بوسہ مانگنے پر تم خفا ہونے لگے
کیا ہوئی شرم و حیا وہ پردہ داری آپ کی | سامنے غیرون کے اب تو برملا ہونے لگے
اب تو وہ گلرو ہوا ہی بعدِ مدت ہم بغل | بیوفاؤن سے بھی ظاہر باوفا ہونے لگے
سیکھ لی اُس بیوفا سے بیوفائی کی روش | حضرتِ دل تم بھی پہلو سے جدا ہونے لگے

صاف ہوجاے یہ جھگڑا میکدے مین گر چلو
روبرو پیر مغان کے فیصلا ہونے لگے

کیا ہوئی تقصیر مجھسے صاف یہ فرمائیے
بیخطا مجھپر یہ کیون جور و جفا ہونے لگے

ہر طرح سے ہمکو ہین وہ رند مشرب جانتے
شیخ کیون آکر ہمارے رہنما ہونے لگے

اے طبیبو تمسے یہ آزار جانے کا نہین
وہ مسیحا گر معالج ہو شفا ہونے لگے

کچھ ہماری بات کا ہان ہون ہین دیجیے جواب
اس دل بیتاب کو بھی آسرا ہونے لگے

۲۸۹

یا الٰہی تیرے در پر ہی یہ حاضر دیر سے
اب نذیرا اس تجمل کی دعا ہونے لگے

۱۱

بے سبب تم ایسے روٹھے ہم مناتے رہگئے
پھر ہنسی آئی نہ تمکو ہم ہنساتے رہگئے

فصل گل آئی گئی بھی پر نہ پائی مخلصی
قید مین حسرت سے طائر غل مچاتے رہگئے

پاسبانون نے در جانان نہ کھولا خوف سے
رات بھر زنجیر در ہم کھڑکھڑاتے رہگئے

وصل کی امید تھی کیا ہوگئی جلدی سحر
پانون کی ہم رات بھر مہندی چھڑاتے رہگئے

دیکھکر مجنون کو دونا ہوگیا اپنا جنون
پھاڑ کر ٹکڑے قبا کے ہم اڑاتے رہگئے

چھوڑ کر پہلو کو جاکے زلف جانان مین چھپے
طائر دل تمکو اتبک ہم بلاتے رہگئے

ہوکے ناخوش پھر گئے کروٹ نہ لی میری طرف
تا سحر آنکھوں سے ہم آنسو بہاتے رہگئے

واہ ری قسمت ہوئی وصلت نہ جانان کی نصیب
دمبدم لخت جگر فرقت مین کھاتے رہگئے

صورت سایہ نہ سر کے پاس سے دم بھر کبھی
ہم بلاے زلف سے پیچھا چھڑاتے رہگئے

کسطرح فصل بہاری مین جنون کے ہاتھ سے
ٹکڑے دامان و گریبان کے اڑاتے رہگئے

اسنے غیرون سے نہین چھوڑی ہے اتبک رسم وراہ
ہم تحمل کس طرح اسکو سکھاتے رہگئے

ہم تمھین جان گئے تم ہمین پہچان گئے
قبر مین ساتھ لیے وصل کا ارمان گئے

باغ مین آئے تو قسمت سے خزان آپہونچی
دل کے بہلانے کو آئے تھے پریشان گئے

بار گردن سے تو اک دم مین سبکدوش کیا
تیغ قاتل کا لیے سر پہ ہم احسان گئے

مثل دارا و سکندر کے سلاطین جہان
کیسے دنیا سے لیے دل مین سب ارمان گئے

حسن ہمیل یہ بخشا ہی خدا نے تمکو
لاکھون یوسف سے حسین ہونے کو قربان گئے

دیکھ لینا کسی دن ہم بھی خدا کے آگے
تیری فرقت کا لیے ہاتھ مین فرمان گئے

اے زمین یہ تو بتا کیون نہین پھر کر آئے
آجتک گھر مین ترے جتنے ہین مہمان گئے

آج رخسارون کو گیسو سے چھپائے کیون ہو
ہین نشانی سو کے ہم جان گئے جان گئے

بسطرح رندون نے کچھ انکو سنائین باتین
شیخ میخانے مین آئے تو پشیمان گئے

۴۹۱

مہربان ہو کے جو وہ شوخ تجمل سے ملا
بزم سے جتنے تھے اغیار پشیمان گئے

۱۷

میری الفت اگر نہین نہ سہی
تیرے دل پر اثر نہین نہ سہی

عشق مین تیرے ہمتو مرتے ہین
تجھکو اسکی خبر نہین نہ سہی

جلوہ افگن ہی داغ تو شب ہجر
ماہ روشن اگر نہین نہ سہی

یاد ہم اُسکو دل مین کرتے ہین | وان تک اپنا گذر نہین نہ سہی
وہ ہمارے ہین ہم ہین اُنکے دوست | غیر اپنے اگر نہین نہ سہی
میرے کہنے پہ کیون بگڑتے ہو | غیر سے گر حذر نہین نہ سہی
رخِ مہرو کی چاندنی پھیلی | آسمان پر قمر نہین نہ سہی
ہم کو کافی ہے اپنی بے ہنری | اور کوئی ہنر نہین نہ سہی
راہِ الفت مین پانون رکھتے ہین | دل و جان و جگر نہین نہ سہی
دوست تو مجھکو دوست رکھتے ہین | دلِ دشمن مین گھر نہین نہ سہی
حشر مین ایک دن ملوگے ضرور | وصل گر عمر بھر نہین نہ سہی
تن پہ کملی ہے بوریا بستر | ہین گدا کروفر نہین نہ سہی
تجھکو جور و جفا سے ای ظالم | کچھ خدا کا خطر نہین نہ سہی
ہم کو کافی ترا ہے سیبِ ذقن | باغ مین گر ثمر نہین نہ سہی

ہمتو رو رو کے جان دیتے ہین	آپ کو کچھ خبر نہین نہ سہی
قمریو دیکھ لو قدِ جانان	سرو کا گر شجر نہین نہ سہی

۲۹۲

ہم بغل یار ہو تجمل سے
اور دولت اگر نہین نہ سہی

۹

رات دن ہو دل کو اپنے بیقراری ہاے ہاے
چشمِ گریان سے ہین ہر دم اشک جاری ہاے ہاے
عندلیبون کو بس اب صیادِ ظالم چھوڑ دے
گلشنون مین آئی ہو فصل بہاری ہاے ہاے
دیکھکر زخمِ بدن کو میرے بولا بخیہ گر
غیر ممکن ہو گئی ہو بخیہ کاری ہاے ہاے
جستجوے قیس مین کس طرح دیکھو بے حجاب

آج ناقے پہ ہے لیلی بے عماری ہائے ہائے

آپ کیا دشمن ہوئے دشمن ہوا سارا جہان
اب کوئی کرتا نہین ہے غمگساری ہائے ہائے

ہین جو عاشق روز اُٹھاتے ہین وہ تیری بزم مین
ذلتون پر ذلتین خواری پہ خواری ہائے ہائے

آمدِ خط ہے رخِ جانان پہ گھبراتا ہے دل
حُسنِ خوبان کو نہین ہے پائداری ہائے ہائے

عشق کے ہاتھون سے ہمتو در بدر رسوا ہوئے
کیا غضب ہے آپ کی یہ پردہ داری ہائے ہائے

اب تجمل تم بھی ڈھونڈھو چل کے کوئی خوبرو
دیکھ لی اُس بیوفا کی دوستداری ہائے ہائے

کہان بگڑ کے چلے ہو ذرا سنو تو سہی | بتاؤ ہمسے ہوئی کیا خطا سنو تو سہی

جو حالِ غیر پہ تم لطف کرتے جاتے ہو | جفا پہ ہمنے اُٹھائی جفا سنو تو سہی

ہمارے خون سے کیا کچھ سوا ہی اسکا رنگ | لگا ہے ہاتھ مین کیون ہی حنا سنو تو سہی

تمھارا وصف سنائینگے کان اِدھر لاؤ | کہینگے حال نہ اپنا ذرا سنو تو سہی

سوالِ وصل نہ اب پھر زبان سے نکلیگا | بس ایک بوسہ ہی دیدو ذرا سنو تو سہی

مسیحِ چرخ یہ رشکِ مسیح سے بولے | نہین جواب تمھارا ذرا سنو تو سہی

شبِ وصال مین کیون اِسقدر رہی شرم و حیا | نگاہ چار کرو اک ذرا سنو تو سہی

یہ التجاے تجمل ہی ترکِ ظالم سے
ذرا ہمارا دلی مدعا سنو تو سہی

ساقیا عمر کی آرزو نہ گئی | دخترِ رز کی جستجو نہ گئی

رات بھر وصل کے مزے لوٹے | پھر بھی بوسے کی آرزو نہ گئی

طائرِ روح کر گیا پرواز
بارِ خنجر کی تا گلو نہ گئی

کوے قاتل سے مر کے نکلے ہم
شکرِ خالق ہی آبرو نہ گئی

لاکھ زاہد نے مجھکو سمجھایا
بُت پرستی کی دل سے خو نہ گئی

کیا سبب آج ہو گیا بلبل
گل و گلزار تک جو تو نہ گئی

(۲۹۵) لاکھ شانہ کیا تجمل نے
کجیِ زلفِ مشکبو نہ گئی (۷)

پرستش جا کے جو کرتا ہی تو ہر بار تیھر کی
بتا ای برہمن عزت پڑی زنار تیھر کی

گلی ہی قصرِ تن پہلے ہی لازم اُسکی مضبوطی
بناتے ہو عبث ای منعمو دیوار تیھر کی

پرستش کے لیے دیر و حرم مین تو نہین ملتا
بنائینگے تری تصویر ہم ناچار تیھر کی

ہماری سخت جانی سے نہو گی وہ کبھی عاری
حقیقت کیا سمجھتی ہی تری تلوار تیھر کی

نزاکت سے ہی وُہ نی اُنکی سختی دیکھو کرتے ہین
ہین وہ شیشے کی تصویرین اگر تو چار تیھر کی

کبھی ہونگے نہ بت گویا عبث باتین بناتا ہی | سنی ہی کب کسی نے برہمن گفتار پتھر کی

۲۹۶ تجمل کرعبادت توخدا کی رات دن اپنے ۱۶
نہین کرتے پرستش جو کہ ہین ہشیار پتھر کی

ای مست ہی کچھ عاشقِ بیدل کی خبر بھی | غیرون سے فراغت ہو تو اک جام ادھر بھی
مرنے سے بھلا کوئی ہی بیخوف و خطر بھی | جو زندہ ہی درپیش اُسے ہی یہ سفر بھی
ای گل ابھی پڑتے ہین یہان جان کے لالے | دل پاس ترے جا چکا جاتا ہی جگر بھی
لکھنے کو ہین ہم اُس شہ خوبان کا سراپا | اللہ کہین ڈھونڈھے سے ملجاے کمر بھی
ای چرخ نہ اُس بت کی جدائی مین رلا تو | تھرا گئے ہین اشک مرے دیدۂ تر بھی
کٹتی ہی نہین ہی شب تاریکِ جدائی | ای مرغ سحر بول کہ ہو جاے سحر بھی
انسان کرین کیون نہ جوانی پہ تکبر | آغاز مین دیکھو تو اکڑتے ہین شجر بھی
جب سے ترے گیسو مین ہی کاشانہ بنایا | اب طائرِ دل کو تو نہین یاد ہی گھر بھی

قسمت سے صنم اپنی ترے نقش قدم کو
گھسوتی ہی صبا سجدے سے محروم ہی سر بھی

ہی کون سے بیجرم پہ قاتل کی چڑھائی
تلوار بھی ہی ہاتھ مین باندھی ہی سپر بھی

کیون چلنے سے اُس شوخ کے رستہ نہو روشن
پازیب کے ہین گھنگرو ون مین شمس و قمر بھی

میخانے مین اب بھل کے جو ہم آنے لگے ہین
بندون کی طرح کچھ نہین اللہ کا ڈر بھی

راحت سے بسر کرنی جو ہوتی اُسے منظور
کیا قیس بناتا کہین رہنے کو نہ گھر بھی

اُس زلف مین آیا جو نظر رخ تو مین سمجھا
ہی جلوہ نما شام کے پردے مین سحر بھی

یہ سرو سہی قمریو بے پھل ہی تمھارا
رکھتا ہی مرا سرو خرامان تو ثمر بھی

۲۹۷ ۱۸
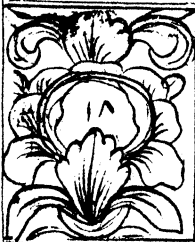
صدقے مین ہیمبر کے تحمل کی دعا مین
جلدی سے خدایا کہین پیدا ہو اثر بھی

جاتے ہین بت کے پاس ارمان نئے نئے
کافر نے ہزارون مسلمان نئے نئے

طفلی مین دیکھتے تھے دبستان نئے نئے
پیری مین چل کے دیکھین بیابان نئے نئے

وہ بت ہوا ہی جب سے کسی شیخ کا مرید | پیشِ نظر ہین اپنے مسلمان نئے نئے

ٹکڑے مرے جگر کے جو دیکھے تو بولے وہ | آئے کہان سے لعل بدخشان نئے نئے

چہرون پہ کربتون کے نظر تکدے ہین آ | ای شیخ دیکھے ہون جو قرآن نئے نئے

وحشت زدہ یہ عشق بھی کیا ہی بری بلا | کرتا ہی گھر ہزارون یہ ویران نئے نئے

راضی کسے کسے کرون دیدیکے رشوتین | اُس آستان پہ اتےہین دربان نئے نئے

شوخی ہماری دستِ جنون کی تو دیکھیے | کرتا ہی چاک روز گریبان نئے نئے

حسن وجمال گر کہین اُس بت کا دیکھ لین | زنار پہنین لاکھون مسلمان نئے نئے

گرتی زمین پہ چھٹ کے ہی افشان جو مانگ سے | تارے پہ تارے ہوتے ہین تابان نئے نئے

مہمانسرا غمون سے کہون کیون نہ دل کو مین | ہر روز اسمین آتے ہین مہمان نئے نئے

کیا جانئے کیا ہوا ہی ترے ہجر مین مرض | آتے طبیب ہین پئے درمان نئے نئے

دل مین جگر مین داغ جو پڑتے ہین ہجر کے | سینہ بنا رہا ہی گلستان نئے نئے

جب سے ہوا ہی عشق کسی بت کے زلف کا
ہین خواب دیکھتا ہون پریشان نئے نئے

ہوتا ہی جب گذر طرف کوے دلربا
جاتے ہین لیکے ساتھ ہم ارمان نئے نئے

حربانہ کسطرح سے مین سمجھون مانے کو
رنگ اِسکے دیکھتا ہون مین ہر آن نئے نئے

حیران ہوتے ہوتے جو زندہ جناب نوح
یہ چشم تر اُٹھاتی ہی طوفان نئے نئے

جب سے خبر طلب کی تجمل نے ہی سُنی
دل کر رہا ہی وصل کے سامان نئے نئے

غزل فارسی

ای نور چشم مصطفے ای نور عین مرتضا
ای صاحب تاج ولوا ای بادشاہ کربلا

ای معدن جود و سخا ای منبع فیض و عطا
جای تو بر عرش علی ای واقف سر خدا

من چشم در راہ توام مشتاق درگاہ توام
اُطلب مرا اُطلب مرا بہر خدا بہر خدا

در کربلا کل سطح خاک از فیض خون تو گشت پاک
از جرم عصیان و مرض تا بد مریض آنجا شفا

ای سید والاگہر عکس رخت شمس و قمر
از نور دندان جلوہ گر اختر ببالاے سما

از پرتو مہر جبین پر نور افلاک و زمین
از نکہت گیسوے تو گشتہ خجل مشک خطا

ای ماہ برج خسروی فرض ست بر ما پیروی
ای تابع حکمت ہوا ذرہ نمی جنبد زجا

ای مدحت بر انس و جان واجب شدہ در دو جہان
ہر دم باوج آسمان روح القدس محو ثنا

ای غنچہ باغ جنان چون عندلیبان قدسیان
نغمہ سرا در مدح تو در مدح تو نغمہ سرا

طاقت نمی بند قلم وصفت چہ سان سازد رقم
ای سید والا ہمم وصفت نماید کبریا

اسم تو بالاے زبان لذت دہ روح روان
یاد تو ہان ای کام جان مرہم دل مجروح را

ای بادشاہ دو جہان زینت دہ کون و مکان
اوصاف ہمت را شہا در بیت میسازم ادا

از حرف حا حمد احد وز میم عیان سر صمد
از حرف یا یاد خدا از حرف نون نور خدا

ای قامت رعنای تو وی عارض زیبای تو
شمشاد گلزار جنان گلدستہ شان خدا

حسن جہان را زیوری گم کردہ رہ را رہبری
جان و دلم بر تو فدا جان و دلم بر تو فدا

افتادہ ام در کو تیو در اشتیاق روتیو
دیدار خود بنما مرا دیدار خود بنما مرا

دارم ز تو چشم کرم من از خطا شرمندہ ام
عذرم بہ پیش خدا بخشد گناہ این گدا

ای نیر برج شرف لخت دل شاہ نجف
ای دین حق را پیشوا ای نائب خیر الوریٰ

بر درگہت روح الامین با صد ادب سر بر زمین
ای نور پاک تو جدا کے از خدا و مصطفیٰ

دارد تجمل آرزو در حشر باشد سرخرو
بہر خدا بر حال او افگن نظر روز جزا

۲۹۹ ۹

خوش قامت رعنائے تو ۔ من عاشق شیدای تو
گل چہرہ زیبائے تو ۔ من عاشق شیدائے تو

دندان ولب لعل و گہر ۔ خجلت دہ شمس و قمر
زلف ست عنبر سائے تو ۔ من عاشق شیدائے تو

ہر لحظہ در دل یاد تو ۔ امید بر امداد تو

تاج ست نقشِ پاے تو - من عاشقِ شیدا ے تو

دیدار خود نما مرا - بہر خدا با صد ادا

ہر مقصدم بر راے تو - من عاشقِ شیدا ے تو

یادِ تو ہر دم در دلم - از تیغ نازت بسملم

شان خدا اعضاے تو - من عاشقِ شیدا ے تو

وابستۂ زلفت ختن - دندانِ تو درِّ عدن

در دیدۂ من جاے تو - من عاشقِ شیدا ے تو

ہر آرزوے خاطرم - بر آر از جود و کرم

سر می نہم بر پاے تو - من عاشقِ شیدا ے تو

اے تاجِ فرقِ خسروی - کے مہربان بر من شوی

عرشِ معلیٰ جاے تو - من عاشقِ شیدا ے تو

بردار از رخ پردہ را - بینند تجمل جلوہ را

چشم و دلم جویاے تو - من عاشق شیداے تو

مخمس بر غزل مولوی غلام امام شہید

شاداب ہین سب وادی و صحراے مدینہ
سب دیکھتے ہین آکے تماشاے مدینہ
فردوس برین ہو گئی ہر جاے مدینہ
جب سے ہوا وہ گل چمن آراے مدینہ

جبریل بنا بلبل شیداے مدینہ

ہی غیرتِ گلزارِ جنان جاے مدینہ
جلدی سے خدایا مجھے دکھلاے مدینہ
دل سے یہ نکلتی ہی صداہاے مدینہ
سینہ ہی مرا ردکشِ صحراے مدینہ

دل ہی جرسِ محملِ لیلاے مدینہ

عالم مین ہی کون احمدِ مختار سے بہتر
بتلاؤ نبی کون ہی اللہ کا دلبر
فرض انکی اطاعت ہی ہر اک جن و بشر پر
کیا شانِ خدائی ہی کہ ہی تا دمِ محشر

مسجودِ ملک روضۂ مولاے مدینہ

واللہ عجب قبۂ انور کی جھلک ہے
پر نور اُسی سے یہ جہان آج تلک ہے
دربانی در فخر جن وانس و ملک ہے
شمسی کی جھلک دیکھ کے خورشیدِ فلک ہے

جاروب کشِ ساحتِ زیباے مدینہ

تعظیم سے چلتے ہین عوض پانون کے سر ہے
حاضر یہ تصدق کے لیے جان و جگر ہے
دیکھیگا وہ کیا جسکو نہین نورِ بصر ہے
وان کی در و دیوار مرے پیش نظر ہے

اندھیر ہو گر آنکھ سے چھپ جاے مدینہ

چہرہ بھی رہے شاد تو دل بھی رہے خرم
چھڑکا کرین اشکون کے ہم قطرون سے پیہم
احقر ہین ملے گر یہ شرف تو ہون معظم
مژگان سے کرین راہ کی جاروب کشی ہم

سو کوس سے گر ہم کو نظر آے مدینہ

قندیل مین یہ شمع نہین حور ہے پنہان
ہر شب ہے منور شبِ دیجور ہے پنہان

اس جا کی ہر اک کاہ مین اک نور ہی نہان | ہر سنگ مین وان کے شرر طور ہی پنہان

ہر خشت کو کہیے ید بیضاے مدینہ

ہر ذرہ کو خورشید بنا دیتے ہین اب تک | قطرہ کو وہ گوہر کے جلا دیتے ہین اب تک

مشتاق کو وہ آب بقا دیتے ہین اب تک | تو مردۂ صد سالہ جلا دیتے ہین اب تک

اک آن مین دربان مسیحاے مدینہ

کیا تاب ہی خورشید مین دیکھے جو جھلک کو | کیا سامنے وہ کھول سکے اپنی پلک کو

بے اذن اجازت نہین آنے کی ملک کو | بوسے کی تمنا ہی جو میناے فلک کو

جھکتا ہی سوے گنبد خضراے مدینہ

بیکار سکندر رہا ظلمت مین پریشان | دھوکے مین پڑا کہنے سے آخر تھا وہ انسان

ہو جان محبون کی فدا روح ہو قربان | ہر چاہ سے جاری ہی وہان چشمۂ حیوان

پیاسون کے لیے خضر ہی سقاے مدینہ

ہر دم ہے گنہ ایک خطا ایک ہے ہر آن
بخشش کا نظر مین نہین کچھ خاک بھی سامان

کہتا ہے تجمل یہی با دیدۂ گریان
آتا ہون بڑی دور سے آلودۂ عصیان

مولی مجھے مت کیجیو رسواے مدینہ
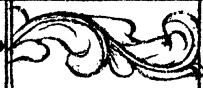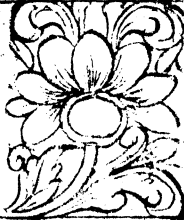
ترجیع بند فارسی در مدح جناب امیر علیہ السلام

السلام ای مفتی احکام دین | السلام ای حاکم چرخ و زمین
السلام اے قاضیِ شرع مبین | السلام اے راز احمد را امین

السلام اے دست رب العالمین
السلام ای جاے تو عرش برین

السلام ای قدسیان سربر زمین | نورت آدم را بود نور جبین

السلام اے سایہ ات مہر مبین
قطرہ از فیضِ تو شد دُرِ ثمین

السلام اے دستِ رب العالمین
السلام اے جای تو عرشِ برین

پاسبانِ در گہت روح الامین
زیر پایت آسمان سودہ جبین

تابعِ فرمانِ تو مہرِ مبین
میدہد ہر شب خبر نزدت زمین

السلام اے دستِ رب العالمین
السلام اے جای تو عرش برین

السلام ای مالکِ لوح و قلم
السلام ای داروی ہر درد و غم

السلام اے خسرو عالی ہمم
السلام اے صاحبِ تیغ دودم

السلام ای دستِ رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای نورِ ایمان راچراغ
السلام ای حضرتِ عالی دماغ

السلام ای بوی خُلقت رنگِ باغ
السلام ای تنگیِ دل رافراغ

السلام ای دستِ رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای تاج بخشِ خسروان
السلام ای ہادی ہر کاروان

السلام ای باعثِ کون ومکان
السلام ای مالکِ باغ جنان

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای بابِ علم مصطفٰے
السلام ای سرورِ ہر دوسرا

السلام ای دین حق راپیشوا
السلام ای چشمہ جود وسخا

السلام ای دستِ رب العالمین

السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای فاتحِ بدر و حنین
السلام اے آفتابِ مشرقین

السلام اے طاعتِ تو فرض عین
السلام ای صابرِ رنجِ حسینؑ

السلام ای دستِ رب العالمین
السلام اے جای تو عرشِ برین

السلام ای مالکِ خلد و جحیم
السلام ای قاسمِ قصرِ نعیم

السلام ای رزقِ جان ہا را قسیم
السلام ای فخرِ عیسیٰ و کلیم

السلام ای دستِ رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای مالکِ تیغ و لوا
السلام ای خلق را مشکلکشا

السلام اے پیشوا ای انبیا
السلام ای وصفِ ذاتت لافتا

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرش برین

السلام ای زورِ بازوے نبیؐ — السلام ای ہادی دین را وصی
السلام ای واقفِ سرِ خفی — السلام ای شرح دین احمدی

السلام اے دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرش برین

السلام اے صاحب دلدل سوار — السلام ای افتخارِ ذوالفقار
السلام ای قدرتِ پروردگار — السلام ای دین حق را شہریار

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرش برین

السلام ای فخر فخرِ انبیا — السلام ای تاجِ فرقِ اولیا

السلام ای وصفِ ذاتت انما | السلام اے کشتۂ راہِ خدا

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای زیرِ پایت چشم ما | جسم و جانِ مومنان بر تو فدا
السلام ای فخرِ عمران مرتضا | السلام ای نفسِ پاکِ مصطفا

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای لامکان شد جای تو | سکۂ مہرِ نبوت پاے تو
السلام ای کعبۂ ماواے تو | السلام ای حکم حق بر راے تو

السلام ای دستِ رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای جامع قرآن توئی | السلام ای معنیِ فرقان توئی
السلام ای ہادیِ ایمان توئی | السلام ای حجتِ یزدان توئی

السلام ای دستِ رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای زور بخشِ ناتوان | السلام ای دستگیرِ بیکسان
السلام ای بادشاہِ دو جہان | رازِ خالق جملہ شد بر تو عیان

السلام ای دستِ رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین
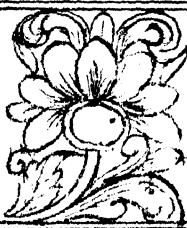
السلام ای تاجدارِ انما | السلام ای مہرِ جسنجِ قل کفا
السلام ای وصفِ تو در ہل اتا | مسند آرای سریرِ لافتا

السلام ای دستِ رب العالمین

السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای نائبِ خیر الوری
نام حیدر داشته مادر ترا

السلام ای بت شکن شیرِ خدا
در حرم دوشش ہمبیر زیر پا

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای ماه را طلعت توئے
آسمان را باعثِ رفعت توئے

السلام ای خازنِ جنت توئی
مومنان را آیۂ رحمت توئے

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای ابتدا و منتہا
جاے تو بہتر زجاے مصطفیٰ

السلام ای پایه ات داند خدا
شد زارشادت حق از باطل جدا

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جاے تو عرش برین

السلام اے کشتیم را ناخدا
وادی از طوفان رہائی نوح را
السلام ای نور تو نور خدا
دادہ آئینہ دین را جلا

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرش برین

السلام ای دستگیر مومنان
بر در تو سنگ اسود آستان
السلام این گشتہ بر ہر کس عیان
خفتہ بر بستر احمد نہان
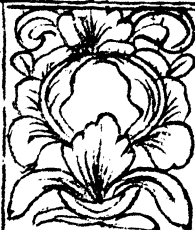
السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرش برین

السلام ای شد ز حکمت کوہ زر
شد ز فرمانت صدف پر از گہر

السلام ای زیر پایت بُد ظفر | ساختی دروازهٔ خیبر سپر

السلام ای دستِ رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای صاحبِ عصمت توئی | دینِ حق را باعثِ عصمت توئی
السلام ای خاتم الطاعت توئی | مجرمانِ دہر را رحمت توئے

السلام ای دستِ رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

روز محشر روبروے دادگر | نیست بی حُبِّ تو انسان راگذر
یافت از نامِ تو عزت بو البشر | سوخت از قہرِ تو شیطان راجگر

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای نامت آمد در اذان | نام تو نام خدا شد بیگمان
مومنان از رحمتِ تو در امان | شاد گردانی دلم را هر زمان

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای قاب تو سینت مقام | اشہبِ ایام را حکمت لجام
ساختی در جنگِ خیبر چون قیام | بے ظفر تیغت نہ رفت اندر نیام

السلام ای دستِ رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای دو جہان را کارساز | سر نہادم بر دوت با صد نیاز
نام تو در دست ہر دم دلنواز | از برائے حق مرا کن سرفراز

السلام ای دست رب العالمین

السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای وارثِ خیر الانام
شاد گردانی دلِ ناشاد کام
بر زبان دارد تجمل این کلام
از خدا بر تو درود از من سلام

السلام ای دستِ رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

منقبت بزبان اُردو

یا علی یا ایلیا یا مرتضا
ای نبی کے بعد دین کے پیشوا
آپ ہین ہر ایک کے حاجت روا
گھیرے ہین مجھکو غم و درد و بلا

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوا اے انبیا زوجِ بتول

ہی زمانہ در پئے رنج و بلا
فکر مین ہی جان میری مبتلا

آپ ہی کی یاد ہر صبح و مسا
جان و دل دونون ہین حضرت پر فدا

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوج بتول

روز و شب رہتا ہی دل میرا ملول
ہی درازی رنج کو اور غم کو طول

حکم دیجیے ہو دعا میری قبول
مطلب دل میرے ہو جائین حصول

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسُول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

آپ پہونچے نوح کی امداد کو
سن لیا سلمان کی فریاد کو

حضرتِ یونس کی پہونچے داد کو
شاد کیجیے اِس دلِ ناشاد کو

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

ہل اتی آیا تمھاری شان مین | لافتا کی تھی صدا ہر کان مین
کی مدد داؤد کی اک آن مین | مدح خوان خالق ہوا قرآن مین

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

آپ کی خاطر سے ای حق کے ولی | آسمان پر مہر کو رجعت ہوئی
آپ کو حق نے ہے وہ توقیر دی | جس سے مستحکم ہوا دینِ نبی

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

آپ کی کعبہ مین پیدائش ہوئی | مہد مین اژدر کو چیرا یا علی
آپ کی تیغِ دودم کیا کیا چلی | خوب خیبر کی لڑائی فتح کی

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول

پیشواے انبیا زوجِ بتول

ہر زبان زد قصۂ بیر العلم
لائے ایمان پڑھ کے کلمہ دمبدم

کیا بنی جان پر چلی تیغِ دودم
ہو شجاعت آپ کی کس سے رقم

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

آپ کی اللہ رے شانِ حیدری
جس گھڑی سائل کو دی انگشتری

جسکے قائل دل سے ہین دیو پری
تھی مسلمانون سے سب مسجد بھری

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

مقصدِ دل آپ پر ظاہر ہین سب
ہند مین رہنے سے گھبراتا ہون اب

ایک دم مجکو نہین عیش و طرب
کیجیے سوے نجف جلدی طلب

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

اے شہنشاہِ نجف عالی ہمم
سیدِ کونین خورشیدِ حشم
ہون گرفتارِ غم و درد و الم
کیجیے جلد آکے مجھپر اب کرم

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

آپ کے خادم کا خادم ہون علیؑ
سب گناہون سے مین نادم ہون علی
آپ کے در کا ملازم ہون علی
مدحتِ والا کا ناظم ہون علی

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

کیا خلیل اللہ پہ احسان کیا
ہر شرر رشکِ گلِ فردوس تھا

دیکھکر نمرود حیران رہگیا　یہ بھی اک تھا معجزہ صلِّ علی

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

کیا دکھایا معجزہ داؤد کا　موم سخت آہن کو اکدم مین کیا
آپ کے دستِ مبارک کا عصا　حکم سے دم مین بنا تھا اژدہا

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

اسمِ اعظم آپ ہی کا نام ہی　ایک عالم تابع احکام ہی
آپ کا مشکلکشائی کام ہی　آپ کا بندہ یہ کیون ناکام ہی
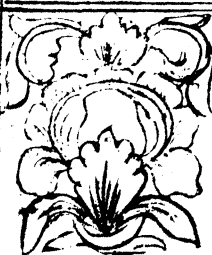
اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

آپ ہی ہین مالکِ خلد و جحیم
آپ ہی ہین قصرِ جنت کے قسیم

آپ ہی ہر اک مرض کے ہین حکیم
آپ ہین علمِ لدنی کے علیم

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

نوربخشِ مہر انور آپ ہین
فی الحقیقت دین کے رہبر آپ ہین

مالکِ فردوس و کوثر آپ ہین
خاتمِ دستِ پیمبر آپ ہین

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

قاسمِ تسنیم و کوثر مرتضےٰ
مفتیِ ہر چار دفتر مرتضےٰ

فاتحِ صفین و خیبر مرتضےٰ
قاسمِ رزقِ مقدر مرتضےٰ

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول

پیشوائے انبیا زوجِ بتول

ازپئے روحِ پیمبر یا علیؑ — ازپئے خاتون محشر یا علی

ازپئے شبیر و شبّر یا علی — ازپئے سلمان و قنبر یا علی
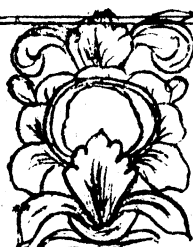
اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول

پیشوائے انبیا زوجِ بتول

آپ کو گیارہ اماموں کی قسم — آپ کو ہر اپنے ناموں کی قسم

کربلا کے تشنہ کاموں کی قسم — آپ کو اپنے غلاموں کی قسم

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول

پیشوائے انبیا زوجِ بتول

جلد اب کیجیے شہِ مرداں مدد — بھیجیے ای ضیغمِ یزداں مدد

کیجیے ای عیسیِ دوراں مدد — ای چراغِ کعبۂ ایماں مدد

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

ہے تجمل نام میرا ہون فدا
کسلیے ہون آپ کے در سے جدا

اب طلب کیجیے مجھے بہرِ خدا
کیجیے حل مشکلین مشکلکشا

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

رباعیات

یہ سلسلہ مخفی نہین ہے سب پہ جلی
واقف اِس سے تھا ہر نبی اور ولی

اللہ کے بعد ہین محمد جس طرح
ہین بعد محمد کے اسی طرح علی

ولہ

ہو عیش کہ غم عمر یہ کٹ جاتی ہے
غفلت کی صفت سب کے لیے ذاتی ہے

عالم مین تحمل یہ مثل ہی مشہور
سولی پہ بھی انسان کو نیند آتی ہی

ولہ
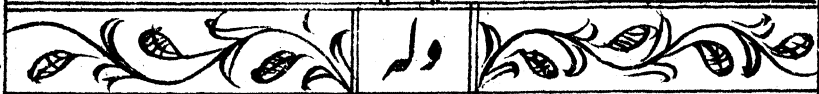
ہمت پہ سخاوت پہ کمر کو کس لے
اک ہاتھ سے دے دوسرے مین واپس لے
بخشش سے سوا نفع کسی شی مین نہین
غافل اک اک کے عوض دس دس لے

ولہ

دنیا سے فراق مین گذرنا بہتر
ہستی سے سفر عدم کا کرنا بہتر
آفت یہ پڑے خضر پہ تو وہ بھی کہین
اس جینے سے لاکھ درجہ مرنا بہتر

ولہ

چمکے جو وہ تیغ سیکڑون کے سر لے
عشاق کے خون سے پیٹ اپنا بھر لے
تنہا مرے کہنے پہ نہین کچھ موقوف
جسکا جی چاہے امتحان وہ کر لے

ولہ

محشر کا دن ایک روز آئیگا ضرور
نیکی جو کریگا اجر پائیگا ضرور
ہر چند ہی دن قیام تیرا غافل
دنیا مین جو آیا ہو تو جائیگا ضرور

ولہ

کہتے نہین کچھ زبان سے ہین جو عاقل
یہ بات وہی کرتے ہین جو ہین جاہل
بیجا اعمال نیک پر ہو یہ غرور
نیکی نہ بدل جاے بدی سے غافل

ولہ

راحت کچھ تو عدم مین یہ پاتی ہو
ساری خلقت جو اُس طرف جاتی ہو
ہر چند کیا غور تجمل ہمنے
یہ بات سمجھ مین نہین کچھ آتی ہو

ولہ

معشوق کے ناز کو جفا کہتے ہین
قاتل غمزے کو بیجا کہتے ہین
ناواقف عشق بھی عجب ہین نافہم
اتنا نہین جانتے کہ کیا کہتے ہین

ولہ

اُس شوخ کو گھر میں مرے لایا نہ گیا
معشوق کو عاشق سے ملایا نہ گیا

گیا قائل شورِ نالہ ہوں میں اُس سے
بخت خفتہ مرا جگایا نہ گیا

قطعۂ اسم تاریخی دیوان از نتائج افکار مصنف

شکر صد شکر کہ دیوان مرا ختم ہوا
مجتمع ہو گئے چھپنے کے بھی سارساماں

جب سن طبع کی کچھ فکر تحمل کو ہوئی
دی صدا ہاتف غیبی نے کہ مرغوب جہاں ۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ مصنف بزبان فارسی

بہ امدادِ سلطان بدر و حنین
شدہ طبع دیوان بصد زیب و زین

شدہ سال طبعش حنین حسب حال
بجا شادمان شد تحمل حسین ۱۳۰۷ھ

قطعات تواریخ تصنیفات احباب

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار جناب اکمل الکملاء فخر الشعراء

مرحمت الدوله بهار الملک سید محمد غضنفر علی خان صاحب بهادر صولت جنگ المتخلص به حکیم ابن اکبر جناب تدبیر الدوله منشی سید مظفر علی خان صاحب بهادر رئیس لکهنوی مرحوم و مغفور

ای خوشا دیوان اول کوست لاثانی بدهر
هر چه گویم در صفات و مدحتش باشد روا

در فصاحت در بلاغت لاجواب و بی نظیر
معنیش بر لفظ و لفظش هست بر معنی فدا

مطلع او مقطع خوبی و حسن و نازکی
مقطع او مطلع خورشید عشق کبریا

بر مجاز او حقیقت در حقیقت عاشق ست
ذره اش در غیرت انداز دیگر دون مهر را

کی رسد تا آسمان معنی او مرغ فهم
از تعلی زمین شعر پست اوج سما

فهم ناقص را کند کامل فصاحت آنقدر
هست در راه بلاغت نارسا ذهن رسا

با تجمل خان شو دگر متصل بعد حسین
یابد از نام مصنف زیب درج گوشها

صیت فضلش با دل مشتاق کاری میکند
آنکه با آهن کند اندر جهان آهن ربا

دارد از عزت فزاے در سخن سویم رجوع	ورنہ سلطانِ معانی را چہ حاجت با گدا
بہرِ سالِ طبع چون ہاتف مرادر فکر دید	گفت کن تحسین و شاباش آفرین و مرحبا

۱۸۹۰ء

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار وحید عصر فرید دہر جناب افضل الدولہ مظفر الملک سید محمد افضل علی خان صاحب بہادر شوکت جنگ المتخلص بہ افضل ابن اصغر ملک الشعراء جناب بدیع الدولہ منشی سید مظفر علی خان بہادر اسیر مرحوم و مغفور استاد الاستاد مصنف دیوان

گل یہ دیوان ہے اسمین کچھ نہین شک	اور دیوان ہین صورتِ خاشاک
بامِ معنی بلند ہے ایسا	پہونچے جس تک نہ طائرِ ادراک
ہر زمین شعر کی ہے یہ بے عیب	ہو بجا گر کہون مین خاکِ پاک
جو کہے اِس کلام کو سُستی	مین کہون اُس سے تیرے منہ مین خاک

کیا معانی کے رنگ کا ہو بیان
اِسمین مضمونِ غیر کیا آتا
کیون عدو دیکھکر نہون بسمل
کیون نہو یہ کلام ہر آسکا
لکھی تاریخ طبع افضل نے

شوخ الفاظ بندشین چالاک
عین دریا مین بھی ہر سگ ناپاک
ہر جو مصرع وہ خنجرِ سفاک
ذہن جسکا ہر علم مین درّاک
عاشقانہ کلام حیرت ناک
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب والاحشم عالی ہمم نواب محمد یوسف حسین خان صاحب بہادر تخلص یوسف شاگرد رشید حضرت اسیر مرحوم

طرفہ دیوان کہا تجمل نے
لکھی تاریخ طبع یوسف نے

جسکی خوبی تلک نہ پہونچے وہم
سخن انتخاب صاحب فہم
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از فکر شاعر شیرین زبان یکتاے جہان

جناب نواب حامد حسین خان صاحب بہادر سب جج
لکھیم پور شاگرد رشید حضرت اسیر مرحوم نبیرۂ جناب
نواب امین الدولہ بہادر وزیر اعظم ملک اودھ مرحوم

ہر کہ دیدہ رخ مرغوب جہان را یکبار	دختر ناز و نیاز از رہ الفت گفتا
باغبان دل حامد پئے سال طبعش	ثمر نورس نیرنگ محبت گفتا

۱۲۹۰ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب والا شان عالی خاندان
نواب قاسم علی خان صاحب قاسم صاحبزادۂ جناب
نواب امیر محل صاحبہ شاگرد حضرت حکیم

این مطلع اعظم دیوان تجمل دلکش ست	با کمال حسن و خوبی در جہان مشہور باد
چون تفحص کرد قاسم سال طبعش را سروش	گفت زین دیوان ہمہ را چشم بد بسی دور باد

۱۲۹۰ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف رئیس والا شان عالی دودمان جناب

محمد یوسف خان صاحب نبیرۂ جناب داروغۂ عاشق علیخان بہادر مرحوم داروغۂ دیوان خانہ شاہی تخلص یوسف شاگرد حضرت حکیم

مرغوب جہان ہی طرفہ دیوان اسیر
ہین دل سے فریفتہ صغیر اور کبیر

بندش کی ثنا نہین زبان سے ممکن
ہر بیت ہی دام مرغ مضمون ہی اسیر

کلک یوسف نے یون لکھا طبع کا سال
آئینۂ رونماے خوبی ونمیر

۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب پنڈت راجہ رام صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر ضلع اوناو شاگرد حضرت حکیم

ہم پہ دیوان کے سننے سے یہ کھلا
ہی مصنف کو شاعری مین کمال

کیون زمانے کی ہو نظر نہ ادھر
دائرہ شعر کا ہر اک ہی ہلال

کہی تاریخ راجہ رام نے یہ
نیک بنیاد بوستان خیال

۱۰۹۰ھ

قطعہ تاریخ از فکر شاعر رنگین خیال باکمال جناب پنڈت شیو ناتھ صاحب بہادر تحصیلدار اوناو متخلص بہ کیف شاگرد حضرت حکیم مدظلہ

زہے نظم رنگین کہ در باغ عالم	فصاحت گل حسن او راست بلبل
چگونہ نگردد نظرمست لطفش	کہ ہر دائرہ میدہد ساغر مل
مصنف بود اوستادی کہ کس را	بشاگردی او نباشد تامل
پئے سال طبعش رقم کیف کردہ	کلام تجمل سرود تجمل

۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ افکار جناب ناظم لاجواب ناثر انتخاب پنڈت رتن ناتھ صاحب متخلص بہ سرشار صاحب فسانۂ آزاد شاگرد حضرت حکیم مدظلہ

کیا خوب یہ دیوان ہے سبحان اللہ	حل اس میں ہے ہر عقدۂ مالاینحل

سرشار نے سالِ طبع لکھا اسطرح	گلدستۂ تازۂ مضامین ادل

قطعۂ تاریخ تصنیف شاعرِ نازک خیال رنگین مقال جناب مرزا رضا حسین صاحب رضا شاگرد حضرت حکیم

۱۸۹۰ء

زہے خانِ والا تجمل حسین	کز وہست نام فصیح و بلیغ
شدہ بہرِ دیوان او سالِ طبع	براتِ کلام فصیح و بلیغ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب شیخ ریاست علی صاحب ریاست شاگرد حضرت حکیم

۱۸۹۰ء

شکر ست خدائے دو جہان را	کو صاحب نظم بے نظیر ست
شد طبع ز فضلش اندرین سال	دیوان کہ چو ماہ د خور منیر ست
گفتا تاریخ او ریاست	دیوان تجمل بصیر ست

قطعۂ تاریخ تصنیف شاعرِ رنگین مقال نازک خیال جناب (ص)

۱۳۰۷ھ

شیخ وزیر علی صاحب وزیر شاگرد حضرت حکیم

طرفہ کاے شدہ مطبوع دہر
ہست بر وِ نظمِ ثریا نثار

بندشِ او گشتہ ز جوشِ صفا
آئنۂ قدرتِ پروردگار

صفحہ بود خلد زبین السطور
کوثر و تسنیم درو آشکار

بنگرم از روے سواد و بیاض
صورتِ مجموعۂ لیل و نہار

چون نگشد جانبِ او دل کہ ہست
نقطۂ او خالِ رخ گلعذار

طبع وزیر از پئے ملبوس سال
عطرِ گلِ فکر تجمل بیار

قطعہ تاریخ تصنیف جناب شیخ بنیاد حسین صاحب ضبط شاگرد جناب حکیم

۱۳۰۷ھ

چھپا کیا خوب دیوان تجمل
کہ جسکے وصف مین قاصر ہی ہمت

ہین وہ خوش ذائقہ مضمون اُسکے
زبان کو جس سے ملتی ہی حلاوت

پڑھو گر وصف شعرِ پر نمک کا
دہن بنجاے اک کانِ ملاحت

بلاغت وہ فصاحت جس پہ شیدا
فصاحت وہ فدا جسپر بلاغت

ہین روشن آئینہ کی طرح الفاظ
عیان معنی ہین اُسمین مثلِ صورت

لکھی یہ ضبط نے تاریخ اُسکی
نمایان ہی گلستانِ فصاحت

۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ ہجری طبع در صنعت توشیح مترشحۂ سیہ ابر زبانِ کلک نیسان رشک وگہربار از اوج فکر شاعر عدیم المثال نازک خیال جناب حامد حسین خان صاحب متخلص بہ آرزو شاگرد حضرت حکیم

خوش آن کسیکہ بود فکرِ شاعری اورا
خوش آن کسیکہ دلش با سخن بہ باشد جفت

ہمان ز اہل جہان بعد مرگ سبقت برد
کہ در حیات خود از بہرِ نام چیزی گفت

یکی ز محنت و آلام نام پیدا کرد
دگر مدام بعیش و نشاط خورد و بخفت

کسے ز خلق ندانند پس ممات اورا / بسان جسم شود نام ہم بخاک نہفت

لبم چرا نشوند از وفور خندہ جدا / کہ غنچۂ دل من بعد مدتے بشگفت

اگر بہ خویش ببالم درین جہان زیباست / کہ باد عیش خس درد و رنج و غم رارُفت

مشام خاطر من تازہ و معطر شد / گل مراد ز بوے خوشی ست سفت بہ سفت

تمام گشت درین سال طرفہ دیوانی / کہ جبرئیل ز حیرت تبارک اللہ گفت

جہان مطیع شود حضرت مصنف را / لعز و دولت و جاہ و شکوہ باد جفت

مدام از دُر امید دامنش پُر باد / بسلک نظم چہ گوہر مضامین سفت

لطافت سخن او بہ رفعتے کہ زمین / ز بام چرخ صداہاے آفرین بشنفت

حیاے لیلی معنیش لائق دید ست / کہ داشت حجلۂ لفظش ز دیدہا بہ نہفت

سپاس و شکر خداے جہان چرا نکنم / کہ گلستان امیدم چمن چمن بشگفت

یکی شب آرزو از بہر سال تاریخش / چنان بسجدہ فتادم کہ چشم فکر نخفت

نگہ فتاد چو بر حرف اول ہر شعر | نخست کلام تجمل حسین ہاتف گفت

۱۳۰۷ھ

ایضاً

عجب دیوان چھپا مدحت مین جسکی | زبان ہر اک مرا موے بدن ہے

کھلے ہین وہ گل مضمون رنگین | کہ جو صفحہ ہے وہ رشک چمن ہے

نہین ہین صفحۂ قرطاس پر خط | جبین حسن پر گویا شکن ہے

ہے ہر اک لفظ کے پردے مین معنی | حجاب شرم مین پنہان دلہن ہے

گل مضمون کی جب سے کی ہے تعریف | برنگ عطردان میرا دہن ہے

اگر ہر دائرہ ہے چشم آہو | تو نقطہ نافۂ مشک ختن ہے

ہے جسمین عاشق و معشوق کا حال | وہ صفحہ مثنوی نل دمن ہے

ہے جسمین وصلت دیدار کا حال | عجب دلچسپ وہ طرز سخن ہے

ہوا ہے یون ادا فرقت کا مضمون | جو ہر دم تو کن داغ کہن ہے

نزاکت کا کیا ہی جس جگہ ذکر
دہان یہ خارِ رشکِ یاسمن ہی

صفائے ہی ہر اک مصرع کے ظاہر
لیے ہاتھون پہ آئینہ دلھن ہی

قلم کا شعر لکھنے مین ہی یہ قول
خرام ناز کا مجھ مین چلن ہی

خطون کو دیکھکر کہتے ہین غواص
کہ اک دریاے خوبی موج زن ہی

مصنف کو کہون کیونکر نہ خلاق
معانی روح ہین ہر لفظ تن ہی

تمنا کی جب سے اِس دیوان کی مینے
خوشی سے تنگ تن پہ پیرہن ہی

ہی باہر وصف تقریر و بیان سے
زبان قاصر ہی تو عاجز دہن ہی

لکھی یہ آرزو نے اسکی تاریخ
بہارِ جلوۂ رنگین سخن ہی
۱۳۰۷ھ

ایضاً

چھپا عجیب یہ دیوان کہ جسکے پڑھنے سے
خراب ذہن بھی ہوگیا ان سلیم الطبع

مصنف اِسکے تجمل حسین خان ہین جنھین
بصدق کہتا ہی سارا جہان سلیم الطبع

سخن شناس و عقیل و فہیم و صاحب فکر
بلیغ و افصح و شیرین زبان سلیم الطبع

ہین اُنکی مدح و ستایش مین یکقلم قاصر
جہان کے اہل خرد نکتہ دان سلیم الطبع

ہنر خود اُنپہ فدا ہو وہ شعر ہین بے عیب
جہان مین تھے ہو ہین ایسے کہان سلیم الطبع

یہ آرزو نے لکھی اُسکے طبع کی تاریخ
کلام شاعر رنگین بیان سلیم الطبع

۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف شاعر نکتہ سنج نکتہ دان جناب فدا حسین خانصاحب سعید شاگرد جناب حکیم

اہو خوشا دیوان کہ جسکی مدح مین
در فشان ہر دم زبانِ کلک ہو

دل نہ کیونکر ہو خنک اُسکی ثنا
گرمیِ بازار شانِ کلک ہو

سب سے بڑھکر وصف کے میدان مین
سرفراز اسدم نشانِ کلک ہو

ہر طرف ہین پھول مدحت کے کھلے
کیا شگفتہ گلستانِ کلک ہو

لکھے ہین اشعار کیسے صاف صاف
خود فصاحت قدردانِ کلک ہو

کیون نہو افزون جہان مین اسکی قدر
اک زمانہ مدح خوانِ کلک ہی

کیا رقم ہو مجھسے دیوان کی صفت
مدح مین عاجز زبانِ کلک ہی

اے سعید ب لکھ تو یہ تاریخ طبع
نغمۂ بلبل بیانِ کلک ہی
۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجہ فکر جناب شیخ سعادت علی صاحب سعادت شاگرد حضرت حکیم

اے خوشا دیوان مرغوبِ جہان
جسکے سب مداح ہین بے قیل و قال

ہی مصنف اُسکا وہ شاعر جو ہی
بے عدیل و بے نظیر و بے مثال

خوش نوا و خوش زبان و خوش بیان
طوطی ہندوستان شیرین مقال

خود سخن کہتا ہی یہ سب سے کہ ہی
عالم امکان مین مثل اُنکا محال

نقص کا دھبہ لگائے کوئی کیا
شاعری کے فن مین ہی اُنکو کمال

یہ سعادت نے کہی تاریخ طبع
ہی بہارِ دانشِ نازک خیال
۱۲۹۷ت

قطعہ تاریخ تصنیف جناب محمد امین کربلائی صاحب در صنعت توشیح یعنی ہر مصرع اول کا حرف اول یکجا کرنے سے نام دیوان کا تاریخی پیدا ہوتا ہے

معنیِ صنعتِ توشیح بیان می سازم
رمز او بر ہمہ احباب عیان می سازم

رغبتِ بلبل دل شد کہ بایام بہار
رفتہ و نغمہ سرائے بکند در گلزار

غنچہ و لالہ شود گل ز مسرت بفراغ
غمِ صرصر نخورد پاک کند دل از داغ

وا کند بابِ چمن زود ز صیاد بگو
وا رہاند ز قفس بلبل ناشاد بگو

بحیا لیکہ ز دیوانِ مسمی مرغوب
بسرایم غزلی تازہ و نو خوش اسلوب

جام می پیر مغان دہ کہ شود غم خارج
جویم و چارہ کنم در سنِ ہجری رائج

ہمہ اسبابِ طرب پیر مغان نزدم نہ
ہم ز ساز و ہمہ سامانِ جہان نزدم نہ

از عنایاتِ صمد از کرم و فضلِ خدا
از مددگاری و از بخششِ ربِّ دوسرا ۶۰

نیر ور فکر نہو دم کہ صبا داد نشان	نام دیوان تجمل شدہ مرغوب جہان ۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب محمد افضل صاحب اونامی ناظر شاگرد جناب عمدۃ الدولہ بہادر حکیم لکھنوی

مرغوب جہان کیون نہو مقبول زمانہ
گلدستۂ نیرنگ گلستان سخن ہی

جو لفظ ہی وہ معدن یاقوت معانی
جو حرف ہی وہ لعل بدخشان سخن ہی

جو بحر ہی وہ رو کش سرچشمۂ حیوان
جو صفحہ ہی وہ مہر درخشان سخن ہی

دیوان جو مرقع ہی تو ہر شعر ترا اسمین
ریحان سخن شان سخن جان سخن ہی

لازم ہی مصنف سے کہون ہو کے مخاطب
لاریب کہ تو عیسی دوران سخن ہی

سیراب ترے فیض سے ہی چشمۂ احسان
شاداب ترے دم سے خیابان سخن ہی

تو نثر مین سر دفتر ارژنگ طرازان
تو نظم مین سرخیل نکویان سخن ہی

تیرا ہی قلم ابر گہر بار بہاران
تیری ہی زبان خنجر بران سخن ہی

ہین اہل زمین گر ترے وابستۂ احکام
تو چرخ ترا تابع فرمانِ سخن ہی

تو فیض مین ہمثیل ہی انصاف مین یکتا
تو قیصرِ گفتار ہی خاقان سخن ہی

دعوی کرے کس منہ سے تری مدح و ثنا کا
ناظر کہ جو اک بے سر و سامانِ سخن ہی

لازم ہی کہ اب قطعۂ تاریخ کی ہو فکر
جو طولِ محل ہی نہین شایان سخن ہی

یہ مصرع نایاب ملا غیب سے ناگاہ
گنجینۂ معنی ہی بہاران سخن ہی

۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج افکارِ جناب سید گدا حسین صاحب گدا رئیس بھدرسوی

جلد آ ساقیِ گل پیرہن و غنچہ دہن
بیٹھ آغوش مین لا ساغرِ صہبائے کہن

غنچہ و گل تر و تازہ ہین بہار آئی ہی
فرط شادی سے ہین خندان گلِ نسرین و سمن

مہربان باد بہاری ہی یہ گلزار ون پہ
حسن پر اپنے ہین مغرور جوانان چمن

ہی عجب روح فزا سر گلِ رعنا کا جمال
قابلِ دید ہی خوبانِ چمن کا جوبن

رات بھر دولتِ شبنم جو ہوئی ہی غارت / موتیون سے ہی بھرا ہر گلِ تر کا دامن

عارضِ حور ہی رنگِ رخِ گل پہ قربان / زلفِ لیلی سے ہی سنبل مین سوا پیچ و شکن

جمع عاشق بھی ہین معشوقِ طرحدار بھی ہین / دشتِ فرخار یہ ہی صحنِ چمن چشمک زن

کس تکلف سے ہی آراستہ اک بزمِ طرب / جوشِ عشرت ہی فزون دل مین نہین رنج و محن

زمزمہ سنجیِ مرغانِ چمن سے ہی عیان / آج عشرتکدۂ عام ہی صحنِ گلشن

عاشقانہ وہ غزل گاتے ہین جسکو سنکر / در و دیوار کو ہو وجد سنیے موم آہن

قدِ دلبر کی طرح شعر کے مصرع موزون / بیت موتی کی لڑی لفظ ہی لولوے عدن

بندشین چست مضامین نئے انداز درست / غش ہر اک شعر یہ ہون سنکے سخندان کہن

کیون نہ عمدہ ہو غزل یہ کہ ہی اُس دیوان کی / جسکی توصیف مین قاصر ہین تمام اہلِ سخن

وہ مصنف ہی جو ہی گوہرِ دریاے کمال / مہرِ تابندۂ چرخِ ہنر و فنِ سخن

شاعرِ کامل و شیرین سخن و نکتہ شناس / سخن آرا و سخن سنج و سخندان زمن

صاحبِ منصبِ عالی گُلِ گلزارِ کرم
متصل لفظ تجمل سے جو ہو لفظ حسین
ختم دیوان جو کیا شور ہوا تحسین کا
فکرِ تاریخ مری طبع رسا کو جو ہوئی
وصف دیوان میں گدا مصرع نایاب لکھ

ذی حشم ذی شرف و پاک دل و زیبا چلن
اسم اقدس کا ہوا اظہار بہ آئین حسن
شاعروں کے ہوئے سن سنکے غزل بند دہن
دی صدا ہاتف غیبی نے بصوت حسن
بیت جو جو دو تر حجلۂ لیلی سخن

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب شیخ الٰہی بخش صاحب اسسٹنٹ اسپتال تجیو رحقیر بزبان فارسی ۱۳۰۷ھ

کرد دیوان چو تجمل تصنیف
باذل و ذی سخن و ذی عزت
افسرِ عادل و انصاف پسند
سلک گوہر چو در آورد بہ نظم

اوکہ در نظم بود سیف زبان
شاعرِ شائق و حاکم ہمہ دان
باحیا باخرد و باایمان
دلکش دہر فصاحت عنوان

فکر تاریخ نمودہ چو حقیر
ہاتفی گفت کہ مرغوب جہان
۱۳۰۷ھ

ایضاً بزبان اُردو

کیا کہا حضرت تجمل نے
اُردو دیوان برنگ سیر چمن

قابلِ مدح ہر کلام اُن کا
جسکی ہر نظم خوب مستحسن

درد آلود ہر ہر ایک غزل
ایک اک لفظ پر ہین سوجوبن

ہوئی تاریخ عیسوی کی جو فکر
کہ جہان مین ہر اب اِسی کا چلن

اپنے دل سے کہا یہ ہاتف نے
کیسا اچھا کھلا ہر باغ سخن
۱۸۹۰ع

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار جناب امیر الدین صاحب نجم

چہ دیوان لاجوابی کرد تصنیف
کہ ہر ہر شعر او مرکوبِ دلہا

تجمل کرد دیوان را چو تصنیف
شدہ نظمش بسا محبوبِ دلہا

سراپا علم و عالی فہم و دانا
مضامینِ خوشش مرغوب دلہا

کلیم وقت سحبانِ زمانہ	بلیغ وافصح ومحبوب دلہا
چو شد مشہور این دیوانِ کامل	شدہ در عہدِ ما مطلوبِ دلہا
بیاضِ صفحہ اش الواحِ سیمین	خطوطِ جدولش مذہوب دلہا
بحقِ ذاتِ تو چیزے بگویم	کہ مستدعی شود مطلوب دلہا
احبا از حیاتت شاد باشند	شوند اعداے تو منکوب دلہا
خدایا در جہان باشی باقبال	کتابی تو بود محبوب دلہا
پئے تاریخ طبع ای نجم دین قطع	کہ شاید باشد این محبوب دلہا
چو کردم فکر از وجدانِ ناطق	بگفتا او بود مرغوب دلہا

۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب محمد علیسی صاحب عاصی ولد
مولوی محمد جعفر علی کسمنڈوی

خانِ والاشان امیرِ ذی وقار	ایسے عالی فہم عالم ہین کہان

ہر کلام پاک کیا سحر آفرین　　کیون نہو ہر بیت مرغوب جہان

عرش سے لائے مضامین بلند　　ہر زمین شعر گویا آسمان

اُنکا دیوان اب مرتب ہوگیا　　فیض لیگا اُس سے ہر پیر و جوان

مصرع تاریخ عاصی نے لکھا　　ہر کلام شاعر شیرین زبان

۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب شیخ علی قدر صاحب شیدا
شاگرد جناب نواب یوسف حسین خانصاحب یوسف

زہے دیوان کہ اورا در فصاحت　　عدیم المثل در امصار گفتم

ز خوبی سیاہی و سفیدی　　جواب زلف در وی یار گفتم

ندیدم چون نشان عیب ہا را　　برنگ و بوگل بیخار گفتم

مصنف کرد چون این درفشانی　　دلش را ابر گوہر بار گفتم

خیال آمد چو بہر سال شیدا　　مجدد دفتر اشعار گفتم

۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب سید باقر حسین عرف اچھے صاحب شہرت شاگرد برادرزادۂ جناب فصاحت صاحب

خوب دیوان تجمل کا چھپا	چار سو جسکا اک آوازہ ہی
فکرِ تاریخ ہر گراہی شہرت	لکھ یہ گلزار تر و تازہ ہی

۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ تصنیف جناب سید ہادی علی صاحب جلیل لکھنوی شاگرد جناب فصاحت صاحب

چہ خوش نظم فرمود دیوانِ خود	تجمل سخن سنج نازک خیال
بگو سالِ تاریخ فصلی جلیل	شدہ طبع این در جہان بیمثال

۱۲۹۷ف

قطعۂ تاریخ تصنیف خواجہ رزاق بخش صاحب حشمت شاگرد جناب فصاحت صاحب

جناب میر تجمل حسین اہلِ سخن	چہار سمت ہی جنکے کلام کا شہرا

کیا تھا جمع جو دیوان اب وہ چھپتا ہی کمال شوق ہی اہل مذاق کو جسکا
جو معجمہ مین ہوئی فکر مجھکو ای حشمت رقم ہو مصرع تاریخ طبع سب سے جدا
کہا یہ بلبل دل نے کہ لکھدو ہجری سال ریاض فکر تجمل ہی بوٹیکا لاپھولا
۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب حیدر مرزا صاحب فوق لکھنوی شاگرد جناب فصاحت صاحب

تجمل جو ہین شاعر صاحب جاہ یہ نظم انکی چھپی دلچسپ و رنگین
حروف معجمہ مین عیسوی سال لکھو فوق ای زہے باغ مضامین
۱۸۸۹ع

قطعۂ تاریخ جناب شیخ امجد علی صاحب امجد شاگرد حضرت حکیم سلمہ اللہ الاحد

کہا ہی وہ دیوان کہ بیمثل ہی وہ جہان کیون نہ راجع ہو سوے تجمل
ہر اک شعر ہی باغ دیوان مین وہ گل کہ رکھتا ہی جو رنگ و بوے تجمل

زہے فرق بین السطور اور مصاریع	یہ سر در تجمل وہ جوے تجمل
لکھی تازہ تاریخ امجد نے اسکی	گل قیمتی آرزوے تجمل ۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ از طبع نقاد شاعر و قاد جناب شیخ محمد حسین صاحب التجا شاگرد جناب حکیم

عجب دیوان چھپوایا ہی کہا رجان والانے	کہ جسکو دیکھکر ہین کند ذہن ناظرین بھی تیز
سفیدی ہی یہ گمان چہرہ معشوق ہی سب کو	سیاہی ہی برنگ گیسوے دلدار عنبر بیز
پڑھا جاتا ہی جس محفل مین ادنی شعر بھی اسکا	تو دب جاتا ہی تحسین کی صدا سے شور رستاخیز
رولاتے بھی ہین لوگون کو ہنساتے بھی ہین شعر انکے	کوئی مضمون نشاط انگیز ہی تو کوئی درد آمیز
لکھی تاریخ فرمائش سے کلک التجا نے یہ	تسلی دل مہجور دیوان نشاط انگیز ۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ از تراوش خامۂ ندرت رقم جناب مولوی الٰہی بخش صاحب مجروح شاگرد جناب حکیم

چون جناب تجمل خوشگو ۔ کرد دیوان اولین ارشاد
حبذا لغریب دیوانے ۔ که همه ناظراند ازو دل شاد
گفت تاریخ طبع او مجروح ۔ سرمهٔ چشم شاعران بلاد

۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف افصح الفصحا ابلغ البلغا طوطی باغ ہندوستان اُستاد زمان شیرین زبان عالی خاندان جناب شیخ فدا علی صاحب عرف اچھے صاحب عیش شاگرد رشید جناب میر کلو صاحب عرش مرحوم

ہوا مطبوع دیوان تجمل ۔ مثال حسن معشوق دل آرا
نہ کیون بےمثل ہو ہر شعر اسمین ۔ مصنف ہی سخندانی مین یکتا
جو پوچھی طبع کی تاریخ ای عیش ۔ کہا دل نے گلستان ہر سخن کا

۱۳۰۷ھ

ایضاً

چھپا کیا خوب دیوان تجمل
سراپا رشکِ حسن مہوشان ہی

تعلی پر جو ہی فکرِ مصنف
زمینِ شعر گویا آسمان ہی

رئیسِ خاندانے حاکمِ عہد
تجمل نام سے اُنکے عیان ہی

خلیق و باذل و اہلِ مروت
جہان مین جو ہی اُنکا مدح خوان ہی

کیا تاریخ کو ارشاد مجھسے
یہ اُنکی قدر دانی کا نشان ہی

لکھی ای علیش حسب الحکم تاریخ
کلامِ شاعرِ شیرین زبان ہی

۱۳۰۷ھ

ایضاً

چون تجمل حسین والاجاہ
سیدِ ذی شرف امیر و رئیس

حاکمِ کشورِ سخندانی
حبذا حسنِ اوجِ فکر سلیس

از پے طبع داد دیوان را
گشت مطبوع و شد بطبع انیس

علیش تاریخ طبع بے سرجہد
گفت نظم عجیب و پاک و نفیس

۱۳۰۷ھ

قصیدہ بطور تقریظ ریختہ کلک گہر سلک افصح الفصحا ابلغ البلغا نازک خیال عدیم المثال بلبل باغ سخندانی شمع شبستان سحر بیانی شوخ طبع مضامین نوآفرین جناب شیخ علی حزین صاحب حزین شاگرد ارشد حضرت اسیر مغفور در مدح امیر الامرا رئیس الرؤسا جلیل القدر وحید الدہر خلاصہ دودمان ریاست افتخار حکومت و جلالت حضرت سید تجمل حسین خانصاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر مصنف دیوان اول ہذا خلد اللہ حشمتہ

ہوا جو فصل بہاری مین سے باغ گذر
گلون کی سیر نے دل کو مرے کیا خوشتر

دکھاکے گریۂ شبنم مین دیکھتا ہون کیا
ہنسا رہی ہر گلون کو چمن مین باد سحر

ہر اک درخت کی شاخین ہین وہ تروتازہ
کہ جنکے سائے سے ہوجائے سبز خشک شجر

چمن مین پھول ہین ایسے کہ جنکے دیکھنے سے
شگفتہ ہو دل پژمردہ صورت گل تر

زبان خار سے بھی یا علی مدد نکلا
گلون کے بار سے جھکنے لگی جو شاخ شجر

دلھن بنی ہوئی سر شرم سے جھکاتی ہے
ہر ایک شاخ جو پھولون کا پہنے ہے زیور

کوئی سفید ہے گل باغ مین کوئی ہے سیاہ
بقول روز و شب اُنپر فدا ہین شام و سحر

حسد نہ کیون ہو گلِ اشرفی سے گردون کو
کہ آفتاب کا سکہ ہے اُس سے ناقص تر

روش روش پہ صبا چل رہی ہے مستانہ
پیے ہوے ہے جو بھر بھر کے پھول کا ساغر

بسی ہوئی ہے جو خوشبو سے ہر گلِ تر سے
روش روش پہ صبا چل رہی ہے اترا کر

نہین ہین برگ گل تر پہ قطرۂ شبنم
پڑے ہین کان مین لعلِ یمن کے یہ گوہر

نہالِ سبز مین گل سرخ سرخ پھولے ہین
نثار باغِ ارم کی بہار ہے اُنپر

عجب ہے سبزے پہ پرتو سنہرے پھولون کا
بچھی ہین فرش زمرد پہ مسندین بر زر

حسد کے خار کھٹکتے ہین دل مین بلبل کے
گلون کو چھیڑتی ہے دمبدم جو باد سحر

گلون پہ قطرۂ شبنم چمکتے ہین ایسے
کہ جنکے سامنے بے آبرو ہے آبِ گہر

بہار تازہ و رنگین گلون پہ ایسی ہے
کہ جنکے دیکھنے سے سیر ہو کبھی نہ نظر

شعاع مہر سے ہر برگ گل چمکتا ہے
درخت پہنے ہین گو یا کہ خلعت پر زر

ہجوم گل سے یہ ہے کشمکش گلستان مین
کہ آسمین پس گئے دب کے نکہت گل تر

چٹکنے کے لیے ممکن نہین ذرا وسعت
ہر ایک غنچہ یہ اسدرجہ ہے ہجوم نظر

زمین پہ شاخ سے یون چاندنی کے پھول گرے
فلک سے ٹوٹ کے جسطرح پر گرین اختر

خوشی سے پھولی ہوئین بلبلین چہکتی ہین
شگفتہ ہین جو چمن مین ہزارہا گل تر

یہ نغمہ سنج ہے ہر عندلیب خوش الحان
خزان نہ آئے الٰہی بہار گلشن پر

ہر اک روش پہ گلون کی مین سیر کرتا تھا
کہ اک عمارت دلکش چمن مین آئی نظر

سفید رنگ ہے اسدرجہ اُس عمارت کا
کہ اُسکے سامنے میلا ہوا ہے نور قمر

چمک غضب کی ہے اُسکے طلائی گنبد مین
ذرا ٹھہر نہ سکے آسیہ صاعقہ کی نظر

گلون کی سیر مین کرتا ہوا جو آسمین گیا
ہر ایک کمرے مین دیکھا بچھی ہے مسند زر

سجے ہوئے ہین تکلف سے اُسکے سب گھر | پڑا ہوا ہی ہر اک در مین اُسکے پردۂ زر

طرح طرح کے جواہر ٹکے ہین پردون مین | کسی مین لعل و زمرد کسی مین ہین گوہر

عجب عمارت عالی کا صحن ہی دلکش | بچھی ہی مسند زر اُسکے فرش مخمل پر

بچھی تھی صحن مکان مین جو مسند زرتار | قریب اُسکے مین بیٹھا لگا کے تکیۂ زر

جو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا بار بار چلنے لگی | ذرا مین لیٹ گیا ہاتھ پانون پھیلا کر

جو فرش نرم ملا سو گیا مین راحت سے | عجیب خواب مین دیکھا اختر نے قصر گہر

بنے ہین لعل و زمرد کے اُسمین دروازے | جڑے ہین بازوون مین اُنکے جا بجا اختر

بلند تھا جو نہایت وہ قصر عالیشان | پہونچ سکے نہ توہم کی مثلِ چرخ نظر

بیان ہو نہین سکتی ہی قصر کی وسعت | سماے خلد برین ایک درجے کے اندر

ہر ایک درجہ مین آراستہ ہی شان خدا | عجب اُسمین ہین نقش و نگار رنگین تر

لٹک رہے ہین چھتون مین حباب سرخ و سفید | عجب طرح کے دلآویز ہین یہ لعل و گہر

ہر ایک [illegible] مین لٹکی ہی نور کی قندیل — کہ [illegible]

چھتون مین جھاڑ ہین الماس کے لٹکتے ہوے — کہ انکی [illegible]

میان قصر بچھا ہی وہ فرش نورانی — نثار ہوتی ہی ہر [illegible]

مقام صدر وہ مسند حریر خلد کی ہی — کہ جسمین حور ستارے ٹانکے [illegible]

چمک مین زر سے زیادہ نہ کیون ہو وہ مسند — شعاع مہر کے تارون سے [illegible]

وہ نرم تکیۂ زربفت اسپہ رکھا ہی — کہ جسکے سامنے ہی سخت عار [illegible]

عجیب زینت مسند ہی تکیۂ زرین — کہ اسکے نور پہ تکیہ کیے [illegible]

قریب مسند زر مجمع خلائق ہی — یہ بھیڑ ہی کہ نظر کا [illegible] ہی [illegible] گذر

ہر ایک حسب لیاقت ادب سے بیٹھا ہی — حضور مسند زرین جھکاے اپنا سر

وہ صحن قصر مین رکھی ہین کرسیان زر کی — عجیب رنگ کے آئین جڑے ہین لعل و گہر

وہ کرسیان ہین جواہر نگار و میناکار — نشست تاجران جہان کی ہی انپر

[illegible] — ہر انتظار مین کس خاص سے ہر ایک بشر

[illegible] ہر — کہ آئی نور کی مجکو سواری ایک نظر

[illegible] بادشہ — لٹاتے آتے ہین ہر بار آسپہ لعل وگہر

[illegible] ہال وصولت وحشمت — باِفتخار اُٹھاے ہین تخت کاندھون پر

[illegible] یا وہ تخت نورانی — زمین پر نظر آیا ہر اک بشر کو قمر

[illegible] ے سب نے اُٹھ کے کی تعظیم — جُھکاے سر پئے تسلیم قرب تخت اگر

ا [illegible] تخت نورانی — نظر پڑا مجھے اُس پر جوان رشک قمر

[illegible] پہ جلوہ گر ہے وہ — نصیب وشوکت صولت کا تاج ہے سر پر

دعا [illegible] سلاطین نامور اُسکو — جنو رہلاتے ہوے لاے قصر کے اندر

وہ جلوہ گر ہوا مسند پہ جب تو لوگ تمام — ادب سے بیٹھے دوزانو جھکا کے اپنے سر

آفتاب چہرہ پہ نور سے سرک جو گئی — جمال پاک سے روشن ہوئی ہر ایک نظر

۳۱ ۸۹۱۵

مرغوب جہان المعروف دیوان تحمل